ڈاکٹر شاہ معین الدین ہاشمی*

عہد نبوی میں اسلامی ریاست کا داخلی نظم ونسق اور قبائل کی شیرازہ بندی

قبل از اسلام عرب کے طبعی وجغرافیائی حالات

عرب کے لفظی معنی اظہار و بیان کے آتے ہیں، چناں چہ جب کوئی شخص اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ **اعرب الرجل عما فی ضمیرہ** یعنی فلاں نے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا۔(۲) ان ہی معنوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

الثیب تعرب عن نفسها (۳)

ثیبہ اپنے دل کی بات آپ ہی ظاہر کردے گی۔

عرب کا پہلا نام ''عربہ'' تھا، جو بعد میں عرب بولا جانے لگا۔ تمام سامی زبانوں میں ''عربۃ'' بادیہ کے لیے بولا جاتا ہے اور قریب قریب یہی مفہوم رکھتا ہے۔ عبرانی زبان میں

---

* صدر شعبہ سیرت، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی۔ اسلام آباد

۲۔ لسان العرب: ج ۱ ص ۵۸۸۔ نیز دیکھیں۔ آلوسی: ج ۱ ص ۸

۳۔ ایضاً۔ لفظ ''عرب کا ترجمہ زبان آور کیا جاتا ہے، اس لیے کہ عرب اپنے آپ کو فصیح اللسان سمجھتے تھے اپنی زبان دانی پر فخر کرنا ان کی عادت تھی، لیکن اس بات کو ہی ملک عرب کی وجہ تسمیہ قرار دینا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

''عرابہ'' بیابان کو کہا جاتا ہے۔(۱) عربی زبان میں ''عرابہ'' کے معنی بدویت کے ہیں۔(۲) اعراب سے مراد اہل بادیہ لیا جاتا ہے۔

قرین قیاس یہ ہے کہ پہلے ملک کا نام عرب پڑا، بعد ازاں قوم کو بھی عرب کہا جانے لگا۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اس جگہ کے لیے ''وادٍ غیر ذی زرعٍ'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں، یعنی ''ناقابل کاشت وادی''۔ یہ الفاظ ''عرب'' کا موزوں مفہوم ادا کرتے ہیں، نیز ان الفاظ سے عرب کے طبعی حالات بھی واضح ہوتے ہیں اور عرب کی وجہ تسمیہ کے بارے میں بھی یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

ملک عرب کا بڑا حصہ صحراؤں اور ریگستانوں میں گھرا ہوا ہے۔(۳) عرب کا بڑا ریگستان شمال میں شام و عرب کا درمیانی میدان ہے، جس کو بادیۂ عرب کہا جاتا ہے۔ دوسرا بڑا ریگستان جنوب میں عدن، یمن اور یمامہ کے درمیان واقع ہے، جسے الربع الخالی کہا جاتا ہے۔(۴) عرب کا دوسرا حصہ پہاڑی سلسلوں پر مشتمل ہے۔ ملک کا سب سے طویل پہاڑی سلسلہ جبل السراۃ ہے، جو جنوبی سمت میں یمن سے شروع ہو کر شمال میں شام تک جاتا ہے، علاوہ ازیں یمن کا جبل کوکبان، نجد کا جبل عارض، حجاز کا جبل الہدیٰ اور طائف کا جبل کراء مشہور ہے۔(۵)

عرب کو جزیرہ نما ہونے کی وجہ سے مجازاً ''جزیرۃ العرب'' کہا جاتا ہے۔ اس کے شمالی جانب خشکی اور بقیہ تین اطراف میں سمندر ہے۔

قدیم جغرافیہ دان جزیرۃ العرب کو پانچ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱۔ تہامہ

۲۔ نجد

۱۔ حموی: ج ۴، ص ۹۶

۲۔ حموی: ج ۴، ص ۹۶

۳۔ Arthwr, 23.

۴۔ Fisher, 477

۵۔ Fisher, 441

۳۔عروض

۴۔یمن

۵۔حجاز

عرب کے مغربی حصے میں حجاز واقع ہے۔حجاز کے جنوبی حصے بہ طرف یمن کو تہامہ کہا جاتا ہے۔مشرقی حصے میں نجد واقع ہے۔حجاز،نجد اور تہامہ کے درمیان سرحد کا کام دیتا ہے۔نجد کے جنوب سے خلیج فارس تک ایک حصہ یمامہ،عمان اور بحرین پر مشتمل ہے۔جسے عروض کہتے ہیں۔جنوبی طرف میں یمن کا سرسبز وشاداب علاقہ ہے۔حجاز کا علاقہ نجد اور تہامہ کے درمیان واقع ہے اس کا زیادہ تر حصہ ریگستان اور پہاڑی سلسلوں پر مشتمل ہے۔اسے حجاز اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نجد اور تہامہ کے درمیان حائل ہے۔(۱)

قبائل عرب

تمام عرب قبائل کا مرکز دو شخصوں کو سمجھا جاتا ہے:

۱۔عدنان

۲۔قحطان

۱۔عدنان کی نسبت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے۔عدنانی قبائل حجاز و نجد اور شمالی عرب کے علاقوں میں پھیلے۔ان کو عرب مستعربہ بھی کہا جاتا ہے۔

عدنان کے دو بیٹے معد اور عک تھے۔(۲) جن میں سے معد کی نسل سے عدنانی قبائل پھیلے۔معد کے بیٹے نزاد کی اولاد میں چار ناموں کا تذکرہ ملتا ہے۔(۳)

۱۔ آلوسی: ج۱،ص ۱۸۷۔نیز دیکھیں: Fisher, 445۔بعض جدید جغرافیہ دانوں کے خیال میں اب جزیرۃ العرب کو صرف تین حصوں میں تقسیم کرنا زیادہ مناسب ہے۔ ۱۔حجاز،تہامہ،یمن،حضرموت،شحر، ظفار اور عمان کا علاقہ، ۲۔جزیرۃ العرب کے مختلف صحرا اور ریگستان مثلاً الرابع الخالی،الدھنا،النفوذ اور بادیۃ الشام، ۳۔نجد،احساء،قطر،کویت اور بحرین کے علاقے۔جزیرۃ العرب:ص ۲۶ تا ۲۷

۲۔ابن قتیبہ: ۶۳

۳۔ابن ہشام: ج۱،ص ۷۳۔ابن حزم: ۹

۱۔ ربیعہ
۲۔ مضر
۳۔ انمار
۴۔ ایاد۔(۱)

ایاد: قلقشندی نے ایاد کی اولاد میں چار لڑکوں کا تذکرہ کیا ہے:(۲)
زہر، دعمی، نمارہ، ثعلبہ۔

انمار: انمار کی اولاد میں بجیلہ اور خثعم تھے۔(۳)

ربیعہ: ربیعہ بن نزار کی اولاد میں اسد، ضبعہ اور اکلب تھے۔

اسد بن ربیعہ: ربیعہ کی اولاد میں اسد سے قبائل منتشر ہوئے۔ جن میں مشہور بنوعنزہ، بنو جدیلہ۔ پھر جدیلہ کی اولاد میں بنوعبدالقیس، بنوہنب، بنونمر اور بنووائل تھے۔(۴) ان قبائل نے نجد کے علاقے میں قیام کیا۔(۵) ان میں سے بنوعبدالقیس اور جدیلہ بحرین میں بھی آباد ہوئے۔(۶)

بنووائل: وائل سے دو مشہور قبیلے گزرے ہیں:
۱۔ بنوبکر
۲۔ بنوتغلب

۱۔ ابن اسحاق نے نزار کی اولاد میں ایاد کا تذکرہ نہیں کیا، البتہ ابن ہشام اور ابن حزم نے ایاد کا نام بھی لکھا ہے۔ ایضاً

۲۔ نہایۃ الارب: ۹۵

۳۔ ابن سعد: ج۱، ص۵۹۔ ابن قتیبہ: ۶۴

۴۔ ابن قتیبہ: ۹۲ تا ۹۴۔ ابن حزم: ۲۹۵

۵۔ بکری: ج۲، ص۷۹، ۸۰، ۸۲

۶۔ بلاذری۔ فتوح البلدان: ۷۸۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص۳۳۷

بنو بکر کے مشہور قبائل میں بنو عجل، بنو شیبان، بنو حنیفہ اور سدوس تھے۔(۱)

بنو تغلب ایک مشہور قبیلہ تھا، اسی قبیلے میں عمرو بن کلثوم، مشہور شاعر گزرا ہے۔(۲) اس کے علاوہ ان میں کلیب نامی شخص بہت مشہور تھا۔ مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس قبیلے کا سردار بھی تھا۔(۳) بنو وائل کی اکثریت ظواہر نجد حجاز اور اطراف تہامہ میں رہائش پذیر ہوئی، البتہ بنو بکر بن وائل کی اکثریت بحرین میں آباد ہوئی۔(۴)

مضر بن نزار بن معد

مضر کی دو مشہور شاخیں تھیں:

۱۔ قیس عیلان

۲۔ الیاس (خندف)

قیس عیلان

قیس عیلان کثیر قبائل کا مرکز تھا۔ ان کے مشہور قبائل میں بنو ہوازن، بنو باہلہ، بنو مازن، بنو غطفان، بنو سلیم اور عدوان وغیرہ تھے۔(۵) ان میں بنو سلیم کے دیار شمال میں مدینہ منورہ، جنوب میں مکہ معظمہ اور مشرق میں نجد تک پھیلے ہوئے تھے۔(۶)

ہوازن کی اولاد میں بنو سعد (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی قبیلہ)، بنو معاویہ، بنو عامر بن

۱۔ ابن قتیبہ: ۹۷، ۹۹

۲۔ بکری: ج ۱، ص ۳۹

۳۔ الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۳۸۔ الاشتقاق: ۳۳۸

۴۔ بلاذری۔ فتوح البلدان: ص ۷۸۔ بکری: ج ۱، ص ۸۵

۵۔ ابن حزم: ۲۴۴۔ نیز دیکھیں: العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۵۰

۶۔ بنو سلیم عرب کا مشہور جنگ جو قبیلہ تھا۔ قبائل عرب میں جن قبیلوں پر ''اثافی العرب'' (چولہے کے تین پتھر) کا اطلاق ہوتا تھا، ان میں سلیم و ہوازن ایک پتھر، غطفان دوسرا اور اعصر و محارب بن حصفہ کو تیسرا پتھر سمجھا جاتا تھا۔ ابن حبیب: ص ۲۳۴، بنو سلیم کے علاقوں کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: دائرہ: ج ۱۱، ص ۲۱۵۔ قلقشندی کے خیال میں بنو سلیم بعد میں افریقہ وغیرہ کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ نہایۃ الارب: ۲۹۵

صعصعہ بنو جشم اور بنو ثقیف تھے۔ بنو جشم نے بحرین میں سکونت اختیار کر لی۔ بعد میں عراق کی طرف بھی منتقل ہوئے۔(۱) بنو ثقیف طائف میں آباد ہوئے۔(۲)

بنو عامر بن صعصعہ کی مشہور شاخوں میں بنو کلاب، بنو ہلال ور بنو عقیل تھے۔(۳) غطفان کی اولاد میں عبس، ذبیان اور بنو اشجع تھے۔(۴) ذبیان سے فزارہ اور فزارہ میں بنو مازن اور بنو بدر مشہور تھے۔(۵) غطفان کے یہ خاندان بہت پھیل چکے تھے اور بہ جائے خود قبیلوں کی شکل اختیار کر چکے تھے، یہ نجد سے خیبر تک کے علاقے میں پھیلے ہوئے تھے اور یہود خیبر کے حلیف تھے۔(۶) ان کی ایک شاخ اشجع بن ریث مکے سے شام اور عراق جانے والے تجارتی راستے پر قبیلہ جہینہ کے قریب آباد تھی۔(۷)

الیاس

الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان الیاس کی اولاد میں:

۱۔ طابخہ (عمرو)

۲۔ قمعہ (عمیر)

۳۔ مدرکہ (عامر) تھے۔(۸)

طابخہ کے مشہور قبائل میں بنو تمیم، بنو ضبہ، مزینہ اور صوفہ وغیرہ تھے۔ تمیم بن مر کے مشہور

۱۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۵۳۔ نیز دیکھیں الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۴۰ تا ۳۴۴

۲۔ بکری: ج ۱، ص ۶۴، ۶۵، ۷۷

۳۔ ابن حزم: ۲۷۲۔ نیز دیکھیں الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۴۱۔ ۴۲

۴۔ ابن حزم: ۲۴۹ تا ۲۵۰

۵۔ ایضاً: ۲۵۵۔ نیز دیکھیں ابن قتیبہ: ۸۲

۶۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۱۵، ۲۴۵، ۳۳۰۔ بکری: ج ۲، ص ۹۰، ۴۴۵

۷۔ بکری: ج ۱، ص ۲۷، ۲۸

۸۔ ابن قتیبہ: ۶۴۔ نیز ابن حزم: ۱۰

بطون میں عمرو بن تمیم، بنوعنبر، بنو مازن، بنوسعد بن زید اور بنو یربوع وغیرہ تھے (۱) طابخہ ظواہر نجد اور حجاز وغیرہ میں آباد ہوئے، البتہ بنو تمیم کے متعلق بلاذری لکھتے ہیں کہ ان کی بڑی تعداد بحرین میں رہائش پذیر ہوئی۔(۲)

قمعہ بن الیاس کے دو قبیلے اور ان کی شاخیں مشہور ہیں:

۱۔خزاعہ

۲۔اسلم۔(۳)

خزاعہ: بعض نسابین کے خیال میں خزاعہ یمنی تھے اور عمرو بن عامر (ماء السماء) کی اولاد میں سے تھے۔(۴) ابن اسحاق، ابن ہشام اور ابن خلدون و بلاذری نے خزاعہ کو قمعہ بن الیاس کی اولاد میں لکھا ہے۔(۵)

قریش سے قبل کعبہ کی ولایت خزاعہ کے پاس ہی تھی۔قصی نے بعد میں آ کر ان سے یہ اعزاز چھین لیا اور انہیں شہر سے نکال باہر کیا،(۶) چناں چہ انہوں نے مکے سے باہر مرالظھر ان میں رہائش اختیار کر لی۔(۷)

خزاعہ کے بطون میں بنوکعب بن عمر بن عامر بن لحی،(۸) بنوعدی بن عمرو، بنونصر بن

۱۔العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۴۴ تا ۳۴۸۔نیز دیکھیں الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۴۷

۲۔بکری: ج ۱، ص ۸۷۔نیز ملاحظہ ہو بلاذری۔فتوح البلدان: ۸۷

۳۔ابن حزم: ۴۶۷

۴۔ابن قتیبہ: ۶۴

۵۔ابن ہشام: ج ۱، ص ۷۶۔ابن خلدون: بلاذری کی روایت میں خزاعہ کے یمن کی طرف نسبت ہوجانے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ قمعہ بن الیاس یمن میں جا کر آباد ہو گیا تھا، چناں چہ خزاعہ کی نسبت بھی یمن کی طرف ہونے لگی۔بلاذری: ۳۵

۶۔ابن ہشام: ج ۱، ص ۱۲۴

۷۔ایضاً

۸۔خزاعہ کے عامر بن لحی نے سب سے پہلے دین اسماعیلی ترک کر کے بت پرستی کی بنیاد ڈالی اور عرب کو بت پرستی کی طرف مائل کیا۔ابن خلدون: ج ۲، ص ۱۸۲

عوف، بنو جفنہ بن عوف، بنو ملیح اور بنو مصطلق بن سعد مشہور ہیں۔ (۱) اسلم کے بطون میں بنو سلامان اور ہوازن میں اسلم کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔ (۲)

۳۔ مدرکہ بن الیاس

ان کی اولاد میں ہذیل اور خزیمہ تھے۔ (۳) ہذیل کی اولاد میں سعد، لحیان اور عمیر تھے۔ سعد کی اولاد میں تمیم بن سعد، حریث بن منعہ بن سعد تھے، جن میں تمیم بن سعد کی اولاد آگے چلی، جس میں حارث بن تمیم، معاویہ بن تمیم وغیرہ تھے۔ (۴) ہذیل مکے اور مدینے کے درمیان سراہ کے پہاڑوں میں آباد ہوئے۔ (۵)

خزیمہ بن مدرکہ کی اولاد میں ہون، اسد اور کنانہ مشہور ہیں۔ (۶) ھون کی اولاد میں عضد اور دیش اور اسد کی اولاد میں بنو کاہل اور دودان کے نام مشہور ہیں۔ (۷)

کنانہ و قریش

یہ بہت بڑا اور مشہور قبیلہ تھا۔ اس کی اولاد میں چھ فروع تھے:

۱۔ مالک ۲۔ نضر ۳۔ عبد مناۃ ۴۔ ملکان ۵۔ عمر ۶۔ عامر۔ (۸)

۱۔ ابن حزم: ۶۷۔۴۶۸

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً: ۱۱

۴۔ عبداللہ بن مسعود، مشہور صحابی رسول حارث بن تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ دیکھیں ابن قتیبہ: ۶۴، ۶۵۔ نیز اصابہ: ۴۹۵۴

۵۔ بکری: ج ۱، ص ۸۸

۶۔ ابن حزم: ۱۱

۷۔ ابن قتیبہ: ۶۵۔ نیز دیکھیں الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۴۹

۸۔ ابن قتیبہ: ۶۵۔ الصبح الاعشیٰ: ۳۵۰ تا ۳۵۱

مالک بن کنانہ سے بنو فراس اور بنو مخدج کا تذکرہ ملتا ہے۔(۱)

عبد مناۃ کے بطون میں :۱۔ بنو بکر ۲۔ بنو مدلج ۳۔ بنو الحارث ۴۔ بنو لیث ۵۔ بنو ضمرہ اور ۶۔ بنو غفار (ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، مشہور صحابی کا قبیلہ) مشہور ہیں۔(۲)

نضر بن کنانہ کی اولاد میں تین ناموں کا تذکرہ ملتا ہے:

۱۔ مالک۔ ۲۔ الصلت۔ ۳۔ یخلد۔ (۳) مالک کا بیٹا فہر تھا۔ (۴) فہر بن مالک کی اولاد سے غالب، محارب اور حارث (۵) کا تذکرہ اکثر کتب سے ملتا ہے۔ البتہ ابن اسحاق کے یہاں اسد بن فہر کا اضافہ ہے۔ (۶) محارب بن فہر سے ضرار بن خطاب (مشہور قریشی شاعر) اور ضحاک بن قیس مشہور ہیں۔ (۷) غالب بن فہر سے لوی اور تیم تھے جن کی اولاد آگے چلی۔ لؤی بن غالب کے سات بیٹوں کا تذکرہ ملتا ہے:

۱۔ کعب، ۲۔ عامر، ۳۔ اسامہ، ۴۔ سعد، ۵۔ خزیمہ، ۶۔ حارث، ۷۔ عوف (۸)

عامر بن لؤی کی اولاد میں حسل اور معیص، خزیمہ کی اولاد میں عائذہ، سعد کی اولاد میں بنو بنانہ مشہور تھے۔ کعب بن لؤی کی اولاد میں مرہ، ہصیص اور بنو عدی (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبیلہ) تھے۔ بنو ھصیص سے بنو سہم (عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا قبیلہ) اور بنو جمح

۱۔ ابن حزم ۴۶۵۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص ۳۵۱

۲۔ ایضاً

۳۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۹۴۔ ابن قتیبہ: ۶۷

۴۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۹۵۔ ابن قتیبہ: ۶۸

۵۔ ابن قتیبہ کا خیال ہے کہ حارث، فہر کا بھائی ہے: کتاب المعارف ص ۶۸، حال آں کہ اکثر نسابین نے حارث کو فہر کا بیٹا قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہوں: ابن ہشام: ج۱، ص ۹۵۔ ابن حبیب: ۱۶۶۔ ابن حزم ص ۱۲۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص ۳۵۲

۶۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۹۵۔ ابن قتیبہ: ۶۸۔ ابن حزم: ۱۲۔ العقد الفرید: ج۳، ص ۳۱۹

۷۔ ابن قتیبہ: ۶۸

۸۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۹۵۔ ۹۶۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص ۳۵۲

(مشہور دشمن رسول امیہ بن خلف کا قبیلہ)، مرہ بن کعب سے بنو تیم (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ)، بنومخزوم (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قبیلہ) اور بنو کلاب مشہور تھے۔ (۱) کلاب کی اولاد میں زہرہ اور قصی سے بیش تر قبائل پھیلے۔ قصی نے تمام قریشیوں کو جمع کیا اور مکہ پر قبضہ کر کے منظم سیاسی نظام کی بنیاد ڈالی۔ (۲)

قصی کے چار بیٹے تھے:

۱۔ عبدمناف

۲۔ عبدالدار

۳۔ عبدالعزیٰ

۴۔ عبد۔ (۳)

عبدمناف: ان کا نام مغیرہ تھا ان کی اولاد میں ہاشم، عبدشمس، مطلب اور نوفل تھے۔ (۴)

ہاشم بن عبدمناف کی اولاد میں عبدالمطلب اور اسد مشہور تھے۔ (۵)

عبدالمطلب کے بارہ بیٹوں کا ذکر مآخذ میں ملتا ہے: ۱۔ عبداللہ ۲۔ ابو طالب ۳۔ زبیر ۴۔ عباس ۵۔ ضرار ۶۔ حمزہ ۷۔ حجل ۸۔ ابولہب ۹۔ مقوم ۱۰۔ حارث ۱۱۔ قثم ۱۲۔ عبدالکعبہ۔ (۶)

عبداللہ کی اولاد میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

۱۔ ابن ہشام: ج۱، ص۹۷۔ نیز دیکھیں ابن قتیبہ: ۶۹ تا ۷۰

۲۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۱۲۳ تا ۱۲۴۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو نویری: ج۱۶، ص۲۶

۳۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۱۰۳، ۱۰۵۔ ابن سعد: ج۱، ص۷۰

۴۔ ابن ہشام: ج۱، ص۱۰۶

۵۔ ایضاً: ۱۰۷

۶۔ ابن حزم: ۱۴ تا ۱۵۔ نیز دیکھیں الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص۳۵۸

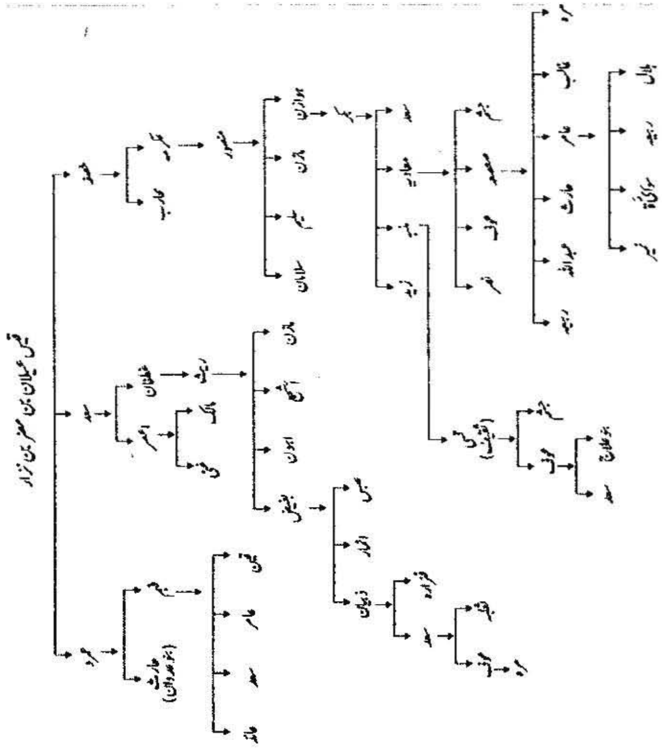

قریش البطاح: یہ وہ قریشی قبائل ہیں جنہوں نے مکے میں اندرون شہر قیام کیا اور قریش البطاح کہلائے۔ ان میں بنو عبد مناف، بنو عبد الدار، بنو عبد العزیٰ، بنو عبد بن قصی، بنو زہرہ بن کلاب، بنو تیم بن مرہ، بنو مخزوم بن یقظی بن مرہ، بنو سہم، بنو جمح، بنو عدی، بنو حسل بن عامر بن لوی، بنو ہلال بن اھیب بن ضبہ بن حارث بن فہر، بنو ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر تھے۔(۱)

قریش الظواہر

یہ قبائل مکہ کے باہر مضافاتی علاقوں میں رہائش پذیر ہوئے اور قریش الظواہر کہلائے۔

۱۔ ابن حبیب: ۱۶۷۔ نیز دیکھیں: مسعودی۔ مروج الذہب: ج ۱، ص ۳۲۸

ان میں بنو معیص بن عامر بن لوئی، تیم الأ درم، بنو محارب بن فہر، بنو الحارث بن فہر تھے۔(۱)

قحطانی قبائل

قحطان: قحطانی قبائل کا قیام یمن میں تھا۔ یمن اور اطراف یمن، بل کہ پورا جزیرۂ عرب قحطانیوں کا اصلی وطن بنا۔ ان کو عرب عاربہ بھی کہا جاتا ہے۔(۲)

قحطان کی اولاد میں یعرب، پھر یعرب سے یشجب اور یشجب کی اولاد میں سبا نامی شخص کو قحطانی نسلوں کا سب سے بڑا مورث سمجھا جاتا ہے۔(۳) سبا سے دو قبیلے ایسے تھے جنہیں تمام قحطانی نسلوں کا مرکز کہا جاتا ہے:

۱۔ حمیر بن سبا۔

۲۔ کہلان بن سبا۔(۴)

۱۔ حمیر بن سبا کی اولاد میں ھمیسع، مالک، زید، عریب، وائل، مسروح، معدیکرب، اوس اور مرہ وغیرہ کے نام مشہور ہیں۔(۵)

حمیری قبائل میں سب سے بڑا اور مشہور قبیلہ قضاعہ تھا، جو تمام حمیری نسلوں پر چھا گیا۔

قضاعہ: ابن اسحاق نے قضاعہ کا شمار عدنانی قبائل میں کیا ہے،(۶) جب کہ اکثر نسابین قضاعہ کو قحطان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ابن ہشام، ابن قتیبہ، سہیلی، صاحب عقد الفرید وغیرہ، قضاعہ کا نسب بیان کرتے ہوئے قضاہ بن مالک بن حمیر بن قحطان ہی تحریر کرتے ہیں۔(۷)

۱۔ ابن حبیب: ۱۶۸۔ نیز دیکھیں: العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۹

۲۔ قلقشندی، نہایۃ الارب: ۱۱، ۱۲

۳۔ ابن حزم: ۳۲۹۔ الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۱۵

۴۔ الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۱۵

۵۔ ابن حزم: ۴۳۲

۶۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۱۰

۷۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۱۰۔ ابن قتیبہ: ۱۰۳، سہیلی: ج ۱، ص ۱۲۱۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۷۱۔ مزید دیکھیں اغانی: ج ۸، ص ۹۰

سہیلی، قضاعہ کی نسبت عدنان کی طرف ہونے کی وجہ یہ تحریر کرتے ہیں کہ قضاعہ کا باپ مالک جب فوت ہوا تو اس وقت قضاعہ کی ماں حاملہ تھی۔ اس دوران اس (قضاعہ کی ماں) نے معد بن عدنان سے شادی کرلی۔ چناں چہ جب قضاعہ پیدا ہوا تو معد بن عدنان کی طرف منسوب ہونے لگا۔(۱)

قضاعہ بن مالک

قضاعہ کے مشہور قبائل درج ذیل تھے۔

۱۔ بلی، ۲۔ جہینہ، ۳۔ کلب، ۴۔ عذرہ، ۵۔ قہرا، ۶۔ نہد، ۷۔ جرم، ۸۔ اراشہ، ۹۔ تنوخ، ۱۰۔ نمر، ۱۱۔ سلیح، ۱۲۔ القین، ۱۳۔ مہرہ۔(۲)

۱۔ بلی کی اولاد میں فران اور بنوہنی مشہور تھے۔ بلی کے بطون میں بعض نے مصر میں رہائش اختیار کی اور بعض تیما اور مدینے کے درمیان رہائش پذیر ہوئے۔(۳)

۲۔ جہینہ کی اولاد میں غطفان بن قیس اور غیان بن قیس ہیں۔(۴) جہینہ کے بطون میں اکثر حجاز میں آباد ہوئے۔(۵)

۳۔ بنوکلب بن ویرہ: بعثت نبوی کے وقت بنوکلب، اطراف شام میں دومۃ الجندل اور

۱۔ سہیلی: ج ۱، ص ۱۲۱۔ نیز دیکھیں الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۱۵۔ قضاعہ کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: دائرہ معارف اسلامیہ

۲۔ ابن حزم: ۴۸۵ تا ۴۸۶۔ الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۱۶ تا ۳۱۸

۳۔ ابن حزم: ۴۴۲ تا ۴۴۳۔ بکری: ج ۱، ص ۲۹، ۹۰

۴۔ بنوغیان کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے بنورشدان رکھا تھا۔ ابن حزم: ۴۴۴۔ جہینہ کے دو خاندانوں بنوشخ اور بنی الجرمز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ زمینیں بھی عنایت فرمائی تھیں۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۷۱

۵۔ جہینہ اور بعض دیگر قبائل مثلاً مزینہ، ضمرہ اور غفار وغیرہ مدینے کے قریب مغربی راستے پر بحیرۂ احمر کے ساتھ ساتھ آباد تھے۔ ملاحظہ ہو، معجم البلدان میں سفوان: ج ۳، ص ۲۲۵۔ ینبوع: ج ۴، ص ۱۲۷۔ بواط: ج ۱، ص ۵۰۳۔ ابواء: ج ۱، ص ۹۷ کے مقامات

تبوک وغیرہ میں رہتے تھے۔ (۱) ان کی ایک شاخ بنو کنانہ بن بکر بہت پھیلی۔ بنو کنانہ کے بطون میں بنو زہیر، بنو عدی، بنو علیم، بنی ہبل، بنی جناب بن ہبل، بنو عامر بن عوف بن بکر، بنو العلیص مشہور تھے۔ (۲)

۴۔ بنو عذرہ بن سعد بن ہذیم بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحافی بن قضاعہ۔ (۳) عذرہ کے بطون میں بنو ضنہ، بنو جلہمہ، بنو زقرقہ، بنو الجلحاء، بنو حردش، بنو حن وغیرہ تھے۔ (۴) ابن حزم نے ان کی شاخوں میں بنو عامر، بنو کاہل اور بنو کبیر کے نام تحریر کیے ہیں۔ (۵) بنو عذرہ، خزاعہ کے دوسرے قبائل (جہینہ بلی) کے پڑوس میں آباد تھے اور ایلہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ (۶)

۵۔ بہراء بن عمرو بن حافی بن قضاعہ: ان کے منازل بلی کے قریب تھے۔ بعض ان میں حبشہ میں بھی آباد ہوئے۔ (۷)

۶۔ بنو نہد: بن زید بن لیث بن سود بن اسلام بن حافی بن قضاعہ: ان کی اولاد میں مالک، صبح، خزیمہ، زید، معاویہ، کعب اور ابو سودہ وغیرہ یمن میں رہائش پذیر ہوئے اور عامر، عمرو، حنظلۃ، طول، مرہ اور ابان وغیرہ شام کی طرف منتقل ہوئے۔ (۸)

۷۔ بنو حزم: ان کا نام علاف تھا۔ علاف بن زبان بن حلوان بن عمران بن حافی بن

۱۔ بلاذری، انساب الاشراف: ۱۹، ۸۔ ۷۳۔ نیز دیکھیں الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۱۶

۲۔ ابن حزم: ۴۵۵، ۴۷۹

۳۔ ایضاً: ۴۷۸

۴۔ ابن درید: ۵۴۷

۵۔ ابن حزم: ۴۷۹

۶۔ بکری: ج ۱، ص ۲۳، ۴۳

۷۔ ابن حزم: ۴۷۸۔ الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۱۷

۸۔ ابن حزم: ۴۴۶۔ الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۱۷

قضاعہ۔ ان کے بطون میں جشم، بنو قدامہ اور بنو عوف مشہور تھے۔(۱)

۸۔ بنو اراشہ: ان کے بطون میں بنو وائلہ بن الحارثہ (نعمان بن اعصر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ) اور بنو عجلان بن الحارث (ثابت بن ارقم رضی اللہ عنہ کا قبیلہ) مشہور تھے۔(۲)

۹۔ بنو تنوخ: ان میں بنو تمیم اللہ بن اسد بن وبرہ، مالک بن زہیر اور اذینہ قابل ذکر نام ہیں۔(۳)

کہلان بن سبا

یہ قحطان کا دوسرا بڑا قبیلہ تھا جس سے قحطانی نسلیں پھیلی ہیں۔ کہلان بن سبا کی اولاد میں درج ذیل مشہور قبائل تھے۔

۱۔ بنو ازد، ۲۔ بنو طے، ۳۔ بنو مذحج، ۴۔ بنو ہمدان، ۵۔ کندہ، ۶۔ بنو جذام، ۷۔ بنو لخم، ۸۔ بنو اشعر، ۹۔ عاملہ، ۱۰۔ خولان، ۱۱۔ لہب

ازد: ازد کو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے: ۱۔ ازد شنوءۃ ۲۔ ازد السراۃ ۳۔ ازد عمان۔(۴)

ازد سراۃ اطراف یمن، ازد عمان، عمان میں اور بعض بحرین میں آباد ہوئے۔(۵) ازد کے بعض گھرانے شام کے شہروں میں بھی آباد ہوئے۔ ان کا ایک بطن بنو ثمالہ، طائف کے گرد رہائش پذیر ہوا۔(۶) بنو ازد کئی شاخوں میں تقسیم ہوئے۔ ان کے قبائل اور بطون میں بنو حدان، غسان، بنو راسب، ثمالہ، بنو سہب، بنو دوس بن عدثنا، کعک بن عثان، بنو معولصہ، بنو

۱۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص ۳۱۸

۲۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۷۴

۳۔ ایضاً: ج ۳، ص ۳۷۲

۴۔ ابن قتیبہ: ۱۰۱ تا ۱۰۸۔ ابن حزم: ۴۸۴۔ عقد الفرید: ۳۷۵ تا ۴۰۳۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص ۳۱۸ تا ۳۳۵

۵۔ بلاذری۔ فتوح البلدان: ۷۶۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص ۳۱۹

۶۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۸۶۔

ماسخہ، اوس، خزرج۔ (۱) ان میں سے قبیلہ غسان نے شام پر حکم رانی کی۔ عہد نبوی میں بھی وہاں کے بادشاہ غسانی ہی تھے۔ (۲) اوس وخزرج کے بطون مدینے میں رہائش پذیر ہوئے۔

بنو طے: (۳) ان کے مشہور قبائل وبطون میں بنوغوث، جدیلہ، بولان، سدوس،

انساب کنانہ وقریش

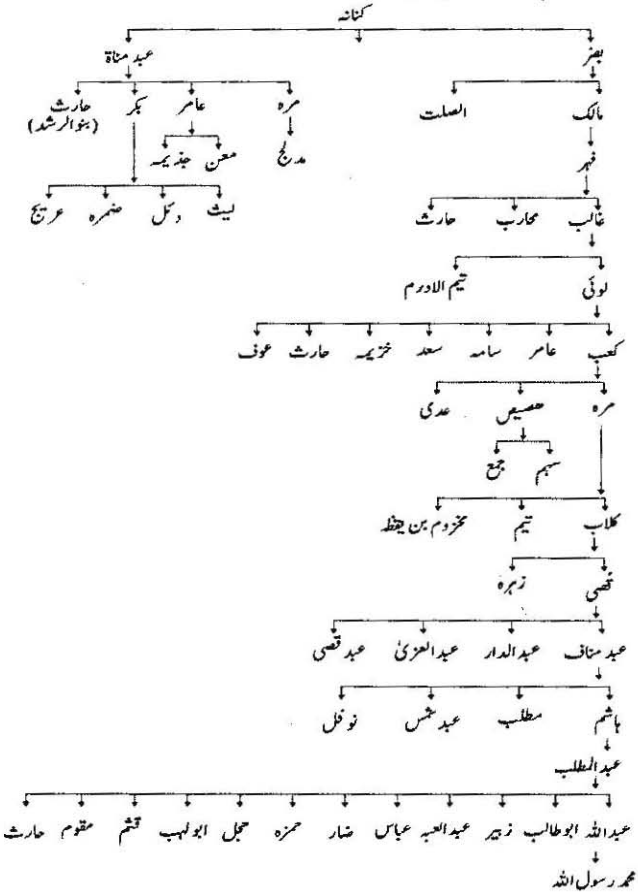

۱۔ ابن حزم: ۴۷۳ تا ۴۷۴ نیز دیکھیں: الفرید: ج ۳، ص ۳۷۵، ۳۸۵، ۳۸۸

۲۔ ایضاً: ۳۸۸

۳۔ قبیلہ طے عرب کا بہت ہی مشہور قبیلہ تھا۔ عجمی ممالک میں بعض لوگ سارے عربوں کو طائی سمجھتے تھے، اسی لیے ایران میں عربوں کا نام تازی پڑا، ملاحظہ ہو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ۲۱۰

بنوسلامان، زبید، سنبس، بنوثعلبہ، بنوعزیہ، بنوربیعہ بن حازم، بنوہنی، نبہان، بنوبحتر، بنو عمرو بن الغوث وغیرہ مشہور تھے۔(۱)

بنو طے نے شمالی نجد کی پہاڑیوں اجاء اور سلمیٰ کے درمیان قیام کیا۔(۲)

بنومذحج: مذحج سے سعد العشیر ہ ایک بڑا قبیلہ تھا۔ ان (مذحج) کے دیگر قبائل وبطون میں بنوجنب، صداء، رہاء، بنوالحارث، بنومسلمہ، بنوحبابہ، نخع، بنوحارثہ بن سعد، بنووہیل، صہبان، عنس بن مالک، بنومراد بن مالک، بنوجشم اور بنوبکر وغیرہ مشہور تھے۔(۳)

بنومذحج کی اکثریت یمن میں سکونت پذیر تھی۔(۴)

بنوہمدان کے بطون میں شبام، ناعط، بنوالسبیع، بنوحوث، بنی بکیل، بنوارحب وغیرہ کے نام معروف ہیں۔(۵) یہ ابتدا میں یمن میں رہتے تھے، بعد میں متفرق جگہوں پر رہائش پذیر ہوئے۔(۶)

بنوکندہ: کندہ کے مشہور بطون میں رائش بن حارث، بنوالسکاسک، بنوالسکون، بنو معاویہ، وہب اور بنوشعل وغیرہ مشہور تھے۔

کندہ کی متعدد شاخیں یمن اور حضرموت کے متعدد مقامات پر آباد تھیں۔(۷) البتہ بنو السکون دومۃ الجندل کے حاکم تھے۔ عہد نبوی میں بھی ان کی قوم کا آدمی اکیدر بن عبدالمالک

۱۔ ابن حزم: ۴۷۶۔ نیز دیکھیں، العقد الفرید: ج۳، ص۳۹۹ تا ۴۰۰

۲۔ بکری ج۱، ص۱۰۹

۳۔ ابن حزم: ۴۷۶ تا ۴۷۷۔ نیز دیکھیں العقد الفرید: ج۳، ص ۳۹۳

۴۔ بکری: ۴۰

۵۔ ابن درید: ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ العقد الفرید: ج۳، ص۳۹۰۔ ۳۹۱۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص۳۲۸

۶۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص۳۲۸

۷۔ ابن درید: ۳۶۳، ۳۷۴۔ ابن حزم: ۳۹۹، ۴۰۵، ۴۷۷۔ نیز دیکھیں العقد الفرید: ج۳، ص۳۹۱۔ الصبح الاعشیٰ: ج۱، ص۳۲۸

بن عبد بن الجمی بن معاویہ بن اثامہ بن شبیب بن السکون دومۃ الجندل کا حکمران تھا۔(۱)

جذام: ان کے بطون میں بنو الضبیب، بنو بعجہ، بنو عتیب بن اسلم، بنو افصی، بنو غطفان بن سعد بن ایاث وغیرہ مشہور تھے۔(۲)

بنو لخم: ان مین بنو الدار (تمیم دری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی کا قبیلہ) بنو نصر بن ربیعہ حدس، جزیلہ اور بنو راشدہ وغیرہ معروف تھے۔(۳)

بنو عاملہ: ان مین شعل، ثلبہ اور بنو عجل کے نام مشہور ہیں۔ یہ شام کے شہروں میں آباد ہوئے۔(۴)

عرب میں یہودی قبائل

توقیتی اعتبار سے اس بات کا صحیح اندازہ لگانا دشوار ہے کہ یہودی، عرب میں کب آ کر آباد ہوئے۔ البتہ ان کے عرب میں آنے کے متعلق قدیم صحیفوں، عربی ماخذ اور انگریزی کتب میں تذکرہ ملتا ہے۔ حجاز میں یہودیوں کی آمد کا سبب بیان کرتے ہوئے بعض مورخین لکھتے ہیں کہ حجاز میں جب عمالقہ کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی سرکوبی کے لیے فوج بھیجی اور حکم دیا کہ ان سب کو قتل کر دو۔ فوج نے بادشاہ سمیت ان تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا جن کا حکم موسیٰ علیہ السلام نے دیا تھا، مگر ایک خوب صورت نوجوان کو چھوڑ دیا، جب یہ لوگ فتح کے بعد واپس ہوئے تو بنی اسرائیل نے انہیں اس بنا پر اپنے درمیان میں نہ رہنے دیا کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ چناں چہ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے یہ لوگ سرزمین حجاز واپس آ گئے اور یہیں پر آباد ہو گئے۔(۵)

بعض مورخین کے نزدیک یہود کی اکثریت پہلی صدی مسیحی میں یثرب آئی۔ یہودیوں

۱۔ ابن خلدون، ابن درید: ج ۱، ص ۳۷۱

۲۔ ابن حزم: ۴۷۷۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۴۰۲

۳۔ ابن حزم: ۴۷۷

۴۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۴۰۲۔ قلقشندی۔ الصبح الاعشیٰ: ج ۱، ص ۳۳۶

۵۔ اغانی: ج ۲۲، ص ۱۰۷، ۱۰۸۔ حموی: ج ۵۰، ص ۸۵۔ سمہودی، وفاء الوفاء: ج ۱، ص ۱۶۰۔ ۱۶۱

اور رومیوں کی باہمی جنگ کے نتیجے میں فلسطین اور بیت المقدس تباہ ہو گئے اور یہودیوں کو شکست ہوئی، اس شکست کے بعد ان کے خاندان، فلسطین سے نکل کر مختلف علاقوں میں بکھر گئے اور ایک بڑی تعداد نے بلاد عرب کا رخ کیا۔(۱)

اغانی کے مصنف نے یہودیوں کے بعض خاندانوں کے عرب میں آباد ہونے کی وجہ بھی یہی بیان کی ہے کہ ''جب رومیوں نے شام کے بنی اسرائیل (یہود) پر غلبہ پایا تو ان کو خوب برباد کیا۔ ان کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو اپنے عقد میں لے آئے، چناں چہ بنونضیر، بنوقریظہ اور بنوہدل بھاگ کر حجاز میں (اپنے دوسرے یہودی بھائیوں) بنی اسرائیل کے پاس آ گئے۔(۲)

جزیرۃ العرب میں یہود کی آمد کا ثبوت بنی شمعون کی ہجرت سے بھی ملتا ہے، جن کے متعلق صحف قدیمہ کا کہنا ہے کہ وہ چراگاہ کی تلاش میں طور سینا تک پہنچے اور وہاں پر ان سے قبائل معان (۳) نے جنگ کی، جس میں بنی شمعون کو غلبہ حاصل ہوا۔(۴) علاوہ ازیں صحف قدیمہ سے یہودی تاجروں کا سبا تک تجارت کی غرض سے سفر کرنا بھی ثابت ہے۔(۵)

۱۔ ویرہ بومی پٹرئیل، بہ حوالہ تاریخ الیہود:۹

۲۔ اغانی: ج ۲۲، ص ۱۰۸۔ نیز دیکھیں مودودی: ج ۵، ص ۲۷۰۔ بنوقریظہ اور بنونضیر وغیرہ کو بعض مستشرقین اصلی یہودی تسلیم نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو۔ Margoliouth P.71 نیز دیکھیں Watt, Muhammad at Medina P.192 مسلمان مصنف یعقوبی اور مسعودی بھی ان کے اصل یہودی ہونے کے بارے میں شک کا شکار ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ تاریخ الیعقوبی: ج ۲، ص ۴۹۔ ۵۲۔ مسعودی: ص ۲۱۳۔ یعقوب نے یمن کے یہودیوں کی اصلیت کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ یہ اصلی یہودی نہ تھے، بل کہ انہوں نے بعد میں یہودیت قبول کر لی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تاریخ الیعقوبی: ج ۱، ص ۲۵۷

۳۔ قبائل معان یا معین عرب میں بہت پرانے آباد تھے۔ دیکھیں۔ جرجی زیدان: ۱۵۴۔ ندوی: ۱۵۳

۴۔ تواریخ: نا یاب ۴، ص ۳۹۶۔ نیز مسلمان مورخین کے ہاں بھی اس کی تائید ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو: سمہودی: ج ۱، ص ۱۶۰۔ ۶۱۔ ندوی: نبی رحمت: ج ۱، ص ۱۷۷

۵۔ حزقی ایل: باب ۲۷ آیت ۲۱ ص ۸۰۵

بعثت نبوی سے قبل جزیرۃ العرب میں یہود

۱۔ بنو قریظہ: یہ قبیلہ اپنے وطن شام کو چھوڑ کر مدینے کے مشرق میں وادی مہزور کے قریب آباد ہوا۔(۱) اوس و خزرج کی باہمی جنگوں میں یہ قبیلہ اوس کا حلیف ہوتا تھا۔(۲)

۲۔ بنو نضیر: بنو نضیر نے بھی بنو قریظہ کے ساتھ ہی شام چھوڑا اور مدینے کے جنوب مشرق میں وادی بطحان کے قریب آباد ہوئے۔(۳) ہجرت نبوی کے بعد یہ مدینے سے نکل کر خیبر اور فدک میں جا کر آباد ہو گئے۔(۴)

۳۔ بنو ہدل: مذکورہ بالا دونوں قبائل کی طرح بنو ہدل نے بھی شام سے آ کر مدینے کے مشرق میں وادی مہزور میں رہائش اختیار کی۔(۵)

۴۔ بنو قینقاع: یہ قبیلہ مدینے کے دوسرے یہودی قبائل کی بہ نسبت زیادہ طاقت ور اور مضبوط تھا، ان کے لوگوں کا خاص پیشہ زرگری تھا۔(۶) اوس و خزرج کی باہمی جنگوں میں یہ خزرج کا ساتھ دیتے تھے۔(۷) مدینے میں سب سے پہلے انہوں نے ہی مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی کی تھی، جس کے نتیجے میں وہ جلا وطن کیے گئے۔(۸)

مدینے کے دیگر یہودی قبائل: مدینے میں دیگر کئی یہودی قبائل کا تذکرہ بھی ملتا ہے، جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدۂ صلح بھی فرمایا تھا۔ ان قبائل میں یہود بنی عوف، یہود بنی

۱۔ حموی: ج ۵، ص ۲۳۴

۲۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۵۴۰

۳۔ حموی: ج ۱، ص ۴۴۶

۴۔ مسعودی: ۲۱۳

۵۔ حموی: ج ۵، ص ۲۳۴

۶۔ نبی رحمت: ۱۸۷

۷۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۵۴۰

۸۔ ایضاً: ج ۲، ص ۴۷۔۴۹

نجار، یہود بنی ساعدہ، یہود بنی ثعلبہ، یہود بنی جفنہ، بنوالشطیبہ اور بنو حارث شامل تھے۔(۱) ان قبائل کے علاوہ بھی یہودیوں کی کئی شاخوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان شاخوں کا ذکر میثاق مدینے کے تحت اس طرح ہے کہ **وان بطانۃ یہود کانفسھم**(۲) ''اور یہودیوں کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو ہیں''، اس کی مزید تائید سمہودی کے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ ''مدینے میں یہودی قبائل کی تعداد بیس سے زیادہ تھی۔''(۳)

مدینے کے علاوہ عرب میں خیبر، (۴) فدک، وادی القریٰ، تیما، (۵) جرباء، اذرح اور مقنا (۶) وغیرہ کے علاقوں میں یہودیوں کی آبادیاں تھیں۔ عرب میں مختلف قبائل کے لوگوں نے یہودی مذہب اختیار کیا ہوا تھا، جن میں اوس وخزرج (۷) حمیر، کنانہ، کندہ، بنوالحارث بن کعب، قضاعہ، غسان، اور جذام شامل تھے۔(۸)

۱۔ ملاحظہ ہو، آئندہ ص ۴۳

۲۔ ایضاً۔ ۴۷

۳۔ سمہودی: ج ۱، ص ۱۶۵ (ان یہودی قبائل میں بیش تر ایسے تھے، جنہوں نے بعد میں یہودی مذہب اختیار کیا)۔

۴۔ یہاں کے یہود نے متعدد جنگی قلعے بنا رکھے تھے۔ یعقوبی کا بیان ہے کہ ان میں بیس ہزار جنگ جو رہتے تھے۔ تاریخ الیعقوبی: ج ۲، ص ۵۶

۵۔ فدک، وادی القریٰ اور تیماء کے باشندوں سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے بعد چند شرائط پر صلح فرمائی تھی۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۳۷۔ بلاذری۔ فتوح البلدان: ۳۴

۶۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۹۱

۷۔ اوس وخزرج پر یہود کے اثرات کا اندازہ یوں بھی کیا جاسکتا ہے کہ اوس وخزرج کے لوگ یہ نذر مانتے تھے کہ ''اگر بچہ زندہ رہا تو اسے یہودی بنائیں گے۔'' ابوداود، کتاب الجہاد۔ باب فی الاسیر یکرہ علی الاسلام: ج ۲، ص ۹

۸۔ یعقوبی: ج ۱، ص ۲۵۷۔ آلوسی: ج ۲، ص ۲۴۱

قبل از اسلام عربوں کا سیاسی وانتظامی ڈھانچہ

قبل از اسلام مجموعی اعتبار سے عرب آبادی دو حصوں میں منقسم تھی:

۱۔ اہل الوبر: یعنی بدوی یا خانہ بدوش۔

۲۔ اہل المدر: یعنی حضری یا شہری باشندے۔

آبادی کی اس تقسیم کا اثر عربوں کے سیاسی وانتظامی ڈھانچے پر بھی نظر آتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ان کا طرز زندگی یعنی رہن سہن، ذریعۂ معاش، معاشرتی روابط اور روایات تھیں۔

۱۔ اہل الوبر

اکثر اہل عرب بدویانہ طریق زندگی کو اپنائے ہوئے تھے۔ ان کا کوئی مستقل مرکز اور ٹھکانہ نہیں ہوتا تھا، بل کہ یہ لوگ ریگستانوں کے کناروں پر سرسبز وشاداب مقامات تلاش کرکے وہیں رہنا شروع کر دیتے تھے۔ (۱) جب سبزہ ختم ہو جاتا تو یہ لوگ وہاں سے کوچ کر جاتے۔ ان کی گذر اوقات زیادہ تر مویشیوں کے گوشت اور دودھ وغیرہ پر ہوتی تھی۔ (۲) بعض کے معاش کا ایک ذریعہ لوٹ مار بھی تھا۔ (۳)

ان بدوی قبائل میں باہمی کشت وخون کثرت سے ہوتا تھا۔ (۴) علاوہ ازیں تہذیبی ترقی اور معاشرتی مرتبے کے اعتبار سے یہ لوگ شہری باشندوں سے کم تر سمجھے جاتے تھے۔ (۵) بدوی قبائل میں ہر قبیلہ آزاد اور خود مختار ہوتا تھا۔ قبیلے میں اکثر امور رشتے داری یعنی خونی

۱۔ آلوسی، بلوغ الارب: ج۱، ص ۱۳۔ لیبان: ۴۰ نیز دیکھیں جواد علی: ج ۴، ص ۲۷۸

۲۔ آلوسی: ج۱، ص ۱۳۔ لیبان: ۱۵۶

۳۔ ندوی: تاریخ ارض القرآن: ج۱، ص ۱۳۔۳۱۔ نیز دیکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ۵۷، ۲۸۶

۴۔ آلوسی: ج ۲، ص ۱۸۷، ''ایام العرب'' نیز دیکھیں موسیو: ۱۵۸

۵۔ مثلاً قریش الظواہر، قریش البطاح کے مقابلے میں تہذیبی اعتبار ومرتبے میں کم تصور ہوتے تھے۔ جواد علی: ج ۴، ص ۲۷، ۲۸

رشتوں کی بنیاد پر طے کیے جاتے تھے۔(۱)

اہل الوبر کا نظام و نسق: قبیلہ واری نظام

عرب میں مجموعی اعتبار سے قبیلہ واری نظام دیگر سیاسی و انتظامی نظم و نسق پر غالب تھا۔ اس نظام کے مرکزی انتظامی شعبے درج ذیل تھے۔

ا۔سردار

قبائل عرب، خصوصاً خانہ بدوش اور دیہاتی قبائل میں سرداری کو سیاسی نظام میں بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا تھا جس کے تحت بعض دفعہ کئی چھوٹے قبیلوں (بطون) کے رئیس بھی ہوتے تھے۔(۲)

سردار کا تعین اور ذمے داریاں

سردار کے تعین میں عموماً موروثی اصول ہی چلتا تھا، یعنی سردار کے بعد اس کا بڑا بیٹا جانشین بنتا تھا۔ بعض اوقات سردار کا تقرر جمہوری طریقے سے بھی ہوتا تھا، عموماً سردار کے لیے قبیلے میں اس آدمی کو چنا جاتا تھا جس میں سخاوت، بہادری، صبر، حلم، تواضع، قوت بیان اور علم و عقل جیسی صفات موجود ہوتی تھیں۔(۳)

قبیلہ واری نظام میں سردار کو بنیادی حیثیت حاصل تھی۔ وہ قبیلے کے تمام اہم امور پر نگران ہوتا تھا اور قبیلہ یا اپنے ماتحت قبائل کے مقدمات اور دیگر اہم امور میں فیصلے بھی کرتا تھا۔ قبیلے میں اس کی اطاعت کی جاتی تھی۔(۴)

۱۔ ایضاً ج۵، ص۱۸۶۔ نیز نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم: ۵۵۵

۲۔ آلوسی: ج۱، ص۳۰۸، ج۲، ص۱۸۷۔ جواد علی: ج۵، ص۱۸۶۔ موسیلو: ۶۲

۳۔ آلوسی: ج۲، ص۱۸۷۔ نیز دیکھیں: جواد علی: ج۵، ص۱۸۶، ۳۴۹

۴۔ جواد علی: ج۵، ص۱۸۶۔ نیز دیکھیں، موسیلو: ۶۲

۲۔ مشاورتی کونسل

سردار کے تحت ایک مشاورتی کونسل ہوتی تھی۔(۱) مشیر اہم معاملات میں سردار کو مشورہ دیتے تھے۔ سردار اپنے ذاتی مقدمات میں کوئی قطعی فیصلہ مشاورتی کونسل کی رائے کے بغیر سنانے کا مجاز نہیں ہوتا تھا۔(۲)

۳۔ نادی

ہر قبیلے یا محلے میں نادی (مجلس محلہ) تھیں۔ قبیلہ وار یا محلہ وار مجالس کو مدینے میں سقیفہ کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ ان نادیوں میں ہی اجنبیوں کو معاہدے کے ذریعے ''مولا'' یعنی فرد خاندان بنانے کی رسم ادا کی جاتی تھی۔(۳) اور کسی فرد یا خاندان سے طرد وخلع وغیرہ کرنے کا اعلان بھی وہیں سے سنایا جاتا تھا۔ راتوں کو قصہ گوئی، انتظامی وتجارتی معاملات، کاروانوں کی آمد ورفت وغیرہ بھی قبائلی نادیوں سے ہی ہوتی تھی۔(۴)

۴۔ عریف

قبائل میں عریف غیر معمولی اہمیت کا حامل ہوتا تھا۔ عریف ایک چھوٹے حلقے کا نمائندہ ہوتا تھا۔ ہر قبیلے میں دس افراد پر یا ایک محلے میں ایک عریف مقرر ہوتا تھا۔(۵)

لسان العرب میں عریف کی تعریف یوں کی گئی ہے:

هو القيم بامور القبيلة أو الجماعة من الناس يلي امورهم ويتعرف الامير

۱۔ قبائلی نظام میں باقاعدہ مشاورتی کونسل کی واضح شکل کا پتہ نہیں چلتا، غالباً قبیلے کے دانا اور عزت دار لوگ مشورہ دیتے ہوں گے۔

۲۔ جواد علی: ج۵، ص ۲۲۶۔ ۲۸۔ نیز موسیلو: ۶۲

۳۔ حمید اللہ: عہد نبوی کا نظام حکمرانی

۴۔ ایضاً

۵۔ طبری: ج ۳، ص ۴۸۸

منہ احوالھم(۱)

عریف قبیلے یا جماعت کا ذمے دار فرد ہوتا ہے، جن لوگوں کی قیادت کرتا ہے ان کے تمام حالات سے حکومت کو باخبر رکھتا ہے۔

عریف کی ذمے داریاں

لسان العرب میں عریف کی تعریف سے اس کی ذمے داریوں کا پتہ بھی چلتا ہے کہ وہ قبیلے یا جماعت کے سیاسی اموراوران کے حقوق کا نگران ہوتا ہے۔(۲) علامہ ابن حجر لکھتے ہیں کہ ''قوم کے سیاسی اموراوران کے حقوق کی نگہ بنانی ''عرافہ'' ہے۔''(۳)

علامہ آلوسی عریف کے متعلق لکھتے ہیں

العریف القیم بامر القبیلۃ والمحلۃ یلی امرھم و یتعرف الامیر منھم احوالھم(۴)

عریف (اس شخص کو کہا جاتا ہے) جو اپنے قبیلے یا محلے کا منتظم ہو اور ان کے معاملات کا ذمے دار ہو۔ امیر (اس قبیلے اور محلے کے) حالات اسی کے ذریعے معلوم کرتا ہے۔

عریف کی مزید ذمے داریوں اور صلاحیتوں کا اندازہ اس شعر سے بھی ہوتا ہے۔

او کلما وردت عکاظ قبیلہ
بعثوا الیّ عریفھم یتوسم(۵)

جب بھی کوئی قبیلہ عکاظ میں آتا ہے تو وہ اپنا عریف میرے پاس بھیجتا ہے تاکہ مجھے شناخت کر سکے (اور پھر عریف کی نشاندہی پر یہ لوگ مجھ سے قتل کا انتقام لے سکیں۔

۱۔ لسان العرب، مادہ عرف: ج۹، ص ۲۳۸

۲۔ لسان العرب، مادہ ''عرف''۔

۳۔ فتح الباری: ج ۱۳، ص ۱۶۹

۴۔ آلوسی: ج ۲، ص ۱۸۵

۵۔ ایضاً

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ ہر قبیلے میں دس آدمیوں اور محلے پر ایک عریف مقرر ہوتا تھا۔

۲۔ وہ اپنے قبیلے کا سمجھ دار اور غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہوتا تھا۔

۳۔ عریف اپنے قبیلے کی سیاسی و سماجی حقوق کا تحفظ بھی کرتا تھا۔

۴۔ قبیلے کی سیاسی و سماجی تنظیم کا کام بھی عریف کے سپرد ہوتا تھا۔

نقیب

قبائل میں ''عرافہ'' سے ملتا جلتا ایک ادارہ ''نقابہ'' بھی تھا جو خصوصی اہمیت کا حامل تھا۔ عریف کی بہ نسبت نقیب، وسیع انتظامات کا ذمے دار ہوتا تھا اور زیادہ بڑے حلقے کی نمائندگی کرتا تھا۔ تاج العروس میں نقیب کی تعریف یوں کی گئی ہے:

النقیب شاھد القوم ورأسھم لانہ یفتش أحوالھم و یعرفھا ... و قیل النقیب الرئیس الاکبر (۱)

نقیب قوم کا شاہد و سردار ہوتا ہے، اس لیے وہ قوم کے حالات کی چھان بین کرتا ہے اور ان حالات سے حکومت کو باخبر رکھتا ہے یہ بھی کہ جاتا ہے کہ نقیب بڑا سردار ہوتا ہے۔

دوسری جگہ نقیب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و انما قیل للنقیب نقیب لانہ یعلم دخیلۃ أمر القوم و یعرف مناقبھم و ھو الطریق الی معرفۃ امورھم (۲)

نقیب کو نقیب اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ قوم کے داخلی حالات سے آگاہ ہوتا ہے اور ان کی خوبیوں اور صلاحیتوں سے (حکومت کو) متعارف کراتا ہے اور لوگوں کے حالات کو سمجھنے کا یہی طریقہ ہے۔

صاحب مجمع البحار نقیب کا مفہوم بیان کرتے ہیں:

۱۔ تاج العروس: ج ۱، ص ۴۹۲

۲۔ تاج العروس: ج ۱، ص ۴۹۲

النقیب و هو کالعریف علی القوم المقدم علیهم، یتعرف اخبارهم و ینقب عن احوالهم (۱)

نقیب بھی عریف کی طرح قوم کا رہنما ہوتا ہے جو ان کے ہر طرح کے حالات سے باخبر ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ نقیب، قبیلے کا سیاسی نمائندہ ہوتا تھا۔
۲۔ وہ اپنی قوم کا سمجھ دار اور باخبر آدمی ہوتا تھا۔
۳۔ قوم کی سیاسی وسماجی تنظیم واتحاد کا ذمہ دار ہوتا تھا۔
۴۔ وہ قبیلے میں حکومت کی نمائندگی بھی کرتا تھا۔

۶۔ رائد

ہر قبیلے میں ایک رائد مقرر ہوتا تھا، جسے زمینوں اور پانیوں کے حالات سے بہ خوبی واقفیت اور اس معاملے میں خوب تجربہ ہوتا تھا۔ (۲)

۷۔ شاعر

قبائل عرب میں شاعر خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا تھا۔ ہر قبیلے میں شاعر کی موجودگی ضروری تصور کی جاتی تھی کیوں کہ وہ ان کی ناموس کی حفاظت کرنے والا، حسب ونسب کا محافظ اور قومی و شخصی کارناموں کو دوام بخشنے والا سمجھا جاتا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ عربوں کے ہاں شاعر کے ظہور ہونے پر شادی جیسی خوشی منائی جاتی تھی اور انہیں بھرپور مبارک باد دی جاتی تھی۔ (۳)

۸۔ خطیب

ہر قبیلے میں خطیب کا ہونا ضروری سمجھا جاتا تھا جو فصیح اللسان ہوتا تھا اور قبیلے کے محاسن

۱۔ مجمع البحار: ج ۳، ص ۳۸۶

۲۔ آلوسی: ج ۲، ص ۱۸۶

۳۔ ایضاً: ج ۳، ص ۸۴

بیان کرتا تھا۔ علاوہ ازیں مفاخرہ میں قبیلے کے کام آتا تھا۔ (۱)

۹۔ نساب

قبائل عرب میں نسب دان غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا، جو ان کے نسب کی حفاظت بھی کرتا اور اجنبیوں کی شناخت بھی کرتا تھا۔ عربوں میں نساب کی ضرورت اس لیے بھی تھی کہ وہ پھیلے ہوئے قبائل اور مختلف جماعتوں میں بٹے ہوئے تھے اور باہم جنگوں کا تسلسل ایسا تھا کہ رکنے نہ پاتا تھا، اس لیے انہوں نے اپنے نسب ناموں کو ان (نسابوں) کے ذریعے محفوظ رکھا تا کہ وہ دشمنوں کے خلاف اپنے رشتے داروں کی مدد حاصل کر سکیں۔ (۲)

حضری عربوں کا نظم و نسق

یہ لوگ شہروں میں رہتے تھے اور ان کا ایک مستقل مرکز و مسکن ہوتا تھا، لہٰذا با قاعدہ تجارت، صنعت و حرفت، تمدن و سیاست، نظم و حکومت ان ہی لوگوں کا کام تھا۔ (۳) بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل ان لوگوں نے مختلف شہرون میں چھوٹی چھوٹی مملکتیں قائم کی ہوئی تھیں، چناں چہ مکہ، مدینہ، ینبوع، دومۃ الجندل، طائف، فدک وغیرہ کا شمار شہری مملکتوں میں ہوتا تھا۔ (۴)

ان میں سب سے مشہور اور منظم مکے کی شہری مملکت تھی۔ جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد قصی بن کلاب نے مکہ پر قبضہ کر کے حاصل کی تھی۔ (۵)

۱۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ خطابت شاعری سے بلند مرتبہ ہوگئی تھی، کیوں کہ شاعروں نے آخری زمانے میں شعر کو کمائی کا ذریعہ بنانا شروع کر دیا تھا۔ بلوغ الارب: ج ۲، ص ۹۲۔ نیز ملاحظہ ہو خطباء کی فہرست، ایضاً: ج ۳، ص ۱۵۵ نیز دیکھیں جاحظ، البیان والتبیین: ج ۱، ص ۳۰۶

۲۔ آلوسی: ج ۳، ص ۱۸۲

۳۔ جواد علی: ج ۴، ص ۲۷ تا ۲۸۔ نیز دیکھیں فجر الاسلام: ص ۹ تا ۱۱

۴۔ بلاذری، فتوح البلدان۔ ملاحظہ ہو مکہ، دومۃ الجندل، طائف وغیرہ کی تفصیل نیز دیکھیں ندوی: ۱۲ تا ۱۳۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ۳۵۴

۵۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۱۲۴

بعثت نبوی سے قبل مکے کی شہری مملکت کا انتظامی ڈھانچہ

مختلف روایات کی تنقیح سے معلوم ہوتا ہے کہ مکے کی شہری مملکت میں کئی انتظامی عہدے پہلے سے موجود تھے مثلاً حجابہ (تولیت کعبہ)، سقایہ (حجاج کے لیے پانی کی فراہمی)، رفادہ (حجاج کے لیے کھانے کا انتظام)، قیادہ (فوجی کمان) اور لوا (جنگ میں قومی پرچم اٹھانے کا اعزاز) یہ تمام عہدے قصی کو خزاعہ سے حاصل ہوئے تھے، البتہ دار الندوہ کی بنیاد خود قصی نے ہی رکھی تھی۔ (۱) عام اور مشہور روایت کے مطابق قصی بن کلاب نے اپنی موت کے وقت اپنے تمام مناصب، اپنے بیٹے عبدالدار کے حوالے کر دیے تھے۔ (۲) اس پر عبدمناف کے بیٹے ہاشم نے اپنے تین دیگر بھائیوں، عبدشمس، عبدالمطلب اور نوفل کو اپنے ساتھ ملا کر بنو عبد الدار سے ان کے عہدوں کو چھین لینے کا فیصلہ کیا، جس کے نتیجے میں قریش تین گروہوں میں بٹ گئے۔ (۳)

الف۔ مطیون: ان میں بنو اسد، بنو زہرہ، بنو تیم، بنو حارث بن فہر سامل تھے۔ یہ سب بنو عبدمناف کے حامی تھے۔

ب۔ الاحلاف: ان میں بنو مخزوم، بنو سہم، بنو جمح، بنو عدی شامل تھے اور یہ سب بنو عبدالدار کے حامی تھے۔

ج۔ اس گروہ میں بنو عامر بن لوی اور بنو محارب شامل تھے اور یہ دونوں خاندان غیر جانب دار تھے۔

قبل اس کے کہ ان گروہوں کی چپقلش باہمی جنگ میں تبدیلی ہوتی، اس امر پر صلح ہو گئی کہ خاندان عبدمناف کو سقایہ اور رفادہ دے دیے جائیں اور بقیہ عہدے یعنی حجا اور دار الندوہ عبدالدار کے پاس رہیں۔ (۴)

۱۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۱۲۵۔ ابن سعد: ج۱، ص ۷۰۔ ازرقی: ۶۱

۲۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۱۲۹۔ ۱۳۰

۳۔ ابن سعد: ج۱، ص ۷۷

۴۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۱۳۲۔ ابن سعد: ج۱، ص ۷۷۔ ازرقی: ۶۲، ۶۳

عہدوں کے حصول اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر مکے میں سیاسی گروہ بندیوں کا سلسلہ تبدیل ہوتا رہا۔ بعثت نبوی کے وقت مکے میں بین القبائل سیاسی گروہ بندیاں کچھ اس طرح تھیں۔(۱)

گروہ (الف) بنو ہاشم، بنو مطلب، بنو زہرہ، بنو تیم، بنو عدی، بنو حارث بن فہر۔

گروہ (ب) بنو عبد شمس (امیہ) بنو نوفل، بنو اسد بن عبد العزیٰ، بنو عامر بن لوی۔

گروہ (ج) بنو مخزوم، بنو سہم، بنو جمح، بنو عبد الدار۔

بعثت نبوی کے وقت مکے میں انتظامی عہدے

بعثت نبوی کے وقت مکے کی شہری مملکت کے انتظامی ڈھانچے میں درج ذیل عہدوں کا پتہ چلتا ہے۔(۲)

الف۔ مذہبی امور کے انتظامی عہدے:

۱۔ حجابہ۔(۳) خانہ کعبہ کی دربانی

۲۔ سقایہ (حجاج کو پانی پلانا)۔

۳۔ رفادہ (حجاج کے لیے کھانے کا انتظام)۔

۴۔ عمارہ (خانہ کعبہ کا انتظام)

۵۔ نسیٔ (مہینوں کا بدلنا)

۶۔ اموال المحجرہ (بتوں کو چڑھاوے، نذرانے وغیرہ کا انتظام)

۷۔ ایسار و ازلام (بتوں سے استخارہ)

۸۔ افاضہ

۱۰۔ اجازہ (انتظامیہ کے لیے خصوصی بندوبست)

۱۔ ملاحظہ ہو: Watt: 6,7

۲۔ عقد الفرید میں چودہ انتظامی عہدوں کا ذکر ملتا ہے: ج ۳، ص ۳۱۴۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۷۰۔ ۷۱۔ ندوی: ج ۲، ص ۳۱۲۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: عہد نبوی کا نظام حکمرانی: ۳۵

۳۔ حجابہ کو سدانہ بھی کہا جاتا ہے۔ ازرقی: ۶۲

ب۔ جنگی امور کے انتظامی عہدے

۱۱۔ قیادہ (لشکر کی قیادت)

۱۲۔ عقاب (جنگ میں قومی نشان کی علم برداری)۔

۱۳۔ لوا (جنگ کے موقع پر قبیلے کا جھنڈا سنبھالنا۔ ۱۴۔ حلوان النفر (بدلے میں دوسرے فوجی کا انتظام)۔ ۱۵۔ اعنہ (سوار فوج کی سپہ سالاری)۔ ۱۶۔ منافرہ۔ ۱۷۔ قبہ (فوجی معاسکر کا انتظام)

ج۔ داخلی نظم و نسق کے حکومتی عہدے: ۱۸۔ ندوہ (انتظامی امور کا مرکز)۔ (۱) ۱۹۔ حکومۃ (مقدمات کے فیصلے وغیرہ)۔ ۲۰۔ سفارۃ (سفارت)۔ ۲۱۔ اشناق (خون بہا، مالی تاوان، دیت وغیرہ کا انتظام)۔

بعثت نبوی کے وقت قبائل میں عہدوں کی تقسیم

بعثت نبوی سے قبل قبائل میں عہدوں کی تقسیم کچھ اس طرح تھی۔ (۲)

عہدہ	قبیلہ	عہدہ دار	عہدہ	قبیلہ	عہدہ دار
سقایہ، عمارہ	بنو ہاشم	عباس بن عبدالمطلب	اشناق	بنو تیم	ابو بکرؓ
رفادہ	بنو نوفل	حارث بن عامر	مشورہ	بنو اسد	یزید بن زمعہ
سدانہ، ندوہ، لواء (۳)	بنو عبدالدار	عثمان بن طلحہ	عقاب	بنو امیہ	ابو سفیان

۱۔ لسان العرب: ج ۳، ص ۱۳ ۴

۲۔ عقدالفرید: ج ۳، ص ۱۴ ۳۔ نیز دیکھیں۔ ندوی: ج ۲، ص ۱۲ ۳

۳۔ عقدالفرید کے مطابق لوا بنو امیہ کے پاس تھا۔ ج ۳، ص ۱۴ ۳، لیکن ازرقی کا بیان کہ (لوا بنو عبدالدار کے پاس تھا) زیادہ مضبوط ہے۔ ازرقی: ۶۳۔ نیز دیکھیں ابن ہشام: ج ۱، ص ۶۱۲

الیسار	بنو جمح	صفوان	سفارہ	بنو عدی	عمر بن خطاب
حکومۃ، اموال المحجرہ	بنو سہم	حارث بن قیس	قبہ، اعنّہ	بنو مخزوم	خالد بن ولید

عہد نبوی میں اسلامی ریاست کے انتظام شعبے

الف۔ مرکزی انتظامیہ

عہد نبوی کی اسلامی ریاست کی مرکزی انتظامیہ میں درج ذیل عہدے تھے:

۱۔ امیر ۲۔ مشیر ۳۔ نائبین/خلفا ۴۔ سفیران ۵۔ کاتبین

۱۔ امیر

تمام تر انتظامیہ کا تعلق مرکز کے ساتھ ہوتا تھا اور مرکز میں امیر ریاست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

۲۔ مشیر

مشیر کا تصور جاہلی دور میں قبیلے واری نظام میں بھی تھا۔(۱) اور مکے کی شہری مملکت میں بھی ندوہ کے تحت اس کا وجود تھا۔(۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے اس ٹوٹے پھوٹے انتظامی عہدے کو نہ صرف باقی رکھا، بل کہ اس کی تحسین بھی فرمائی۔(۳) اور اسے مزید ترقی دی۔

اسلامی ریاست میں بعض افراد کو مستقل مشیر کی حیثیت حاصل تھی، مثلاً ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ بن عفان، علیؓ، حمزہؓ، ابوعبیدہؓ، عثمانؓ بن مظعون، عبدالرحمنؓ بن عوف، سعدؓ بن ابی وقاص،

۱۔ موسیلو: ۶۲

۲۔ اللسان: ج ۵، ص ۳۱۷ (ن ا د) نیز دیکھیں، عہد نبوی کا نظام حکم رانی: ۳۸۔ ۴۰

۳۔ سورۃ آل عمران: ۱۵۹۔ ترمذی، کتاب الجہاد، ج ۱، ص ۳۰۱۔ کنز العمال: ج ۵، ص ۸۱۲

طلحہؓ، زبیرؓ بن عوام، جعفرؓ، اس کے علاوہ بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موقع بہ موقع موزوں آدمیوں سے مشورہ لیتے تھے۔(۱)

۳۔نائبین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عدم موجودگی میں درالحکومت (مدینے) میں وقتاً فوقتاً نائب مقرر فرماتے تھے، یہ عہدہ عارضی ہوتا تھا اور اس پر کسی خاص قبیلے یا خاص فرد کا تقرر نہیں کیا جاتا تھا، بل کہ عارضی طور پر کسی بھی موزوں آدمی کو نائب بنادیا جاتا تھا۔

توقیتی لحاظ سے سب سے پہلے دو مرتبہ یعنی غزوۂ ودان اور غزوۂ بواط کے دوان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالترتیب بنوخزرج اور اوس کے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کو مدینے پر نائب بنایا تھا۔ علاوہ ازیں مختلف قبائل مثلاً بنومخزوم، بنوعامر بن لوی، بنوامیہ، بنوہاشم، غفار اور کلب کے افراد کو مختلف اوقات میں نائب مقرر کیا گیا تھا۔(۲)

۴۔سفیران نبوی

جاہلی دور میں باقاعدہ سفارہ کا شعبہ موجود تھا اور بنوعدی میں ہی چلا آرہا تھا۔(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعبے کو خوب ترقی دی، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفیروں کے مختلف طبقات بنائے اور علیحدہ علیحدہ اعراض کے لیے موزوں افراد کو چن کر بہ طور سفیر مقرر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سفیر تبلیغ اسلام کے لیے بھیجے، کچھ صلح کے معاہدات کے لیے، کچھ دوسروں کو امان دینے کی غرض سے اور کچھ لوگوں کو امرا کے لیے تحائف پہنچانے کے لیے بھیجا گیا۔(۴)

عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم کی طرف سفیر منتخب فرماتے تو ایسے شخص کا انتخاب

۱۔مسلم، کتاب الجہاد، غزوۂ بدر: ج ۲، ص ۱۰۲۔ نیز ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۳، ۲۲۴

۲۔ملاحظہ ہو آیندہ ص ۳۱

۳۔عقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴

۴۔کتانی: ج ۱، ص ۱۱۸، مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو آیندہ ص ۳۴

کرتے، جو علاقے سے واقف ہوتا اور وہاں کی زبان سے بھی واقف ہوتا۔(۱) مجموعی طور پر اسلامی ریاست کے سفیروں میں امانت و دیانت، قوت و فراست، شخصیت و جاذبیت اور فصاحت کلام جیسے پہلو ہوتے تھے۔(۲)

۵۔ کاتبین

پڑھے لکھے اور با اعتماد افراد کا ایک گروہ تھا، جو حکومتی اور دیگر مذہبی معاملات میں لکھنے کا کام کرتا تھا۔(۳)

ب: صوبائی نظم و نسق: (۱) گورنر/ والی۔ (۲) مقامی عمال/ نقباء

۱۔ گورنر/ والی

اسلامی ریاست کا رقبہ عہد نبوی میں ہی کافی پھیل چکا تھا، چناں چہ انتظامی سہولت کے لیے امیر ریاست (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایک یا چند شہروں پر ایک گورنر/ والی مقرر فرما دیتے تھے۔(۴) یہ گورنر اپنے علاقے کے مذہبی، فوجی، مالی اور دیگر معاملات سنبھالتے تھے۔ علاقائی معاملات میں یہ گورنر بہت حد تک خود مختار ہوتے تھے۔(۵)

۱۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۵۸

۲۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سفیر حاطب بن ابی بلتعہ نے مصر کے حکام کو اتنے اچھے انداز میں دعوت دی کہ اس نے اعتراف کیا کہ ''تم نے مجھے اچھی طرح سمجھایا، تم سمجھ دار آدمی ہو اور دانا و سمجھ دار کی طرف سے آئے ہو۔'' السیرۃ الحلبیہ: ج ۳، ص ۲۸۱

۳۔ بلاذری: ۵۳۱ نیز دیکھیں: السیرۃ الحلبیہ: ج ۳، ص ۳۶۴

۴۔ والیوں کی فہرست اور دیگر تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو آئندہ ص ۳۷

۵۔ مثلاً دیکھیں ابن سعد: ج ۳، ص ۵۸۴۔ کتانی: ج ۱، ص ۲۴۵۔ نیز دیکھیں الوثائق السیاسیۃ، وثیقہ نمبر: ۱۶۰ (منذر ابن ساوی کے لیے ہدایات)

۲۔ مقامی عمال/نقبا

گورنروں کی معاونت، قبائل کی سیاسی وسماجی تنظیم، لوگوں کے حالات سے حکومت کو باخبر رکھنے اور قانون پر عملدرآمد کرانے میں معاونت کے لیے جابہ جا قبائل میں مقامی منتظمین/ عاملین مقرر کیے گئے تھے۔ یہ مقامی منتظمین اپنے علاقوں اور وہاں کے لوگوں سے مکمل واقفیت رکھتے تھے، اس لیے انتظامی معاملات کے حل کرنے میں خوب مفید ثابت ہوتے تھے۔ (۱)

ج: مالی انتظامیہ

عہد نبوی میں اسلامی ریاست کے مالی امور کے لیے درج ذیل انتظامی عہدے تھے:

۱۔ عمال الصدقات۔

۲۔ خارصین (پیداوار کے تخمینے کے افسران)۔

۳۔ عاملین علی الحمیٰ۔

۱۔ عمال الصدقات

مرکز ریاست سے مختلف افراد کو مختلف علاقوں میں صدقات کا عامل بنا کر بھیجا جاتا تھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے علاقوں سے صدقات و جزیات وصول کر کے حکومت کے حوالے کرتے تھے۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامل کا تقرر کرتے وقت عموماً علاقے اور قبیلے کا لحاظ کرتے تھے۔ اکثر افراد کو ان ہی کے قبائل پر صدقات کے لیے مقرر فرماتے تھے۔ (۳) آپ

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو آیندہ ص؟؟ نیز دیکھیں مقامی عمال/نقباء کی فہرست: ص ۴۱

۲۔ مثلاً دیکھیں ابن سعد: ج ۱، ص ۲۹۳، ج ۲، ص ۶۰:۔ نیز کتانی: ج ۱، ص ۲۶۴۔۲۶۵۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو عمال الصدقات کی فہرست آئندہ ص ۴۶

۳۔ اکثر اوقات عاملین کا تقرر ان کی اپنی قوم و قبیلے میں ہوتا تھا (دیکھیں عاملین صدقات کی فہرست) بعض دفعہ اگر کسی قبیلے پر غیر آدمی کا تقرر کیا جاتا تو عموماً اس کی امداد کے لیے مقامی آدمی کا تقرر بھی کیا جاتا تھا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ عمال کو تن خواہ دی جاتی تھی۔(۱) البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو عامل مقرر نہیں فرماتے تھے جو کسی قسم کی لالچ رکھے۔(۲)

قرائن سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمال کا باقاعدہ محاسبہ بھی فرماتے تھے۔ کہیں پر جانی یا ان جانی غلطی ہو رہی ہوتی تو انفرادی و اجتماعی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ازالہ و اصلاح فرماتے تھے۔(۳)

۲۔ خارصین

فصل کے پکنے کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو زرعی علاقوں میں

(از صفحہ گذشتہ)

(i) مثلاً عکرمہؓ بن ابوجہل قریشی کو ہوازن پر عامل بنایا تو ان کے ساتھ مالک بن عوف نصریؓ (جو ہوازن سے تعلق رکھتے تھے) کا نام بھی ہوازن و بطون پر بہ طور عامل صدقات ملتا ہے۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۹۱۔ بلاذری: ۵۳۰

(ii) (عبدالرحمن بن عوف قریشی کو بنوکلب پر عامل مقرر کیا تو دوسری طرف ابن الاصبح کلبی کا نام بھی بنو کلب پر بہ طور عامل ملتا ہے۔ بلاذری: ۵۳۰۔۳۱۔ علاوہ ازیں حارثہ بن القطن کلبی کا نام بھی بنوکلب پر بہ طور عامل ملتا ہے۔ ایضاً (iii) ابوعبیدہ بن جراح فہریؓ کو ہذیل پر عامل بنایا تو بنو ہذیل کے فرد کہل ابن مالک کا تقرر بھی بہ طور عامل کیا گیا۔ بلاذری ۵۳۰۔ کتانی: ج ۱، ص ۳۹۷۔ (iv) عیینہ بن حصن (جو بنوفزارہ کے فرد تھے) کا نام بنوتمیم پر بہ طور عامل ملتا ہے تو ان کے ساتھ خاص بنوتمیم کے افراد، مالک بن نویرہ، متمم بن نویرہ، قیس ابن عاصم، زبرقان بن بدر کے نام بھی بنوتمیم پر بہ طور عاملین صدقات ملتے ہیں۔ بلاذری: ۵۳۰۔ کتانی: ج ۱، ص ۳۹۷۔۳۹۸۔ قیس بن عاصم کے بنوتمیم پر تقرر کے لیے ملاحظہ ہو ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۰۔ نیز ابن سعد: ج ۱، ص ۲۹۴

۱۔ بخاری، باب رزق الحاکم والعاملین علیہا: ج ۲، ص ۱۰۶۱۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ باب جواز الاخذ بغیر سوال: ج ۱، ص ۳۳۴

۲۔ ابوداود، کتاب القضاء، باب فی طلب القضاء والتسرع الیہ: ج ۲، ص ۱۴۸۔ کتانی: ج ۱، ص ۲۳۷

۳۔ بخاری، کتاب الزکوۃ، باب قول اللہ والعاملین علیہا ومحاسبۃ المصدقین: ج ۱، ص ۲۰۳ نیز دیکھیں اوپر حوالہ نمبر ۱۷۹

بھیجتے تھے جو وہاں جا کر فصل کا تخمینہ لگاتے، تا کہ اس میں سے حساب کر کے خاص حصہ بہ رائے صدقات مقرر کر دیں۔(۱)

۳۔ عاملین علی الحمیٰ

عربوں کی زندگی میں حمیٰ (چراگاہ) بڑی اہمیت رکھتی تھی، شاید اس لیے کہ ریگستان کی کثرت تھی اور گلہ بانی اور جانوروں کی پرورش کا مدار ان ہی چراگاہوں پر ہوتا تھا۔ ریاست نبوی کے قیام سے قبل یہ چراگاہیں انفرادی ملکیت میں ہوتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چراگاہوں کو اجتماعی ملکیت قرار دیا اور حکومتی ملکیت میں لے کر مختلف افراد کو ان پر نگران مقرر کیا۔(۲)

د۔ امور جنگ کے انتظامی عہدے

اسلامی ریاست میں امور جنگ کے لیے درج ذیل انتظامی عہدے تھے: ۱۔ امیر جنگ، ۲۔ علم بردار (اصحاب الالویۃ)، ۳۔ افسران حرس (دارالحکومت کے محافظ)، ۴۔ اصحاب المغانم (اموال غنیمت اور قیدیوں کے نگران)

۱۔ (i) مثلاً دیکھیں کتاب الخراج:

(ii) خارصین میں اکثر کا تعلق انصار سے تھا یہ لوگ زراعت پیشہ تھے۔ (بخاری، کتاب المزارعۃ، ج ۱، ص ۳۱۳) اس لیے یہ اس عہدے کے لیے موزوں ترین تھے۔ خارصین کی فہرست ملاحظہ ہو: آئندہ صفحہ نمبر ۵۱

(iii) عرب کے بہت سارے علاقوں مثلاً مدینہ، طائف، خیبر، فدک، وادی القریٰ، یمن، حضرموت وغیرہ میں زراعت کی جاتی تھی، لیکن ان علاقوں کے تمام خارصین کا ذکر مآخذ میں نہیں ملتا، لیکن قرین قیاس یہ ہے کہ وہاں کے مقامی منتظمین ہی خارص کا فریضہ بھی انجام دیتے ہوں گے۔ زرعی علاقوں کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ دائرہ: ج ۱۳، ص ۶۲، مقالہ بہ عنوان "عرب"

۲۔ ابن سعد، ج ۲، ص ۸۰، ۸۱، نیز واقدی: ۴۲۵، ۵۳۸، ۵۶۹ وغیرہ۔ الوثائق السیاسیۃ: ۱۰۹۔ عرب کی مشہور چراگاہوں کے لیے ملاحظہ ہو، السمہودی، وفاء الوفاء: ج ۳، ص ۱۰۸۳، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳

۱۔امیر جنگ (سپہ سالار)

جنگ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ خود اور اپنی عدم موجودگی میں کسی اور کو امیر جنگ (سپہ سالار) مقرر فرماتے تھے۔ جو تمام لشکر اور جنگی امور کا مکمل ذمے دار ہوتا تھا۔

جاہلی دور میں تمام جنگی عہدوں پر مکے میں قریش کی سیادت اور برتری تھی۔ قریش ایک مضبوط قوم کی حیثیت رکھتے تھے۔ قریش میں پھر بنوامیہ جنگی امور میں ماہر تھے۔(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی عہدوں پر تقرری میں قریش خصوصاً بنوامیہ کو سرفہرست رکھا۔ علاوہ ازیں بنومخزوم، بنوسہم، بنوہاشم، بنومطلب، زہرہ، فہر، عدی، تیم، اسد بن خزیمہ، اوس خزرج، بنوکلب، کنانہ، قیس عیلان، ازد، غطفان، سلیم، ثقیف اور بنوبجیلہ وغیرہ کو نمائندہ دی گئی۔(۲)

۲۔لوا

میدان جنگ میں قومی پرچم اٹھانا بھی ایک سیادت و اعزاز تھا۔ عہد جاہلیت میں یہ عہدہ مستقل طور پر بنوعبدالدار کے پاس چلا آرہا تھا، انہوں نے اس سیادت کو مستقل اپنے پاس رکھنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ بھی کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مطالبہ یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا کہ اسلام محدود نہیں، بل کہ وسیع ہے۔(۳) البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عہدے کو برقرار رکھا اور چھوٹے بڑے سرایا وغزوات میں کئی علم برداروں کو مقرر کیا۔(۴)

۳۔افسران حرس

دارالحکومت (مدینہ) کی حفاظت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر کئی افراد کی تقرری فرمائی۔ اس انتظام کے لیے عام طور پر مقامی لوگوں کا انتخاب کیا جاتا تھا۔(۵)

۱۔ جاہلی دور میں جنگی نشان بنوامیہ کے پاس ہوتا تھا۔ عقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴

۲۔ دیکھیں آئندہ چند صفحات کے بعد فہرست

۳۔ بلاذری: ۵۵

۴۔ ملاحظہ ہو چند صفحات کے بعد فہرست

۵۔ ملاحظہ ہو ابن سعد: ج ۲، ص ۷۳۔ واقدی: ۲۱۷، ۳۳۴، ۳۳۶

۴۔اصحاب المغانم

جنگ سے حاصل ہونے والی اشیا اور قیدیوں کی حفاظت کے لیے مختلف لوگوں کا تقرر کیا جاتا تھا۔(۱)

۵۔مذہبی امور کے انتظامی شعبے

عہد جاہلیت میں مذہبی امور کے انتظامی شعبوں میں زیادہ تر عہدے حج سے متعلق تھے۔مثلاً عمارہ، حجابہ، سدانہ، سقایہ اور رفادہ۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے متعلق انتظامی امور کے لیے درج ذیل عہدے مقرر کیے:

۱۔امیر، ۲۔متولی وساقی، ۳۔ہدی کے نگران۔

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کے امیر اور ہدی کے نگران کے طور پر مختلف آدمیوں کا تقرر فرمایا۔(۲)

۲۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے متعلق تمام جاہلی عہدوں کی جگہ صرف متولی وساقی حرم کے انتظامی عہدوں کو قائم کیا۔جاہلی دور کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عہدوں پر افراد کا تقرر مستقل ہی فرمایا۔(۳)

عہد جاہلیت میں ''سقایہ'' پر بنو ہاشم فائز تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی عہد میں بھی ان ہی کے فرد کو مقرر فرمایا: نیز حجابہ کا عہدہ بنو عبدالدار کے پاس تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قبیلے کے فرد حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کا متولی بنایا۔

مذہبی امور کے دیگر شعبے

اسلامی ریاست میں مذہبی امور کے بعض شعبے ایسے بھی تھے، جن کا ثبوت عہد جاہلیت میں نہیں تھا مثلاً ۱۔معلم ومبلغ ۲۔مفتی وامام ۳۔موذن وغیرہ۔

۱۔حوالے آخر میں ملاحظہ ہوں

۲۔ ابن ہشام، ۲: صفحات، ۵۰۰، ۵۴۳۔ نیز ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۸

۳۔ابن سعد: ج ۲، ص ۱۳۷۔ نیز العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴۔ازرقی: ۶۲، ۶۳

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم وتربیت کی طرف زیادہ توجہ فرماتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے پڑھے لکھے لوگوں کو بہ طور معلم ومبلغ مختلف علاقوں میں بھیجا، جو دیگر فرائض کے علاوہ تعلیم وتربیت کا کام بھی انجام دیتے تھے۔(۱)

۲۔ اسلامی ریاست میں بعض افراد ایسے بھی تھے جو لوگوں کو مختلف شرعی امور میں فتویٰ بھی دیتے تھے اور شرعی مسائل بھی سمجھاتے تھے۔ تاکہ لوگوں کے لیے شرعی امور کی پاس داری میں آسانی ہو۔ علاوہ ازیں یہ افراد اور ان کے ساتھ کچھ مزید بہ وقت ضرورت امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔(۲)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند افراد کو اذان کہنے پر مقرر فرمایا تھا، مثلاً حضرت بلال، عمر بن ام مکتوم، زید بن حارث، ثعبان اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہم وغیرہ۔(۳)

عربوں کا قبیلہ واری نظام اور اسلامی ریاست کا نظم ونسق

عربوں کے قبیلے واری نظام میں ۱۔ سردار، ۲۔ شوریٰ، ۳۔ نقیب، ۴۔ عریف، ۵۔ شاعر، ۶۔ وخطیب مرکزی اہمیت کے انتظامی عہدے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انتظامی عہدوں کو باقی رکھا، البتہ ان میں جابہ جا مناسب اصلاحات فرما کر انہیں مزید مفید بنایا۔

۱۔ سردار

جاہلی دور میں مختلف قبائل کے اپنے اپنے الگ سردار ہوتے تھے جو اپنے اپنے قبیلے کے ذمے دار ہوتے تھے۔(۴) یعنی سیکڑوں قبائل اور سیکڑوں خود مختار سردار۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ اجتماعیت نام کی شے نہیں ملتی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرداری کو ختم نہیں کیا، بل کہ اس نظام میں اصلاح

۱۔ مثلاً دیکھیں ابن سعد: ج۱،ص ۲۲۰، ۳۳۴، ج۲،ص ۱۳،۷، ۱۶۱

۲۔ ابن سعد: ج۲،ص ۱۶۵، ۲۱۵، ۲۱۶، ۳۳۵، ۳۴۰، ۳۵۰

۳۔ ایضاً: ج۱،ص ۲۴۸، ج۳،ص ۲۳۴۔ نیز دیکھیں کتانی: ج۱،ص ۴۷ تا ۷۶

۴۔ جواد علی: ج۵،ص ۱۸۶۔ موسیو: ۶۲

فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قبیلے پر عامل، نقیب وعریف کی شکل میں اکثر پرانے سرداروں کی سیادت کو بہ حال رکھا۔ (۱) یہ تمام سردار وفاقی حکومت (مرکز ریاست) اور مرکزی امیر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملحق تھے اور ان ہی کے سامنے جواب دہ تھے۔ نیز اب وہ صرف اپنے اپنے قبیلے ہی کے نہیں، بل کہ وفاقی حکومت کے نمائندے بھی تھے۔

۲۔ مشاورتی کونسل

جاہلی دور میں قبیلے واری نظام میں مشاورتی کونسل کی شکل میں موجود تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طریقے کو بہ حال رکھا اور جا بہ جا اصلاح فرمائی۔ (۲)

۳۔ عریف

عریف کے جاہلی عہدے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف باقی رکھا۔ (۳) بل کہ اسے معاشرے کے لیے ضروری قرار دیا، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان العرافۃ حق ولا بدللناس من العرفاء ولکن العرفاء فی النار (۴)

علاقائی نمائندگی ضروری ہے اور لوگوں کے لیے نمائندے مقرر کرنا لازم ہے لیکن برے نمائندے جہنم میں ہوں گے۔

عہد نبوی میں عموماً ہر دس کے گروہ پر ایک عریف مقرر ہوتا تھا۔ (۵) اور یہی طریقہ عہد

۱۔ عمال اور نقبا عموماً قبیلوں کے سرکردہ لوگ ہوتے تھے۔ ملاحظہ ہو اوس وخزرج کے نقبا۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ نیز دیکھیں ابن سعد: ج ۳، ص ۶۰۳ تا ۶۱۶۔ نیز ملاحظہ ہو آئندہ اگلے صفحات پر عاملین کی فہرست۔

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو گزشتہ ص ۲۱، ۲۲

۳۔ جاہلی دور کے عریف کا تذکرہ گزر چکا

۴۔ ابوداؤد، باب العرافۃ: ج ۲، ص ۵۱

۵۔ طبری: ج ۳، ص ۴۸۸

نبوی کے بعد تک برقرار رہا، چناں چہ طبری میں ہے کہ حضرت سعید بن وقاص رضی اللہ عنہ کو قادسیہ کی تیاریوں کے بارے میں ہدایات دیتے ہوئے حضرت عمر نے لکھا:

اذا جاء ک کتابی ھذا فعشر الناس و عرف علیھم (۱)

جب میرا خط مل جائے تو آپ لوگوں کو دس دس افراد کے حلقوں میں تشکیل کریں اور ان پر عریف مقرر کریں۔

عہد نبوی کے عریف کی ذمے داریوں کا پتہ غزوۂ حنین میں پیش آنے والے ایک واقعے سے چلتا ہے کہ جب قبیلہ ہوازن کے بہت سے افراد جنگی قیدی بن کر مسلمانوں کے قبضے میں آئے تو بنو ہوازن کے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ میں ان قیدیوں کو واپس کرنا چاہتا ہوں، تم میں سے جو شخص بہ خوشی اپنے قیدی آزاد کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، اس پر لوگوں نے کہا کہ ہم بہ خوشی قیدیوں کو آزاد کرتے ہیں، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ تم میں سے کون بہ خوشی آزاد کرے گا اور کون نہیں، لہٰذا تم لوگ اپنے عریفوں کے ذریعے اس معاملے کو پیش کرو، چناں چہ لوگ واپس چلے گئے اور اپنے عریفوں سے گفت گو کی۔ پھر ان عریفوں (نمائندوں) نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ لوگوں نے واقعتاً بہ رضا و رغبت اجازت دی ہے۔ (۲)

مذکورہ بحث سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۔ عرافہ'' چھوٹے چھوٹے حلقوں پر مشتمل ایک مربوط سیاسی و معاشرتی ادارہ تھا۔

۲۔ ہر دس آدمیوں پر ایک عریف کا تقرر کیا جاتا تھا۔

۳۔ لوگوں کے حالات اور ان کے مسائل عرفا کے ذریعے حکومت کے علم میں آتے تھے۔

۴۔ عہد نبوی میں عرفا کے ذریعے اصلاح معاشرہ، تربیت و تزکیہ اور قانون پر عمل درآمد

۱۔ طبری: ج ۳، ص ۴۸۸

۲۔ بخاری، باب العرفاء للناس: ج ۲، ص ۱۰۶۴

بھی کرایا جاتا تھا۔(۱)

۴۔نقیب

نقیب کے جاہلی عہدے کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی رکھا۔(۲) البتہ اس کی حیثیت اور ذمے داریوں میں اضافہ کر دیا۔

بیعت عقبہ ثالثہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ افراد کو انصار کا نقیب مقرر فرمایا اور ان کی حیثیت طے کرتے ہوئے فرمایا۔

اخرجوا اھلی منکم اثنی نقیبا لیکونوا علی قومھم بمافیھم فاخرجوا منھم اثنی عشر نقیبا (۳)

تم لوگ اپنے بارہ افراد پیش کرو جو اپنے قبیلوں اور قوموں میں نقیب کے فرائض انجام دیں گے تاکہ ان میں باہمی اختلافات کی صورت میں یہ لوگ حکم ہوں۔

نقیب کی مزید ذمے داریوں کا اندازہ لسان العرب کی عبارت سے ہوتا ہے۔

النقیب و ھو کالعریف علی القوم المقدم علیھم الذی یتعرف اخبارھم و ینقب عن احوالھم۔(۴)

نقیب بھی عریف کی طرح قوم کا رہ نما ہوتا ہے جو ان کے ہر طرح کے حالات سے باخبر ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں ''نقیب'' لوگوں کی خوبیوں اور صلاحیتوں سے حکومت کو متعارف بھی کراتا

۱۔ابن حجر لکھتے ہیں کہ فاذا اقام علی کل قوم عریفا لم یسع کل احد الا القیام بما امر بہ جب ہر جماعت میں عریف مقرر ہوتا ہے تو انہیں منکرات کے ارتکاب کی گنجائش نہیں ہوتی، بل کہ وہ پابندی سے قانون پر عمل کرتے ہیں۔ فتح الباری: ج ۱۳، ص ۱۶۹

۲۔جاہلی دور کے نقیب کی تفصیل گزر چکی

۳۔ابن ہشام: ج ۱، ص ۴۴۳

۴۔لسان العرب: ج ۱، ص ۷۶۹ (نقب)

ہے اور لوگوں کے حالات سے آگاہ بھی ہوتا ہے اور وہ قوم کا سردار ہوتا ہے۔"(۱)

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

۱۔نقیب قوم کے سمجھ دار اور سرکردہ لوگ ہوتے تھے۔

۲۔وہ قوم کے حالات سے بہ خوبی واقف ہوتے تھے اور حکومت کو بھی خبر کرتے رہتے تھے۔

۳۔نقبا کے ذریعے قانون پر عمل درآمد بھی کرایا جاتا تھا۔

۴۔نقبا لوگوں کی تعلیم وتربیت کا کام بھی انجام دیتے تھے۔(۲)

قاضی/منصف

قبیلہ واری نظام میں منصف عموماً قبیلے کا سردار ہی ہوتا تھا۔ریاست نبوی میں گورنر اپنے علاقوں میں قاضی کے فرائض بھی انجام دیتے تھے اور شرعی احکامات بھی نافذ کرتے تھے۔(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موقع مناسبت کے لحاظ سے اہل افراد کو مختلف امور میں فیصل مقرر کر دیتے تھے۔(۴) مرکز میں چند اشخاص کو مستقل قاضی کی حیثیت بھی حاصل تھی۔(۵)

عمومی جائزہ

۱۔عہد جاہلیت میں تمام انتظامی عہدے موروثی تھے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔تاج العروس: ج۱، ص ۴۹۲

۲۔ابن سعد: ج ۳، ص ۳۵۰، ۵۸۴۔ نیز کتانی: ج۱، ص ۳۴۵۔مزید ملاحظہ ہو اسد الغابہ کہ نقیب نبوی حضرت عبداللہ بن رواحہ باقاعدہ تربیتی مجلس کا اہتمام کرتے تھے اور اسعد بن زرارہ اپنے آپ کو دعوت و تبلیغ میں ہمہ وقت مصروف رکھتے تھے۔اسد الغابہ: ۱:۲۹۴۔ بلاذری: ۲۴۳:۳

۳۔مثلاً دیکھیں ابن سعد: ج ۳، ص ۵۸۴۔ کتانی: ج۱، ص ۲۴۵۔ نیز ملاحظہ ہو منذر بن ساویٰ کے نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب، الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر: ۱۶۰

۴۔مثلاً بنو قریظہ کو سزا دینے کے لیے سعد بن معاذ کو فیصل مقرر فرمایا۔ابن سعد: ج ۲، ص ۷۵

۵۔ابن سعد نے جن ناموں کا ذکر کیا ہے ان میں تین مہاجرین اور تین افراد انصار سے تعلق رکھتے تھے۔ مہاجرین میں عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم اور انصار میں ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم تھے۔ابن سعد: ج ۲، ص ۳۵۰

نے محض موروثی تصور سیاست و انتظام کو ختم فرمایا۔

۲۔ اہلیت اور مناسبت کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاہلی دور کی تقرریوں کو بھی بہ حال رکھتے تھے۔

۳۔ مکے کی شہری ریاست میں انتظامیہ پر کسی مرکزی شخصیت کا تذکرہ قصی کے بعد نہیں ملتا، نیز قبائلی سرداروں کا کسی مرکز کے تحت جمع ہونے کا ثبوت بھی نہیں ملتا جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ تمام انتظامیہ، گورنر، عاملین، نقبا وغیرہ امیر ریاست کے ماتحت تھے۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام**[1] کا اصول قائم فرمایا چناں چہ جو سردار مسلمان ہوتا اس کو پرانی سیادت پر بہ حال رکھا جاتا تھا، بہ ایں صورت کہ وہ (سردار) صرف اپنی قوم کا ہی نہیں، بل کہ امیر ریاست کا نمائندہ بھی ہوتا تھا۔

۵۔ جو قبیلہ مسلمان ہوتا تو اس کے مسلمان ہونے والے سربراہ یا اسی قبیلے کی کسی سرکردہ شخصیت کو سربراہی دی جاتی تھی، جس کا ایک فائدہ یہ تھا کہ

۱۔ قبیلے و علاقے کے حالات و معاملات سے پوری طرح واقفیت ہونے کی وجہ سے انتظامی معاملات میں سہولت رہتی تھی۔

۲۔ سرداروں اور سرکردہ افراد کو یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ اسلام کی وجہ سے وہ کم تر ہو گئے ہیں۔

۳۔ عوام یہ محسوس نہیں کرتے تھے کہ ان پر کوئی غیر آدمی حکومت کر رہا ہے۔

۶۔ تربیت و اصلاح: ۶ھ کے بعد اسلامی ریاست کا رقبہ تیزی سے وسیع ہوتا چلا گیا۔ بہت سارے لوگ نئے نئے اسلام لائے اور کچھ لوگ ایسے تھے جو راہ حق پر آنے کے لیے سوچ و بچار میں تھے اور بعض لوگ ایسے بھی تھے جو ابھی بھی اسلام کی حقانیت سے ناواقف تھے، چناں چہ نو مسلموں کو تعلیم و تربیت اور غیر مسلموں کو دعوت الی الاسلام کی ضرورت تھی۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے لیے دعوت و تبلیغ اور نو مسلموں کی تعلیم و

---

[1] بخاری، کتاب المناقب: ج ۱، ص ۴۹۶

تربیت کو ضروری سمجھا، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کی انتظامیہ کے ہر شعبے کا تعلق دیگر امور کے علاوہ بہ راہ راست تعلیم وتبلیغ سے بھی رکھا۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ گورنر/ والی، عمال، نقبا، سفیر، مفتی وامام اور موذن وغیرہ سب کے سب عوام کی تعلیم وتربیت میں بھی مصروف رہتے تھے۔(۱)

نائبین رسول

	نائب	قبیلہ	غزوات	حوالے
۱۔	ابوسلمہ بن عبدالاسد	قریش/مخزوم	ذات العشیرہ	ابن ہشام: ج۱، ص۵۹۸
۲۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی		ابن ہشام: ج ۲، ص۴۶
۳۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	احد	ابن سعد: ج ۲، ص۳۰۹
۴۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	حمراء الاسد	ابن سعد: ج ۲، ص۱۰۲
۵۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	نضیر	ابن سعد: ج ۲، ص۵۸
۶۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	بدر	ابن ہشام: ج۱، ص۶۱۲

۱۔ مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو ابن سعد: ج ۲، ص۱۶۵، ۲۱۵، ۳۳۵، ۳۵۰، ج ۳، ص۵۸۴۔ نیز دیکھیں کتانی: ج۱، ص۱۱۴، ۱۱۸، ۲۴۵۔ بلاذری: صفحہ ۲۴۳ پر اسعد بن زرارہ کی مثال، اسد الغابۃ: نمبر ۲۹۴۱ پر ملاحظہ ہو نقیب نبوی عبداللہ بن رواحہ کی مثال۔

۷۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	خندق	ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۲۰
۸۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	قریظہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۳۴
۹۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	لحیان	ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۷۹
۱۰۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	الغابہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۸۴
۱۱۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	حدیبیہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۹۲
۱۲۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	فتح مکہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۳۵
۱۳۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	حنین/ طائف	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۳۵
۱۴۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش/ عامر بن لوئی	الکدر	ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۳
۱۵۔	عثمان بن عفان	قریش/ امیہ	ذوامہ/ غطفان	ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۶
۱۶۔	عثمان بن عفان	قریش/ امیہ	ذات الرقاع	ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۰۳
۱۷۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشمی	تبوک	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۲۰

۱۸۔	سعد بن معاذ	اوس/عبدالاشہل	بطوط	ابن سعد: ج ۲، ص ۸
۱۹۔	ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر	اوس/عمرو بن عوف	بدر الکبریٰ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۲
۲۰۔	ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر	اوس/عمرو بن عوف	قینقاع	ابن سعد: ج ۲، ص ۲۹، ۶۲
۲۱۔	ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر	اوس/عمرو بن عوف	سویق	ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۵
۲۲۔	حارث بن حاطب	اوس/عمرو بن عوف	بدر الکبریٰ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۲
۲۳۔	عاصم بن عدی	اوس/ اعجلان	بدر الکبریٰ	ان سعد: ج ۲، ص ۱۲
۲۴۔	محمد بن مسلمہ	اوس/عبدالاشہل	تبوک	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۱۹
۲۵۔	سعد بن عبادہ	خزرج	ابواء	ابن سعد: ج ۲، ص ۸
۲۶۔	عبداللہ بن روحہ	خزرج	بدر الموعد	ابن سعد: ج ۲، ص ۵۹
۲۷	سباع بن غرفطہ	غفار/ کنانہ	حجۃ الوداع	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۰
۲۸	سباع بن غرفطہ	غفار/ کنانہ	فدک/ وادی القریٰ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۰۶
۲۹	سباع بن غرفطہ	غفار/ کنانہ	دومۃ الجندل	ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۱۳۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۶۲
۳۰	ابورھم کلثوم بن حصین	غفار/ کنانہ	عمرۃ القضیہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۲۰

۳۱	زید بن حارثہ	کلب (مولائے رسول)	مریسیع	ابن سعد: ج ۲، ص ۶۳
۳۲	زید بن حارثہ	کلب (مولائے رسول)	بدر اولیٰ/ سفوان	ابن سعد: ج ۲، ص ۹

سفیران نبوی

	سفیر	قبیلہ	جہاں بھیجے گئے	حوالے
۱۔	عمر بن خطاب	قریش/ بنو عدی	بد۔قریش مکہ	بلاذری: ۲۹۲
۲۔	عثمان بن عفان	قریش/ امیہ	قریش مکہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۱۵
۳۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	قریش مکہ	طبری: ج ۲، ص ۶۳۰
۴۔	عبداللہ بن حزافہ	قریش/سہم	کسرائے ایران، خسرو پرویز	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۷۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۵۹
۵۔	عمرو بن العاص	قریش/سہم	شاہان عمان جیفر و عبد	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۷۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۶۱
۶۔	سلیط بن عمرو	قریش/ عامر بن لوئ	سردار یمامہ ہودہ بن علی	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۷۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۶۲
۷۔	عیاش بن ابی ربیعہ	قریش/مخزوم	شاہ حمیر (قوم)	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۸۲
۸۔	محمد بن مسلمہ	اوس/عبدالاشہل	بنو نضیر	ایضاً: ج ۲، ص ۵۷

۹۔	سعد بن عبادہ	خزرج/ساعدہ	بنو قریظہ	واقدی: ۴۵۸ تا ۴۵۹۔ نیز طبری: ج ۲، ص ۵۷۱
۱۰۔	نعیم بن مسعود	غطفان/اشجع	غطفان، قریش، قریظہ	طبری: ج ۲، ص ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ج ۳، ص ۱۸۷
۱۱۔	خراش بن امیہ	خزاعہ/کعب	قریش مکہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۹۶
۱۲۔	وبر بن یحنس	خزاعہ/کعب	ابناء الیمن	طبری: ج ۲، ص ۱۸۷
۱۳۔	دحیہ بن خلیفہ	کلب	قیصر روم ہرقل	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۷۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۵۹
۱۴۔	دحیہ بن خلیفہ	کلب	نجران	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۷۶
۱۵۔	حاطب بن ابی بلتعہ	لخم/خلیفہ	مقوقس مصر	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۷۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۵۹
۱۶۔	شجاع بن وہب	اسد/خزیمہ	حارث بن ابی شمر شاہ نخوم	ایضاً
۱۷۔	ضرار بن الازور	اسد/خزیمہ	بنو صیداء/اسد	طبری: ج ۳، ص ۱۸۷
۱۸۔	عمرو بن امیہ	کنانہ/ضمرہ	شاہ حبشہ نجاشی	ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۵۹، ۶۰۷۔ ابن سعد: ج ۱، ص؟
۱۹۔	عمرو بن امیہ	کنانہ/ضمرہ	مسیلمہ کذاب/یمامہ	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۷۳

۲۰۔	علاء بن حضرمی	حضر موت	شاہ بحرین منذر بن ساویٰ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۷۔ ابن سعد، ج ۱، ص ۲۶۳
۲۱	نمیر بن خرشہ	ہوازن/ثقیف	طائف، ثقیف	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۸۵
۲۲	ظبیان بن مرثد	سدوس	بکر بن وائل	ایضاً: ج ۱، ص ۲۸۲
۲۳	حارث بن عمیر	ازد	شاہ بصرہ شرجیل بن عمرو غسانی	ایضاً: ج ۲، ص ۱۲۸
۲۴	فرات بن حیان عجلی	ربیعہ/عجل	شیخ یمامہ حضرت ثمامہ بن اثال	طبری: ج ۳، ص ۱۸۷
۲۵	جریر بن عبداللہ	بجیلہ	ذوالکلاع وذو ظلیم	ابن سعد: ج ۲، ص ۲۶۶۔ طبری: ج ۳، ص ۱۸۷
۲۶	اقرع بن عبداللہ	حمیر	ذوزود و ذومران	طبری: ج ۳، ص ۱۸۷
۲۷	زیاد بن حنظلہ	تمیم/عمرو	تمیم	ایضاً
۲۸	صلصل بن شرجیل		بنو عامر	ایضاً

گورنر/ والی

	والی	قبیلہ	جہاں تقرری ہوئی	حوالے
۱۔	عمرو بن سعید	قریش/امیہ	وادی القریٰ	کتانی: ج ۱، ص ۲۴۳

۲۔	یزید بن ابی سفیان	قریش/امیہ	تیماء	ابن حبیب: ۱۲۶۔ بلاذری: ۵۳۰
۳۔	عبداللہ (حکم) بن سعید	قریش/امیہ	قری عربیہ	ابن حبیب: ۱۲۶
۴۔	عتاب بن اسید	قریش/امیہ	مکہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۴۰، ۵۰۰۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۱۳۷
۵۔	ابان بن سعید	قریش/امیہ	بحرین	ابن حبیب: ۱۲۶۔ بلاذری: ۵۲۹
۶۔	خالد بن سعید	قریش/امیہ	مراد، مذحج	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۴۳۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۶۵
۷۔	ابوسفیان بن حرب	قریش/امیہ	نجران	ابن حبیب: ۱۲۶۔ بلاذری: ۵۲۹
۸۔	عمرو بن العاص	قریش/سہم	عمان	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۷۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۱
۹۔	مہاجر بن امیہ	قریش/مخزوم	کندہ/صدف	ابن حبیب: ۱۲۶۔ بلاذری: ۵۲۹
۱۰۔	حارث بن نوفل	قریش/ہاشمی		کتانی: ج ۱، ص ۲۴۱
۱۱۔	معاذ بن جبل	خزرج/جشم	یمن	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۹۰۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۶۴۔ ۲۶۵

۱۲۔	عمرو بن حزم	خزرج/نجار	نجران/ بنو الحارث	ابن ہشام: ج ۳، ص ۵۹۴۔۵۹۵۔ بلاذری:۵۲۹
۱۳۔	زیاد بن لبید	خزرج	حضر موت	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۰۔ابن حبیب:۱۲۶
۱۴۔	منذر بن مساوی تمیمی (۱)			ابن سعد: ج ۲،ص ۱۶۱۔ابن حبیب:۱۲۶
۱۵۔	یعلی بن امیہ	تمیم	الجند	طبری: ج ۳، ص ۲۲۸
۱۶۔	طاہر بن ابی ہالہ	تمیم	عک واشعر	ایضاً
۱۷۔	حذیفہ بن الیمان	ازد	دبا	ابن سعد: ج ۲،ص ۵۲۷۔بلاذری:۵۲۹
۱۸۔	ہبیرہ بن شبل	ہوازن/ثقیف	مکہ	ابن سعد:ج ۲،ص ۱۴۵
۱۹۔	عثمان بن ابی العاص	ہوازن/ثقیف	طائف/ثقیف	ایضاً: ج ۲،ص ۱۳۷۔ بلاذری:۵۲۹
۲۰۔	شرجیل بن حسنہ	کندہ	ایلہ	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۷۸،۸۹
۲۱۔	باذان		یمن	طبری: ج ۲، ص ۲۲۷
۲۲	شہر بن باذان		یمن	ایضاً:۲۲۸

۱۔ یہ اپنے علاقے بحرین میں حضرت علامہ ابن الحضری کے وقت امیر تھے۔ابن ہشام: ۶۰۷۔ابن سعد: ج ۲،ص ۱۶۱۔المحبر ۱۲۶

۲۳	ابو موسیٰ	اشعر	زبید/عدن/رمع	ایضاً۔ابن حبیب: ۱۲۶۔بلاذری: ۲۹
۲۴	عکاشہ بن ثور	غوث	سکاسک وسکون	طبری: ج ۳، ص ۲۲۸
۲۵	علاء بن الحضرمی	حضرموت	بحرین	ابن سعد: ج ا،ص ۲۷۶، ۶۰۰۔نیز دیکھیں ابن ہشام: ج ۲،ص ا
۲۶	عامر بن شہر	ہمدان	یمن	طبری: ج ۳، ص ۲۲۸
۲۷	فروہ بن مسیک	مراد	مراد، مذحج	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۸۳۔ابن سعد: ج ا،ص ۳۲۸
۲۸	جیفر وعبد	عمان کے سابقہ امراء	عمان	ابن سعد: ج ا، ص ۲۶۳۔فتوح البلدان: ۷۶

مقامی منتظمین/نقبا

	نقیب	قبیلہ	جہاں تقرری ہوئی	حوالے
ا۔	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	قریش/ ہاشم	نقیب النقباء/ بنو نجار	ابن سعد: ج ۳، ص ۶۱۱
۲۔	اسد بن زرارہ	خزرج/نجار	بنو نجار	ابن ہشام: ج ا، ص ۴۴۳۔ابن حبیب: ۲۶۹

۳۔	سعد بن ربیع	خزرج/ حارث	بنو حارث	ایضاً
۴۔	عبداللہ بن رواحہ	خزرج/ حارث	بنو حارث	ایضاً
۵۔	رافع بن مالک	خزرج/ بنوزریق	بنوزریق	ابن ہشام: ج۱، ص ۴۴۳
۶۔	براء بن معرور	خزرج/سلمہ	بنوسلمہ	ایضاً
۷۔	عبداللہ بن عمرو	خزرج		ایضاً: ۴۴۴
۸۔	سعد بن عبادہ	خزرج/ بنوساعدہ	بنوساعدہ	ایضاً
۹۔	منذر بن عمرو	خزرج/ بنوساعدہ	بنوساعدہ	ایضاً
۱۰۔	عبادہ بن صامت	خزرج/قواقلہ	قواقلہ	ایضاً
۱۱۔	اسید بن حضیر	اوس/عبدالاشہل	عبدالاشہل	ایضاً
۱۲۔	سعد بن خیثمہ	اوس/غنم	بنوغنم	ایضاً
۱۳۔	رفاعہ بن عبدالمنذر	اوس بنوظفر	بنوظفر	ایضاً
۱۴۔	ابوالہیثم بن التیہان	اوس/ بنوظفر	بنوعمر بن عوف	ایضاً: ج۱،ص ۴۴۵
۱۵۔	ابن الاصبع	کلب	دومۃ الجندل/ کلب	واقدی:۵۶۱۔کتانی: ج۱،ص ۲۴۳
۱۶۔	حارثہ بن القطن	کلب	کلب	ابن سعد: ج۱، ص ۳۳۵
۱۷۔	مالک بن عوف	بنونصر	نصر، ثمالہ وغیرہ	ابن ہشام: ج ۲،ص ۴۹۱۔بلاذری: ۵۳۰

۱۸۔	صرد بن عبداللہ	ازد	ازد	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۸۷۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۳۳۸
۱۹۔	عامر بن شہر	ہمدان	یمن	طبری: ج ۳، ص ۲۲۸۔ اسد الغابہ: ۲۷۰۰
۲۰۔	قیس بن مالک	ہمدان	ہمدان	ابن سعد: ج ۱، ص ۳۴۰۔۳۴۱۔ اسد الغابہ: ۴۳۸۹
۲۱	الہیثم	سلیم	سلیم	کتانی: ج ۱، ص ۳۹۸
۲۲	عباس بن مرداس	سلیم	سلیم و مازن	بلاذری: ۵۳۰
۲۳	سالف بن عثمان بن متعب	ثقیف	ثقیف و احلاف	بلاذری: ۵۳۱
۲۴	عثمان بن ابی العاص	ثقیف	ثقیف	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۴۰
۲۵	بریدہ بن حصیب	اسلم	غفار و سلم	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۰۔ بلاذری: ۵۳۰
۲۶	رافع بن مکیث	جہینہ	جہینہ	ایضاً
۲۷	ضحاک بن سفیان	کلاب	کلاب	ابن سعد: ج ۱، ص ۳۰۰۔ بلاذری: ۵۳۰
۲۸	عیینہ بن حصن	فزارہ	فزارہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۰۔ بلاذری: ۵۳۰

۲۹	کافیہ بن سبیع	بنو اسد	بنو اسد	کتانی: ج ۱، ص ۳۹۶
۳۰	عدی بن حاتم	طے	بنو اسد و طے	بلاذری: ۵۳۰۔ کتانی: ج ۱، ص ۳۹۶
۳۱	اعجم بن سفیان	بلی	بلی، کلب وغیرہ	بلاذری: ۵۳۱۔۳۱
۳۲	قیس بن حصین	حارث	حارث بن کعب	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۹۴۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۳۴۰
۳۳	اشعث بن قیس	کندہ	کندہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۸۵۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۳۲۸
۳۴	جارود بن معلیٰ	عبد القیس	عبد القیس	ابن سعد: ج ۱، ص ۳۱۴
۳۵	قیس بن عاصم	تمیم/سعد	تمیم/سعد	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۰۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۹۴
۳۶	حصین بن بدر	تمیم/سعد	تمیم/سعد	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۰۔ بلاذری: ۵۳۰
۳۷	اقرع بن حابس	تمیم	بنو دارم بن مالک، تمیم وغیرہ	بلاذری: ۵۳۰
۳۸	مالک بن نویرہ	تمیم/یربوع	تمیم/یربوع	ایضاً۔ نیز دیکھیں طبری: ج ۲، ص ۱۴۷

۳۹	متمم بن نویرہ	تمیم/یربوع	تمیم/یربوع	کتانی: ۳۹۷
۴۰	کہل بن مالک	ہذیل	ہذیل	ایضاً
۴۱	مرداس بن مالک	بنوغنی	بنوغنی	ایضاً: ۳۹۸
۴۲	قرہ بن ھبیرہ	قشیر	قشیر اور بنوجعدہ	بلاذری: ۵۳۱
۴۳	حارث بن عوف	مرہ	مرہ وغطفان	ایضاً: ۵۳۰
۴۴	نعیم بن مسعود	اشجع	اشجع وغطفان وغیرہ	ایضاً
۴۵	مردہ بن نفاثہ	بنی سلول	بنی سلول	کتانی: ج۱، ص ۲۴۴
۴۶	عبداللہ بن عمرو بن سبیع	بنوثعلبہ	بنوثعلبہ وغیرہ	ایضاً: ج۱، ص ۲۴۱
۴۷	صیفی بن عامر	ثعلبہ	ثعلبہ	ایضاً نیز اسد الغابہ: ۲۵۴۳
۴۸	سعد الدوسی	دوس	دوس	کتانی: ج۱، ص ۲۴۲
۴۹	رفاعہ بن زید	جزام	خولان	طبری: ج۳، ص ۱۴۰
۵۰	ضمام بن ثعلبہ	بنی سعد بن بکر	اپنی قوم پر	ایضاً
۵۱	زرعہ بن ذی یزن	حمیر کے رؤسا میں سے تھے	رؤسائے حمیر	ایضاً۔ نیز دیکھیں اسد الغابہ: ۱۷۴۵
۵۲	نہشل بن مالک	باہلہ	باہلہ	ابن سعد: ج۱، ص ۳۰۷
۵۳	فہری بن ابیض	فہرہ	اپنی قوم پر	ابن سعد: ج۱، ص ۳۵۵

۵۴	زہیر بن قرضم	فہرہ	اپنی قوم پر	ایضاً
۵۵	مالک بن عوف	ہوازن	ہوازن، نصر، ثمامہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۹۱۔ بلاذری: ۵۳۰

عاملین صدقات

	عامل	قبیلہ	جہاں تقرری ہوئی	حوالے
۱۔	ولید بن عقبہ	قریش/امیہ	بنو مصطلق	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۱
۲۔	علی بن ابی طالب	قریش	نجران	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۰۔ بلاذری: ۵۳۱
۳۔	بسر بن سفیان	قریش/عدی	خزاعہ/کعب	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۹۳
۴۔	عمر بن خطاب	قریش/عدی	۔	کتانی: ج ۱، ص ۳۹۶
۵۔	عکرمہ بن ابی جہل	قریش/مخزوم	ہوازن	ابن سعد: ج ۷، ص ۴۰۴
۶۔	عبدالرحمن بن عوف	قریش/زہرہ	بنو کلب	بلاذری: ۵۳۰
۷۔	عبداللہ بن خطل	قریش/ادرم	۔	طبری: ج ۳، ص ۵۹۔ واقدی: ۸۵۹۔۸۶۰
۸۔	ابوعبیدہ بن جراح	قریش/فہر	مزینہ، ہزیل، کنانہ	بلاذری: ۵۳۰

۹۔	ابی بن کعب	خزرج/نجار	سعد ہذیم/جذام	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۷۰
۱۰۔	عنبسہ	خزرج/نجار	سعد ہذیم/جذام	ایضاً
۱۱۔	عباد بن بشر	اوس/عبدالاشہل	بنومصطلق	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۱۔۱۶۲۔ بلاذری: ۵۳۰
۱۲۔	عباد بن بشر	اوس/عبدالاشہل	مزینہ وسلیم	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۰
۱۳۔	الہیثم	سلیم	سلیم	کتانی: ج ۱، ص ۳۹۸
۱۴۔	عباس بن مرداس	سلیم	سلیم و بنو مازن	بلاذری: ۵۳۰
۱۵۔	سالف بن عثمان بن متعب	ثقیف	ثقیف واحلاف	ایضاً
۱۶۔	بریدہ بن حصیب	اسلم	غفار واسلم	ایضاً
۱۷۔	ضحاک بن سفیان	کلاب/عامر بن صعصعہ	کلاب	ابن سعد: ج ۱، ص ۳۰۰
۱۸۔	رافع بن مکیث	جہینہ	جہینہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۰۔ بلاذری: ۵۳۰
۱۹۔	عینیہ بن حصن	غطفان/فزارہ	تمیم/فزارہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۰
۲۰۔	ابن اللتبیہ	ازد	بنی ظبیان	ایضاً

۲۱	صرد بن عبداللہ	ازد/ جرش	اپنی قوم کے مسلمانوں پر	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۸۷۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۳۳۸
۲۲	قضاعی بن عمر	عذرہ	بنو اسد	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۷۰۔ طبری: ج ۳، ص ۱۸۷
۲۳	سنان بن ابی سنان	اسد	بنو مالک	طبری: ج ۳، ص ۱۸۷۔ کتانی: ج ۱، ص ۲۴۴
۲۴	کافیہ بن سبع	اسد	بنو اسد	کتانی: ج ۱، ص ۳۹۶۔ طبری: ج ۳، ص ۱۴۷
۲۵	عدی بن حاتم	طے	بنو اسد و طے	بلاذری: ۵۳۰۔ کتانی: ۳۹۶
۲۶	عکرمہ بن حصنہ	قیس عیلان/ ہوازن	بدیل، سبر وغیرہ	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۷۲۔ ۲۷۳
۲۷	ابن الاصبع	کلب	دومۃ الجندل/ کلب	واقدی: ۵۶۱۔ کتانی: ج ۱، ص ۲۴۳
۲۸	حارثہ بن القطن	کلب	کلب	ابن سعد: ج ۱، ص ۳۳۵
۲۹	اعجم بن سفیان	بلی	کلب، بلی، عزرہ، سلامان وغیرہ	بلاذری: ۵۳۰۔ ۵۳۱

۳۰	رفاعہ بن زید	جذام	خولان	طبری: ج ۳، ص ۱۴۰
۳۱	مالک بن عوف	ہوازن/نصر	ہوازن، نصر، ثمالہ وغیرہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۹۱
۳۲	قیس بن حصین	مذحج/حارث	حارث بن کعب	ابن سعد: ج ۱، ص ۳۴۰۔ نیز ابن ہشام: ج ۲، ص ۴
۳۳	قیس بن سلمہ	سعد/العشیرہ	مران، کلاب وغیرہ	ایضاً ج ۱، ص ۳۲۵
۳۴	قیس بن مالک	ہمدان/ارحب	اپنی قوم پر	ایضاً: ج ۱، ص ۳۴۰۔۳۴۱
۳۵	اشعث بن قیس	کندہ	کندہ	ایضاً: ج ۱، ص ۳۲۸
۳۶	جارود بن معلی	عبدالقیس	عبدالقیس	ایضاً: ج ۱، ص ۳۱۴
۳۷	قیس بن عاصم	تمیم/سعد	تمیم/سعد وغیرہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۰۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۹۴
۳۸	زبرقان بن بدر[1]	تمیم/سعد	تمیم/سعد وغیرہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۰۔ بلاذری: ۵۳۰
۳۹	اقرع بن حابس	تمیم	بنو دارم بن مالک/تمیم وغیرہ	بلاذری: ۵۳۰
۴۰	مالک بن نویرہ	تمیم/یربوع	تمیم/یربوع	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۰۔ طبری: ج ۳، ص ۱۴۷

۱۔ انہیں حصین بن بدر بھی کہتے ہیں۔ بلاذری: ص ۵۳۰

۴۱	متمم بن نویرہ	تمیم/یربوع	تمیم/یربوع	کتانی: ج۱، ص ۳۹۷
۴۲	کہل بن مالک	ہذیل	ہذیل	ایضاً
۴۳	خزیمہ بن عاصم	عکل	الاحلاف	ایضاً
۴۴	مرداس بن مالک	قیس عیلان/غنی	بنوغنی	ایضاً: ج۱، ص ۳۹۸
۴۵	قرہ بن ہبیرہ	قشیر	قشیر اور بنو جعدہ	بلاذری: ۵۳۱
۴۶	عامر بن مالک بن جعفر		بنو عامر	ایضاً: ۵۳۰
۴۷	حارث بن عوف	مرہ	مرہ، غطفان	ایضاً
	نعیم بن مسعود	اشجع	اشجع غطفان، عبس	ایضاً
۴۹	بلال حبشی		مدینے میں اسلامی ریاست کے پھلوں کے صدقات پر	ایضاً
۵۰	ابو جہم بن حذیفہ			کتانی: ج۱، ص ۳۹۷
۵۱	قرۃ بن دعموص			ایضاً: ج۱، ص ۳۹۸
۵۲	مطرف بن الکاہن	باہلہ	باہلہ	ابن سعد: ج۱، ص ۳۰۷

خارصین (تخمینے کے افسران)

	خارص	قبیلہ	تقرری کا علاقہ	حوالے
۱۔	عتاب بن اسید	قریش/امیہ	طائف	بلاذری: ۱۵۰۔ کتانی: ج۱، ص ۴۰۰

۲۔	فروہ بن عمر	خزرج/ بنی بیاضہ	مدینہ	کتانی: ج ا، ص ۴۰۰
۳۔	عبداللہ بن رواحہ	خزرج/ حارث	خیبر	ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۵۴۔ نیز دیکھیں کتانی: ج ا، ص ۳۹۹
۴۔	ابوخثیمہ عامر بن ساعدہ	خزرج/ حارث	خیبر	کتانی: ج ا، ص ۴۰۰
۵۔	سہیل بن ابی حیثمہ	خزرج/ حارث	خیبر	ایضاً
۶۔	جبار بن صخر	خزرج/سلمہ	خیبر	ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۵۴
۷۔	زید بن سلمہ	خزرج/نجار	خیبر	ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۵۴
۸۔	ابوالہیثم بن ابی التیہان	اوس/عبدالاشہل	خیبر	صحیح مسلم باب غزوہ تبوک۔ واقدی: ۶۹۱
۹۔	صلت بن معدی کرب	کندہ	خیبر	کتانی: ج ا، ص ۴۰۰

امرائے جنگ/سرایا

	امیر	قبیلہ	مخالفین مہم	حوالے
۱۔	حمزہ بن عبدالمطلب	قریش/ ہاشم	قریش/سیف البحر	ابن ہشام: ج ا، ص ۵۹۵
۲۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	بنوسعد/ فدک	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۱۱، ۶۱۲۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۸۹

۳۔	جعفر بن ابی طالب	قریش/ہاشم	غسان/موتہ	ایضاً: ج ۲، ص ۳۵۹، ۳۷۳
۴۔	علی بن ابی طالب	قریش/ہاشم	طے/الفلس	ایضاً: ج ۲، ص ۶۱۱، ۶۱۲
۵۔	علی بن ابی طالب	قریش/ہاشم	مذحج/یمن	ایضاً: ج ۲، ص ۶۰۹۔ ابن سعد: ۲/۱۶۹
۶۔	عبیدہ بن حارث	قریش/مطلب	قریش/رابغ	ایضاً: ج ۱، ص ۵۹۵
۷۔	سعد بن ابی وقاص	قریش/زہرہ	قریش/خرار	ایضاً: ج ۱، ص ۶۰۰
۸۔	عبدالرحمن بن عوف	قریش/زہرہ	کلب/دومۃ الجندل	ایضاً: ج ۲، ص ۶۳۱۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۸۹
۹۔	ابوسلمہ بن عبدالاسد	قریش/مخزوم	اسد/خزیمہ/قطن	ابن سعد: ج ۲، ص ۵۰
۱۰۔	خالد بن ولید	قریش/مخزوم	نخلہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۳۶
۱۱۔	خالد بن ولید	قریش/مخزوم	جزیمہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۴۷
۱۲۔	خالد بن ولید	قریش/مخزوم	بنوکندہ/دومۃ الجندل	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۲۶
۱۳۔	خالد بن ولید	قریش/مخزوم	حارث بن کعب/نجران/یمن	ایضاً: ج ۲، ص ۵۹۲
۱۴۔	ابوعبیدہ بن جراح	قریش/فہر بن حارث	ثعلبہ/ذوالقصہ	ایضاً: ج ۲، ص ۶۰۹
۱۵۔	کرز بن جابر	قریش/فہر	عرینہ	ایضاً: ج ۲، ص ۶۰۸۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۹۳

۱۶۔	ابوعبیدہ بن جراح	قریش/فہر	جہینہ	ایضاً: ج ۲، ص ۶۳۲
۱۷۔	عمر بن خطاب	قریش/عدی	ہوازن/تربہ	ایضاً: ج ۲، ص ۶۰۹
۱۸۔	ابوبکر بن ابی قحافہ	قریش/تمیم	ہوازن/کلاب/نجد	ایضاً
۱۹۔	عمرو بن عاص	قریش/سہم	ذات السلاسل	ایضاً: ج ۲، ص ۶۲۳
۲۰۔	عمرو بن عاص	قریش/سہم	ہذیل/سواع	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۴۶
۲۱	ہشام بن عاص	قریش/امیہ	یلملم	واقدی: ۸۷۳
۲۲	خالد بن سعید	قریش/امیہ	عرنہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۳۶۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۱۴۶
۲۳	ابوسفیان بن حرب	قریش/امیہ	ثقیف/لات	طبری: ج ۳، ص ۹۹، ۱۰۰۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۴۰
۲۴	عبداللہ بن جحش	اسد بن خزیمہ/بنی غنم	قریش/نخلہ	ابن ہشام: ج ۱، ص ۶۰۱
۲۵	عکاشہ بن محصن	اسد بن خزیمہ/بنی غنم	اسد/الغمر	ابن سعد: ج ۲، ص ۸۴
۲۶	شجاع بن وہب	اسد بن خزیمہ	ہوازن/سی	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۲۷
۲۷	عکاشہ بن محصن	اسد بن خزیمہ/غنم	الجناب	ایضاً: ج ۲، ص ۱۶۴
۲۸	عمیر بن عدی	اوس/خطمہ	بنوامیہ بن زید/خطمہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۳۶
۲۹	محمد بن مسلمہ	اوس/عبدالاشہل	یہود/کعب بن اشرف	ایضاً: ج ۲، ص ۶۰۶

۳۰	محمد بن مسلمہ	اوس/عبدالاشہل	القرطاء	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۱۱ـ ۶۱۲
۳۱	محمد بن مسلمہ	اوس/عبدالاشہل	ذوالقصہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۸۵
۳۲	سعد بن زید	اوس/عبدالاشہل	القردہ	طبری: ج ۲، ص ۱۵۴
۳۳	سعد بن زید	اوس/عبدالاشہل	منات	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۴۶ـ ۱۴۷
۳۴	سالم بن عمیر	خزرج/نجار	یہودی/ابوعفک	ایضاً: ج ۲، ص ۲۸
۳۵	منذر بن عمرو	خزرج/ساعدہ	بئر معونہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۹
۳۶	عبداللہ بن رواحہ	خزرج/حارث	یہود خیبر	ایضاً: ج ۲، ص ۶۱۸
۳۷	عبداللہ بن رواحہ	خزرج/حارث	غسان/موتہ	ایضاً: ج ۲، ص ۳۷۳۔ نیز دیکھیں۔ بلاذری: ۳۷۹
۳۸	بشیر بن سعد	خزرج/حارث	غطفان/فدک	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۱۱ـ ۶۱۲
۳۹	بشیر بن سعد	خزرج/حارث	غلطفان/ فدک/مرہ	ایضاً
۴۰	عبداللہ بن انیس	خزرج	سفیان لحیانی	ابن سعد: ۵۰ـ ۵۱
۴۱	ابوقتادہ	خزرج/ربیعہ	غطفان/غابہ	ایضاً: ج ۲، ص ۱۳۲
۴۲	عبداللہ بن عتیک	خزرج	ابورافع یہودی	ایضاً: ج ۲، ص ۶۱۹
۴۳	عبداللہ بن عتیک	خزرج	بطن اصم	ایضاً: ج ۲، ص ۱۳۳
۴۴	قطبہ بن عامر	خزرج/سلمہ	خثعم/مصحب	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۲

۴۵	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	قریش/ القردہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۹
۴۶	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	الجموم	ایضاً: ج ۲، ص ۶۱۱۔ ۶۱۲
۴۷	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	قریش/ العیص	ابن سعد: ج ۲، ص ۸۷
۴۸	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	الطرف	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۱۶
۴۹	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	حسمیٰ (جزام)	ایضاً: ج ۲، ص ۶۱۱۔ ۶۱۲
۵۰	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	غطفان وغیرہ/ وادی القریٰ	ابن سعد: ۸۹
۵۱	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	ام قرضہ	ایضاً: ۹۰۔ ۹۱
۵۲	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	مدین	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۳۵
۵۳	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	موتہ۔ غسان	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۹۰
۵۴	عمرو بن امیہ	کنانہ/ ضمرہ	قریش/ مکہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۳۳
۵۵	غالب بن عبداللہ	کنانہ/ لیث	غطفان/ فدک	ایضاً: ج ۲، ص ۶۲۲
۵۶	غالب بن عبداللہ	کنانہ/ لیث	ثعلبہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۱۹
۵۷	غالب بن عبداللہ	کنانہ/ لیث	الکدید	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۹

۵۸	کعب بن عمیر	کنانہ/غفار	قضاعہ/ ذات اطلاع	ایضاً: ج ۲، ص ۶۲۱
۵۹	علقمہ بن مجزر	کنانہ/ مدلج	شعیبہ/ غارتگران حبشہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۴۰۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۳
۶۰	مرثد بن ابی مرثد	قیس عیلان/ بنوغنی	لحیان/ رجیع	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۰۹۔ نیز ابن سعد: ج ۲، ص ۵۵
۶۱	عبداللہ بن المنعم	قیس/عبس	قریش/ شاہراہ شام	ابن سعد: ج ۲، ص ۲۵۹ نیز دیکھیں اصابہ:
۶۲	طفیل بن عمرو	ازدشنوہ/ دوس	ازد/ دوس	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۵۷۔۱۵۸
۶۳	عیینہ بن حصن	غطفان/فزارہ	العرج/تمیم	ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۲۱۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۰۔۱۶۱
۶۴	ابن ابی العوجاء	سلیم	سلیم	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۲۳
۶۵	مغیرہ بن شعبہ	ثقیف	ثقیف/ رلات	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۴۰
۶۶	جریر بن عبداللہ	بجیلہ	بجیلہ/ ذوالخلصہ	ابن سعد: ج ۲، ص ۲۶۶، ۳۴۷

اصحاب الولایۃ والرأیات

	علم بردار	قبیلہ	غزوہ	حوالے

۱۔	حمزہ بن عبدالمطلب	قریش/ ہاشم	وادان	ابن سعد: ج ۲، ص ۸
۲۔	حمزہ بن عبدالمطلب	قریش/ ہاشم	ذات العشیرہ	ایضاً: ج ۲، ص ۹
۳۔	حمزہ بن عبدالمطلب	قریش/ ہاشم	بنی قینقاع	ایضاً: ج ۲، ص ۲۹
۴۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	بدر اولیٰ	طبری: ج ۲، ص ۴۰۷
۵۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	الکدر	ابن سعد: ج ۲، ص ۳۱
۶۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	حمراء الاسد	ایضاً: ج ۲، ص ۴۹
۷۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	احد	ایضاً: ج ۲، ص ۳۹
۸۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	بدر الموعد	ایضا،: ج ۲، ص ۵۹
۹۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	قریظہ	ایضا،: ج ۲، ص ۷۴
۱۰۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	خیبر	ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۳۴
۱۱۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	فتح مکہ	واقدی: ۸۰۰ تا ۸۰۱
۱۲۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	غزوہ حنین	ابن سعد: ۱۵۰
۱۳۔	مصعب بن عمیر	قریش/ عبدالدار	بدر	ابن ہشام: ج ۱، ص ۶۱۲
۱۴۔	مصعب بن عمیر	قریش/ عبدالدار	احد	ابن سعد: ج ۲، ص ۳۹
۱۵۔	ابوالروم بن عمیر	قریش/ عبدالدار	احد	واقدی: ۲۳۹
۱۶۔	سعد بن ابی وقاص	قریش/ زہرہ	بواط	ابن سعد: ج ۲، ص ۸
۱۷۔	سعد بن ابی وقاص	قریش/ زہرہ	فتح مکہ	واقدی: ۸۰۰ تا ۸۰۱
۱۸۔	سعد بن ابی وقاص	قریش/ زہرہ	حنین	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۵۰
۱۹۔	ابوبکر بن ابی قحافہ	قریش/ تیم	مریسیع	ایضاً: ج ۲، ص ۶۴
۲۰۔	ابوبکر بن ابی قحافہ	قریش/ تیم	خیبر	ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۳۴

۲۱	ابو بکر بن ابی قحافہ	قریش/تیم	تبوک	واقدی:۹۹۶
۲۲	عمر بن خطاب	قریش/عدی	خیبر	ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۳۴
۲۳	عمر بن خطاب	قریش/عدی	حنین	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۵۰
۲۴	زبیر بن عوام	قریش/اسد	فتح مکہ	واقدی:۸۰۰
۲۵	زبیر بن عوام	قریش/اسد	تبوک	ایضاً:۹۹۶
۲۶	مسطح بن اثاثہ	قریش/مطلب	رابغ	ابن سعد: ج ۲، ص ۷
۲۷	سعد بن معاذ	اوس/عبدالاشہل	بدر	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۴
۲۸	اسید بن حضیر	اوس/عبدالاشہل	احد	ایضاً: ج ۲، ص ۳۹
۲۹	اسید بن حضیر	اوس/عبدالاشہل	حنین	ایضاً: ج ۲، ص ۱۵۰
۳۰	اسید بن حضیر	اوس/عبدالاشہل	تبوک	واقدی: ۹۹۶، ۱۰۰۳
۳۱	ابو نائلہ	اوس/عبدالاشہل	فتح مکہ	ایضاً:۸۰۰
۳۲	سہل بن حنیف	اوس/مالک	وادی القریٰ	ایضاً:۷۱۰
۳۳	ہلال بن امیہ	اوس	فتح مکہ	ایضاً:۸۰۰
۳۴	جابر بن عتیک	اوس/بنو معاویہ	فتح مکہ	ایضاً
۳۵	ابولبابہ بن عبدالمنذر	اوس/خطمہ	فتح مکہ	ایضاً
۳۶	خزیمہ بن ثابت	اوس/خطمہ	فتح مکہ	ایضاً
۳۷	حباب بن منذر	خزرج/سلمہ	بدر	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۴
۳۸	حباب بن منذر	خزرج/سلمہ	احد	ایضاً: ج ۲، ص ۵۸
۳۹	حباب بن منذر	خزرج/سلمہ	خیبر	ایضاً: ج ۲، ص ۱۰۶
۴۰	حباب بن منذر	خزرج/سلمہ	وادی القریٰ	واقدی:۷۱۰

۴۱	حباب بن منذر	خزرج/سلمہ	حنین	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۵۰۔ واقدی: ۸۹۵
۴۲	حباب بن منذر	خزرج/سلمہ	تبوک	واقدی: ۹۹۶۔ ۱۰۰۳
۴۳	قطبہ بن عامر	خزرج/سلمہ	فتح مکہ	واقدی: ۸۰۰۔۸۰۱
۴۴	معاذ بن جبل	خزرج/سلمہ	تبوک	ایضاً: ۹۹۶۔ ۱۰۰۳
۴۵	سعد بن عبادہ	خزرج/ساعدہ	مریسیع	ابن سعد: ج ۲، ص ۶۴
۴۶	سعد بن عبادہ	خزرج/ساعدہ	خندق	ایضاً: ج ۲، ص ۶۷
۴۷	سعد بن عبادہ	خزرج/ساعدہ	خیبر	ایضاً: ج ۲، ص ۱۰۶
۴۸	سعد بن عبادہ	خزرج/ساعدہ	وادی القریٰ	واقدی: ۷۱۰
۴۹	سعد بن عبادہ	خزرج/ساعدہ	فتح مکہ	ایضاً: ۸۰۰۔۸۰۱
۵۰	سعد بن عبادہ	خزرج/ساعدہ	حنین	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۵۰
۵۱	ابو اسید	خزرج/ساعدہ	فتح مکہ	واقدی: ۸۰۰
۵۲	قیس بن سعد بن عبادہ	خزرج/ساعدہ	فتح مکہ	ایضاً: ۸۰۰۔۸۰۱
۵۳	عمارہ بن حزم	خزرج/نجار	فتح مکہ	ایضاً
۵۴	عمارہ بن حزم	خزرج/نجار	تبوک	ایضاً: ۹۹۶۔ ۱۰۰۳
۵۵	سلیط بن قیس	خزرج/نجار	فتح مکہ	ایضاً: ۸۰۰۔۸۰۱
۵۶	ابو دجانہ	خزرج/نجار	تبوک	ایضاً: ۹۹۶۔ ۱۰۰۳
۵۷	زید بن ثابت	خزرج/نجار	تبوک	ایضاً
۵۸	عبداللہ بن زید	خزرج/حارث	فتح مکہ	واقدی: ۸۰۰۔۸۰۱
۵۹	ابو بردہ ہانی بن دینار	خزرج/حارثہ	فتح مکہ	ایضاً
۶۰	قتادہ بن نعمان	خزرج/ظفر	فتح مکہ	ایضاً

۶۱	زید بن حارثہ	کلب/ مولائے رسول	خندق	ابن سعد: ج ۲، ص ۶۷۔ (مہاجرین کا جھنڈا)
۶۲	ابو مرثد	قیس عیلان/ بنو غنی	سیف البحر سریہ حمزہ	ایضاً: ج ۲، ص ۶
۶۳	مقداد بن عمرو	قضاعہ/ بہراء	سریہ سعد بن ابی وقاص	ایضاً: ج ۲، ص ۷
۶۴	مقداد بن عمرو	قضاعہ/ بہراء	غطفان	ایضاً: ج ۲، ص ۸۰
۶۵	خزاعی بن نہم	مزینہ	فتح مکہ	واقدی: ۸۰۰
۶۶	نعمان بن مقرن	مزینہ	فتح مکہ	ایضاً
۶۷	عبداللہ بن عمرو	مزینہ	فتح مکہ	ایضاً
۶۸	بلال بن حارث	مزینہ	فتح مکہ	ایضاً
۶۹	بریدہ بن حصیب	اسلم	فتح مکہ	ایضاً
۷۰	بریدہ بن حصیب	اسلم	سریہ اسامہ بن زید	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۹۰
۷۱	ناجیہ بن اعجم	اسلم	فتح مکہ	واقدی: ۸۰۰
۷۲	سوید بن صخر	جہینہ	فتح مکہ	ایضاً
۷۳	زید بن خالد (ابوزرعہ)	جہینہ	فتح مکہ	ایضاً۔ نیز دیکھیں۔ اصابہ: ۲۸۹۵
۷۴	عبداللہ بن بدر	جہینہ	فتح مکہ	واقدی: ۸۰۰
۷۵	بشر بن ابی سفیان	خزاعہ/کعب	فتح مکہ	ایضاً: ۸۰۱
۷۶	ابن شریح	خزاعہ/کعب	فتح مکہ	ایضاً
۷۷	عمرو بن سالم	خزاعہ/کعب	فتح مکہ	ایضاً

اصحاب المغانم

	صاحب المغانم	قبیلہ	مہم	حوالے
۱۔	محمد بن مسلمہ	اوس/ حارث	قینقاع	ابن سعد: ج ۲، ص ۳۰
۲۔	محمد بن مسلمہ	اوس/ حارث	بنونضیر	ایضاً: ج ۲، ص ۵۷
۳۔	محمد بن مسلمہ	اوس/ حارث	قریظہ	واقدی: ۵۰۹
۴۔	منذر بن قدامہ	اوس	قینقاع	ابن سعد: ج ۲، ص ۲۹
۵۔	سعد بن زید	اوس/ عبدالاشہل	قریظہ	ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۴۵۔ واقدی: ۵۹۱۔۵۹۲
۶۔	عبداللہ بن کعب	خزرج/ نجار	بدر	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۸
۷۔	عبادہ بن صامت	خزرج	قینقاع	ایضاً: ج ۲، ص ۲۹
۸۔	سعد بن عبادہ	خزرج/ ساعدہ	قریظہ	واقدی: ۵۲۳
۹۔	فروہ بن عمرو	خزرج/ بیاضہ	خیبر	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۰۷
۱۰۔	زید بن ثابت	خزرج/ نجار	طائف	واقدی: ۹۴۹
۱۱۔	زید بن ثابت	خزرج/ نجار	جعرانہ	ایضاً: ۹۵۲
۱۲۔	ابوقتادہ	خزرج/ سلمہ	سریۃ علی طرف الفلس	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۴
۱۳۔	علی بن ابی طالب	قریش/ ہاشم	بنوقریظہ	واقدی: ۵۱۳
۱۴۔	زبیر بن عوام	قریش/ اسد	بنوقریظہ	ایضاً
۱۵۔	عمر بن خطاب	قریش/ اعدی	جعرانہ	ایضاً: ۹۵۲
۱۶۔	ابوسفیان بن حرب	قریش/ بنی امیہ	۔	کتانی: ج ۱، ص ۳۸۰
۱۷۔	مسعود بن عمر	کنانہ/ غفار	حنین	ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۵۹
۱۸۔	ابورہم کلثوم بن حصین	کنانہ/ غفار	جعرانہ	واقدی: ۹۵۲

۱۹۔	صالح شقران	مولائے رسول	بدر	ایضاً: ۱۰۵
۲۰۔	صالح شقران	مولائے رسول	مریسیع	ابن سعد: ج ۲،ص ۶۴
۲۱	بریدہ بن حصیب	اسلم	مریسیع	ایضاً
۲۲	محمیہ بن جزء	زبید	مریسیع	ایضاً
۲۳	محمیہ بن جزء	زبید	قریظہ	ایضاً: ج ۲،ص ۷۵
۲۴	بدیل بن ورقاء	خزاعہ	حنین	واقدی: ج ۳، ص ۹۸۳
۲۵	ابورافع	مولائے رسول	بنونضیر	واقدی: ۳۷۹
۲۶	عبداللہ بن سلام	بنوقینقاع	قریظہ	ابن سعد: ج ۲،ص ۷۵

امرائے حج

	امراء حج	قبیلہ	موقع	حوالے
ا۔	ابوبکرؓ	قریش/تیم	۹ ہجری	ابن سعد: ج ۲، ص ۱۶۸
۲۔	عتاب بن اسید	قریش/امیہ	۸ ہجری	ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۰۰

متولی وساقی حرم

	متولی وساقی حرم	قبیلہ	عہدہ	حوالے
ا۔	عثمان بن طلحہ	قریش/عبدالدار	حجابہ (۱)	ابن سعد: ج ۲،ص ۱۳۷
۲۔	عباس بن عبدالمطلب	قریش/ہاشم	سقایہ (۲)	ایضاً

ا۔ مستقل متولی اور کلید بردار کعبہ۔

۲۔ مستقل سقایہ کے عہدے دار۔

موذنین رسول

	موذن	قبیلہ	تقرری کی جگہ	حوالے
۱۔	بلال حبشی	مولائے رسول	مدینہ/مسجد نبوی	ابن سعد: ج ۱، ص ۲۴۸۔ نیز دیکھیں کتانی: ج ۱، ص ۷۴
۲۔	عمرو بن ام مکتوم	قریش	مدینہ/مسجد نبوی	کتانی: ج ۱، ص ۷۴
۳۔	عثمان بن عفان	قریش/امیہ	مدینہ/مسجد نبوی	بلاذری: ۵۲۷۔ کتانی: ۷۶
۴۔	ابومحذورہ	قریش/جمح	مکہ/جعرانہ	بلاذری: ۵۲۶
۵	سفیان بن قیس	کندہ	قبیلہ کندہ کے موذن	
۶	زیاد بن حارث	صداء	۔	کتانی: ج ۱، ص ۷۴
۷	عبدالعزیز بن اصم	مولائے رسول	مدینہ	کتانی: ج ۱، ص ۷۴
۸	ثوبان	مولائے رسول	مدینہ	کتانی: ج ۱، ص ۷۶
۹	سعد القرظ	مولیٰ عمار بن یاسر	مسجد قبا	ایضاً

معاہدات نبوی اور قبائل کی شیرازہ بندی

اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب قبائل کے ساتھ دوستی کے تعلقات قائم کرنے شروع کر دیے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل سے معاہدات کیے۔ ان معاہدات سے قبائل کو آپس میں جوڑنے، ریاستی نظم ونسق چلانے اور اسلام کی تبلیغ وترویج میں بہت امداد ملی۔

معاہدات نبوی کی عمومی تقسیم

الف۔ اسلامی ریاست کے قیام وارتقا اور امت مسلمہ کے دفاع کے لیے معاہدات

ا۔ بیعت عقبہ ثالثہ ۲۔ عقد مواخاۃ ۳۔ دستور مدینہ

ب۔ مدینہ (اسلامی ریاست) کے مغرب میں تجارتی راستے پر آباد قبائل سے معاہدات

ج۔ اطراف عرب میں مختلف بادشاہوں کی طرف مکاتیب برائے تبلیغ۔

د۔ اطراف عرب میں بڑی طاقتوں کے زیر اثر ریاستوں اور دیگر علاقوں کے ساتھ اہم معاہدات نبوی۔

ھ۔ متفرقات

بیعت عقبہ ثالثہ

اسلامی ریاست کے قیام، اس کے لیے محفوظ مرکز کے حصول اور مہاجرین و انصار کی بکھری قوت کی شیرازہ بندی کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں جو معاہدہ کیا، اسے بیعت عقبہ (ثالثہ) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے یہ عہد لیا کہ اللہ کی بندگی کرو گے، اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراؤ گے، مہاجرین کو ٹھکانہ دو گے اور اپنے بال بچوں کی طرح ان کی بھی حفاظت کرو گے اور ہر حالت میں میری اطاعت کرو گے۔ (۱)

اپنی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وعدہ کیا اور ان کو یہ یقین دہانی کرائی کہ میرا خون تمہارا خون اور تمہاری حرمت میری حرمت ہے۔ میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو، تم جس سے لڑو گے، میں بھی اس سے لڑوں گا اور جس سے تم صلح کرو گے، میں بھی اس سے صلح کروں گا۔ (۲)

بیعت عقبہ اور مقاصد نبوی

الف۔ معاہدے کی مذکورہ تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ یہ محض قبول اسلام ہی کی بیعت نہ تھی، بل کہ یہ ایک عظیم سیاسی و دفاعی معاہدہ تھا، جس کے ذریعے ایک طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1]۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۴۴۲۔ ابن کثیر: ج ۳، ص ۱۶۰۔۱۶۱

[2]۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۴۴۲ تا ۴۴۳۔ ابن کثیر: ج ۳، ص ۱۶۱

نے مکے کے مسلمانوں کی پر امن رہائش کا مسئلہ حل فرما دیا تو دوسری طرف اسلامی ریاست کے مرکز کے لیے پر امن جگہ بھی حاصل کر لی۔

ب۔ قبل از اسلام انصار مدینہ (اوس وخزرج) باہمی انتشار کا شکار تھے۔ (۱) وہ آپس کی لڑائیوں میں طاقت حاصل کرنے کے لیے یہود اور دیگر قبائل کو حلیف بناتے تھے۔ (۲) اس معاہدے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باہمی انتشار و دشمنی کو ختم کر کے انہیں باہم جوڑنے کا بندوبست بھی فرمایا، چناں چہ اوس وخزرج کو ایک مرکزی کمیٹی (نقبا) کے تحت جمع کیا گیا۔ (۳) اس کمیٹی کے ممبران (نقبا) اپنے قبیلوں میں غیر معمولی حیثیت رکھتے تھے۔ (۴)

ان نقبا کو سیاسی قائد و منتظم کا درجہ دے کر اوس وخزرج کو ایک وفاق میں باندھ دینا مقصود تھا، چناں چہ انصار نے ان (قائدین) کو اپنا سیاسی قائد تسلیم کر لیا، اس طرح اوس اور خزرج کی شیرازہ بندی کی صورت ممکن ہوئی۔

عمومی جائزہ

الف۔ اس معاہدے کے ذریعے اسلامی ریاست کا قیام ممکن ہوا اور مرکز ریاست کا بندوبست ہوا۔ دوسرے لفظوں میں بیعت عقبہ ثالثہ اسلامی مملکت کا سنگ بنیاد ثابت ہوئی۔

ب۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قائد اعلیٰ کی حیثیت سے بھی تسلیم کر لیا گیا۔

ج۔ اس معاہدے کے ذریعے مسلمانوں کی بکھری ہوئی قوت کو ایک جگہ جمع کیا گیا اور ان کے لیے امن اور عزت سے رہنے کا انتظام کیا گیا۔

۱۔ اوس وخزرج کی باہمی لڑائیاں خاصی مشہور ہوئیں، مثلاً جنگ سمیر، حرب کعب، حرب حاطب، حرب بعاث وغیرہ۔ ابن الاثیر: ج ۱، ص ۶۸۰۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ایام العرب فی الجاہلیۃ: ص ۶۲

۲۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۴۲۸، ایام العرب فی الجاہلیۃ: ص ۷۵۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ص ۲۵۳

۳۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۴۴۳

۴۔ ایضاً: ج ۱، ص ۴۴۳ تا ۴۴۴۔ ابن سعد: ج ۳، ص ۶۰۳ تا ۶۱۶

د۔ ایک غیر سیاسی، منتشر اور غیر منضبط معاشرے کو ایک منظم اور متحد سیاسی معاشرے میں تبدیل کرنے کے عمل کی بنیاد رکھ دی گئی۔

مواخات مدینہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی مرسل اور ایک تسلیم شدہ قائد کی حیثیت سے مدینے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاصی تعداد میں مہاجرین بھی تھے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور کچھ (افراد) بعد میں مہاجر ہوئے اور یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے مال ومتاع اور گھر بار کی قربانی کر کے مدینہ ہجرت کی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے معاش و معاد کے بندوبست کے لیے بیعت عقبہ ثالثہ کی صورت میں بھی انتظام فرما لیا تھا۔ اب عملی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے مسلمان باشندوں یعنی انصار و مہاجرین کے مابین عقد مواخاۃ قائم کیا، چناں چہ طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کا باہم اس شرط پر عقد مواخات کر دیا کہ حق پر ساتھ دیں گے، باہم ہم دردی وغم خواری کریں گے، اور ذوی الارحام کے بغیر مرنے کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔(۱)

ا۔ عقد مواخاۃ اور مہاجرین کی آبادکاری

عقد مواخاۃ کی صورت میں مہاجرین کے لیے مدینے میں آباد ہونا آسان ہو گیا۔ اس معاہدے کی وجہ سے انصار نے مہاجرین کو اپنے برابر کی سطح پر اموال وغیرہ کی پیش کش کی تھی، چناں چہ انھوں نے اپنی افتادہ زمینیں مہاجرین کو دے دیں۔ بعض مہاجرین نے وہاں رہائش بھی اختیار کی۔(۲) مواخاۃ کا یہ سلسلہ بعد تک جاری رہا اور لوگ مدینے میں آ کر آباد ہوتے

۱۔ ابن سعد: ۱، ۲۳۸۔ ابن قیم: ج ۴، ص ۶۳۔ ۶۴، ذوی الارحام کے بغیر وارث ہونے کی شق غزوہ بدر کے بعد ختم کر دی گئی۔ بلاذری: ۱: ۲۷

۲۔ بخاری: باب بنیان الکعبہ: ج ۱، ص ۵۶۱۔ یاقوت: ج ۵، ص ۸۶۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۳۸

رہے۔(۱)

۲۔عقد مواخاۃ اور مدینے میں یہود کی معاشرتی اجارہ داری کا خاتمہ

انصار مدینہ کی اکثریت زراعت کے پیشے سے منسلک تھی۔(۲) جب کہ دوسری طرف یہود تمام تجارتی مراکز اور بازاروں پر قابض تھے اور سود کا کاروبار بھی کرتے تھے، چناں چہ معیشت پر ان کی اجارہ داری تھی۔(۳) ادھر مدینہ ہجرت کرنے والوں میں بھی زیادہ تر لوگ تاجر پیشہ تھے،(۴) چناں چہ جلد ہی انہوں نے مسلمانان مدینے میں تجارت کو فروغ دیا۔(۵) جس سے

۱۔جن مہاجرین وانصار کے درمیان یہ عقد ہوا ان کی تعداد ۹۰ یا ۱۰۰ ہے۔ابن سعد: ج۱،ص ۲۳۸۔کل مہاجرین وانصار سے یہ تعداد بہت کم ہے،لیکن قرین قیاس یہ ہے کہ چوں کہ یہ مواخاۃ انس بن مالک کے گھر ہوئی تھی، لہٰذا یہ وہ مہاجرین وانصار تھے جو وہاں موجود ہوں گے۔ابن قیم: ۶۳۔ بعد میں آنے والے مہاجرین کا انصار سے مواخاۃ کا سلسلہ بعد تک چلتا رہا۔غالباً اس کا انحصار مہاجرین کی انفرادی و اجتماعی آمد پر تھا کہ جو فرد یا گروہ مہاجر بن کر آتا، وہ مواخاۃ کے اس موثر اور فعال عہد کے ذریعے مسلمانوں کے منظم معاشرے میں شامل کر دیا جاتا،مثلاً حضرت جعفر بن ابی طالب جب ۷ھ میں حبشہ سے مدینے آئے تو انہیں اس وقت اس رشتہ مواخاۃ میں شامل کیا گیا۔اصابہ:۱۱۶۶۔اسد الغابہ:۷۵۹۔بنی نجار کے نقیب جب فوت ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان سے اپنی مواخاۃ قائم کی۔ابن ہشام: ج۱،ص ۵۰۸،حضرت امیر معاویہ سے حتات بن یزید کی مواخاۃ قائم کی گئی، جب کہ حضرت حتات وفد بنو تمیم میں حاضر ہوئے تھے۔اصابہ: ۱۶۱۲۔اسد الغابہ:۱۰۷۸۔مواخاۃ کے اس سلسلے کی ایک اور مثال حضرت ابی الدرداء اور حضرت سلمان فارسی کی باہم مواخاۃ ہے، جب کہ حضرت سلمان فارسی غزوہ احد اور خندق کے درمیان اسلام لائے تھے۔بخاری: ج۱،ص ۵۶۱۔ابن ہشام: ج۱،ص ۵۰۶۔ بلاذری: ۲۷۱۔نیز سمہودی نے تاریخ مدینہ میں لکھا ہے کہ وفد حبشہ میں نجاشی کا بیٹا بھی شامل تھا اور اس نے حضرت علی سے موالات یا بھائی چارہ بھی قائم کیا تھا،بہ حوالہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی:ص ۱۳۰

۲۔بخاری، کتاب المزارعۃ: ج۱،ص ۳۱۳۔نیز ملاحظہ ہو کتاب المساقاۃ: ج۱،ص ۳۲۰

۳۔یہودی تاجر ابو رافع کو پورے حجاز کے تاجر کا لقب دیا گیا تھا۔بخاری، کتاب المغازی (باب قتل ابو رافع): ج۲،ص ۵۷۷۔مدینے میں سود کی کثرت تھی۔ملاحظہ ہو عبد اللہ بن سلام کا بیان، بخاری: ج۱،ص ۵۳۸

۴۔سورۃ القریش۔نیز ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد میں ابو سفیان کا بیان جو اہل مکے کی اکثریت کے تاجر پیشہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ابن سعد: ج۲،ص ۱۳

۵۔بخاری: ج۱،ص ۵۶۱ پر عبد الرحمن بن عوف کی مثال۔نیز دیکھیں ابن سعد: ج۲،ص ۵۹ تا ۶۰

یہود کی معاشی اجارہ داری کا خاتمہ ہوا۔

۳۔عقد مواخاۃ اور مہاجرین کی نفسیاتی حوصلہ افزائی

کوئی آدمی بڑی سے بڑی قربانی دے کر اپنے گھر بار، مال ومتاع کو قربان کر دیتا ہے، لیکن وہ تعلق جو فطرت نے باہمی عصبیت کا جوڑ رکھا ہے وہ نہیں ٹوٹ پاتا۔مہاجرین نے بھی اگرچہ گھر بار، عزیز واقارب اور مال واسباب قربان کر کے ہجرت کی تھی، لیکن ان تمام بیش قیمت اشیا کے چھوٹ جانے کا فطری وطبعی ملال اور مدینے کی اجنبیت باقی تھی۔ اس بھائی چارے (عقد مواخاۃ علی الحق والمواساۃ و یتوارثون بعد الممات) سے ان کو اپنائیت کا ایک خاص انداز میسر ہوا اور طبعی ونفسیاتی اعتبار سے ان کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

۴۔عقد مواخاۃ کا اصلاحی وتبلیغی پہلو

قریش تاجر پیشہ قوم تھی، جب کہ انصار زیادہ تر کاشت کار تھے، جس کی وجہ سے قریش ان کو اپنے سے کم تر خیال کرتے تھے۔(۱) تجارت پیشہ ہونے کی وجہ سے وہ معاشی طور پر، اور کعبے کے متولی ہونے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مذہبی طور پر برتر سمجھتے تھے۔(۲) عقد مواخاۃ کے ذریعے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان پر ہر قسم کی ایسی دیواروں کو گرا دیا، جو اتحاد واتفاق اور باہمی تعلق کے راستے میں رکاوٹ کا سبب تھیں۔ گویا عقد مواخاۃ کے ذریعے یہ اصول سامنے آیا کہ انسانوں کے باہمی تعلق اور ہم آہنگی، اتحاد واتفاق اور دیگر تمام وابستگیوں کی بنیاد وطن، رنگ، نسل اور پیشے پر نہیں، بل کہ صرف اسلام پر ہے۔

۵۔عقد مواخاۃ اور قبائل کی شیرازہ بندی

مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے آنے والے اکثر مہاجرین کا تعلق عدنانی قبائل سے تھا، جو مکہ مکرمہ، حجاز اور اطراف کے صحرائی علاقوں میں آباد تھے۔ان میں شہری لوگ تاجر پیشہ تھے اور

۱۔ابن ہشام: ج۱،ص ۶۲۵۔مجمع البحار: ج۱،ص ۶۸ (غزوۂ بدر) نیز دیکھیں ندوی۔ارض قرآن: ج۲، ص ۳۶۲

۲۔طبری: ج۲،ص ۲۵۶ تا ۲۵۸

صحرائی لوگوں کا اپنا الگ تمدن تھا۔(۱) جب کہ دوسری طرف مدینہ منورہ میں آباد اوس وخزرج کا تعلق قحطانی قبائل سے تھا۔(۲) ان کی تہذیب و ثقافت صحرائی عربوں اور مکے کے شہری تاجروں سے مختلف تھی۔

ان دونوں مختلف قبیلوں کے تہذیبی وتمدنی فرق کو ختم کرنا بھی ضروری تھا، تاکہ ان کا باہمی اتحاد وتقارب ہوجائے۔علاوہ ازیں ان کے لیے ایسا انداز تربیت اختیار کرنا بھی ضروری تھا کہ جس سے یہ دونوں (عدنانی وقحطانی) قبائل ایک دوسرے کی اچھی خصلتوں اور مفید باتوں کو ایسے اختیار کرلیں کہ آپس میں کسی قسم کا نسلی تعصب بھی نہ ابھرے۔

اس ساری صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخاۃ جیسا اہم معاشرتی فیصلہ کیا، چناں چہ اس بھائی چارے سے عدنانی وقحطانی قبائل کی اہم شاخیں آپس میں اس طرح شیر وشکر ہوگئیں کہ خونی رشتے سے بھی زیادہ۔ان کی باہمی محبت، ایثار وقربانی کا تذکرہ قرآن مجید نے یوں کیا:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ (۳)

اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہی کیوں نہ ہوں۔

دستور مدینہ

بیعت عقبہ اور عقد مواخاۃ کی شکل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست و سیاست کا آغاز کر دیا اور مسلمانوں کو باہمی جوڑ کر ایک مرکز میں اکٹھا کر دیا۔اسلامی ریاست کے داخلی استحکام کو بہ حال رکھنے کے ساتھ ساتھ بیرونی خطرات سے مدافعت کا انتظام بھی ضروری تھا اور یہ حقیقت ہے کہ کسی ریاست کا استحکام تب ہی ممکن ہوسکتا ہے کہ جب اس کو اندرونی اختلافات اور انتشار سے محفوظ رکھا جائے۔اندرونی اختلافات وانتشار سے حفاظت اسی صورت میں ممکن ہوسکتی ہے کہ ریاستی باشندوں کے حقوق وفرائض کا ٹھیک تعین کیا

۱۔ ملاحظہ ہو اہل الوبر کی تفصیل گزشتہ ص ۱۳، ۱۴

۲۔ قلقشندی۔نہایۃ الارب: ۹۳، ۹۴

۳۔ الحشر: ۹، دیکھیں مودودی: ج ۵، ص ۳۹۵

جائے اور بلا تفریق ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔

ہجرت نبوی کے بعد اسلامی ریاست کا ابتدائی حال یہ تھا کہ اس میں مختلف رنگ ونسل اور مختلف مذاہب کے لوگ بستے تھے مثلاً:

الف۔ مدینے کے یہود قبائل۔

ب۔ اوس وخزرج کے مختلف بطون۔

ج۔ مسلمان مہاجرین جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔

ان تمام افراد وقبائل کے حقوق وفرائض کا تعین اور ان میں وحدت پیدا کرنا انتہائی ضروری امر تھا، چناں چہ اس کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قانون بنایا، جسے دستور مدینہ کا نام دیا جاتا ہے۔

دستور مدینہ:

۱۔ یہ ایک حکم نامہ ہے نبی اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش اور اہل یثرب میں سے ایمان اور اسلام لانے والوں اور ان لوگوں کے مابین جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہم راہ جنگ میں حصہ لیں۔

۲۔ تمام لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت (امت) ہوگی، ۳۔ قریش سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے محلے پر (ذمے دار) ہوں گے اور اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے، تاکہ اہل ایمان کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو، ۴۔ بنی عوف اپنے محلے پر (ذمے دار) ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے، ۵۔ بنی حارث بن خزرج، ۶۔ بنو ساعدہ، ۷۔ بنو جشم، ۸۔ بنو نجار، ۹۔ بنو عمرو بن عوف، ۱۰۔ بنو نبیت، ۱۱۔ اور بنو اوس اپنے محلوں پر ذمے دار ہوں گے اور حسب سابق اپنے خون بہا باہم مل کر ادا کریں گے، ۱۲۔ ایمان والے کسی قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے کو مدد دیے بغیر نہ چھوڑیں گے، تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو، ۱۳۔ کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے مولا (معاہداتی بھائی) سے خود معاہدہ برادری نہیں کرے گا۔

۱۴۔ متقی ایمان والوں کے ہاتھ ہر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے، جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرنا چاہے یا گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے یا ایمان والوں میں فساد

پھیلانا چاہیے اور ان کے ہاتھ سب مل کر ایسے شخص کے خلاف اٹھیں گے، خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۵۔ خدا کا ذمہ ایک ہی ہے، ان (مسلمانوں) کا ادنیٰ ترین فرد بھی کسی کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا۔ (ساری دنیا کے) لوگوں کے مقابل ایمان والے باہم بھائی بھائی ہیں۔

۱۶۔ اور یہ کہ یہودیوں میں سے جو ہماری اتباع کرے گا اسے مدد اور مساوات حاصل ہوگی، نہ ان پر ظلم کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

۱۷۔ اہل ایمان کی صلح ایک ہی ہوگی، اللہ کی راہ میں لڑائی ہو تو کوئی ایمان والا کسی دوسرے ایمان والے کو چھوڑ کر (دشمن سے) صلح نہیں کرے گا، جب تک کہ (یہ صلح) ان سب کے لیے برابر اور یک ساں نہ ہو۔

۱۸۔ اور ان تمام ٹکڑیوں کو جو ہمارے ہم راہ جنگ کریں، باہم نوبت بہ نوبت چھٹی دلائی جائے گی۔

۱۹۔ ایمان والے باہم اس چیز کا انتقام لیں گے، جو خدائی راہ میں ان کے خون کو پہنچے۔

۲۰۔ ا۔ بے شک متقی ایمان والے سب سے اچھے اور سب سے سیدھے راستے پر ہیں،
۲۔ کوئی مشرک (غیر مسلم رعیت) قریش کی جان اور مال کو کوئی پناہ نہ دے گا اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی مومن کے آڑے آئے گا۔

۲۱۔ اور جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے اور ثبوت پیش ہو تو اس سے قصاص لیا جائے گا، بہ جز اس کے کہ مقتول کا ولی خون بہا پر راضی ہو جائے، تمام ایمان والے اس کی تعمیل کریں گے۔ انہیں اس کے سوا کوئی اور چیز جائز نہیں۔

۲۲۔ اور کوئی ایمان والا جو اس دستور العمل کے مندرجات (کی تعمیل) کا اقرار کر چکا ہو تو اس کو یہ بات جائز نہیں کہ کسی قاتل کو مدد یا پناہ دے۔

۲۳۔ جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف ہو تو اس میں خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کیا جائے گا۔

۲۴۔ اور یہودی اس وقت تک مسلمانوں کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں

گے، جب تک وہ مل کر جنگ کرتے رہیں۔

۲۵۔ بنی عوف کے یہودی بھی مومنین کے ساتھ ایک سیاسی وحدت (امت) تسلیم کیے جاتے ہیں۔ یہودیوں کے لیے ان کا دین ہوگا، موالی ہوں یا اصل۔ ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوا کوئی مصیبت میں نہ پڑے گا۔

۲۶۔ بنی النجار، ۲۷۔ بنی الحارث، ۲۸۔ بنی ساعدہ، ۲۹۔ بنی جشم، ۳۰۔ بنی الاوس، ۳۱۔ بنی ثعلبہ، ۳۲۔ اور جفنہ کو بھی جو (قبیلہ) ثعلبہ کی شاخ ہے سب کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔ ہاں جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوا کوئی مصیبت میں نہیں پڑے گا۔

۳۳۔ بنی الشطیبہ کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو اور وفاشعاری ہو نہ کہ عہد شکنی۔

۳۴۔ ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو کہ اصل کو۔

۳۵۔ یہودیوں (کے قبائل) کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو کہ اصل کو۔

۳۶۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر (فوجی کارروائی کے لیے) ان میں سے کوئی نہیں نکلے گا۔

۳۷۔ کسی مار اور زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی اور جو خون ریزی کرے گا، تو اس کی ذات اوا اس کا گھرانہ ذمے دار ہوگا، ورنہ ظلم ہوگا اور خدا اس کے ساتھ ہے جو اس دستور العمل کی زیادہ وفاشعارانہ تعمیل کرے۔

۳۸۔ یہودیوں پر ان کے خرچے کا بار ہوگا اور مسلمانوں پر ان کے خرچے کا۔

۳۹۔ اور جو کوئی اس دستور سے جنگ کرے تو ان (یہودیوں اور مسلمانوں) میں باہم امداد عمل میں آئے گی اور ان میں باہم حسن مشورہ اور بہی خواہی ہوگی اور وفاشعاری ہوگی نہ کہ عہد شکنی۔

۴۰۔ اور یہودی اس وقت تک اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل کر جنگ کرتے رہیں۔

۴۱۔ اور یثرب کا جوف (یعنی میدان جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے) اس دستور والوں کے لیے ایک حرم (مقدس مقام) ہے۔

۴۲۔ پناہ گزین سے وہی برتاؤ ہوگا جو اصل (پناہ دہندہ) کے ساتھ، نہ اس کو ضرر پہنچایا جائے گا اور نہ وہ خود عہد شکنی کرے گا۔

۴۳۔ اور کسی پناہ گاہ میں وہاں والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہ دی جائے گی۔

۴۴۔ اس دستور والوں میں جو کوئی قتل یا جھگڑا رونما ہو، جس سے فساد کا ڈر ہو تو اس میں خدا اور خدا کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے (جن پر خدا کی توجہ اور سلامتی ہو) رجوع کیا جائے گا۔

۴۵۔ قریش اور ان کے معاونین کو کوئی پناہ نہیں دی جائے گی۔

۴۶۔ اور ان (یہودیوں اور مسلمانوں) میں باہم مدد دہی ہوگی، اس کے خلاف جو یثرب پر حملہ آور ہو۔

۴۷۔ اور اگر ان کو کسی صلح میں مدعو کیا جائے تو وہ بھی صلح کریں گے اور اس میں شریک رہیں گے اور اگر وہ کسی ایسے ہی امر کے لیے بلائیں تو مومنین بھی ان کے ساتھ ایسا ہی کریں گے، بہ جز اس کے کہ کوئی دینی جنگ کرے۔

۴۸۔ ہر گروہ کے حصے میں اس کے مقابل کی (مدافعت) آئے گی۔

۴۹۔ اوس کے یہود، ان کے موالی اور خود ان کے لیے وہی حقوق ہوں گے، جو اس دستور والوں کے لیے ہیں۔ دستور والوں کے ساتھ مکمل وفا شعاری ہوگی نہ کہ عہد شکنی۔

۵۰۔ یہ دستور کسی ظالم اور غدار کے آڑے نہ آئے گا، جو جنگ کو نکلے یا مدینے میں رہے ہر دو امن کے مستحق ہیں، بہ جز اس کے جو ظلم کرے یا غداری کرے۔

۵۱۔ اللہ ان کا محافظ ہے جو وفا شعار اور پرہیز گار ہیں اور اللہ کا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔(۱)

۱۔ احمد بن حنبل، مسند: ج ۱، ص ۲۷۱، ج ۲، ص ۲۰۴۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۵۰۱ تا ۵۰۴۔ نیز ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر: ۱

دستور مدینہ اور اسلامی ریاست کا داخلی و خارجی استحکام

۱۔ داخلی امن و استحکام کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شہر اور اس کے مضافات کو حرم کی حیثیت سے تسلیم کروا دیا۔ (۱) جس کی وجہ سے مدینے کے اندر قتل و غارت گری حرام ٹھہری اور پورا شہر حرم کی حیثیت اختیار کر گیا۔ داخلی امن و سلامتی کے قیام اور انتشار کی روک تھام کے لیے یہ قانون بنایا کہ ہر فرد کی جان، مال، عزت و آبرو محفوظ ہو گی۔ ظالم، فسادی اور باغی شخص کا ساتھ کوئی نہیں دے گا، بل کہ سب مل کر ظالم اور فسادی لوگوں کا مقابلہ کریں گے، خواہ وہ فسادی یا باغی کسی کا قریبی رشتے دار ہی کیوں نہ ہو۔ (۲)

۲۔ مذہبی آزادی اور مساوات

تمام قبائل کو مذہبی آزادی دی گئی۔ یہی وجہ تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کے مقدمات میں ان ہی کے شخصی قوانین اور کتابوں کے مطابق فیصلے فرمایا کرتے تھے۔ (۳)

نوزائیدہ سیاسی وحدت میں اخوت و مساوات کو سرفہرست رکھا گیا۔ ریاست میں بسنے والے یہودیوں کو مسلمان رعایا کے ساتھ سیاسی و تمدنی حقوق میں برابری عطا کی گئی اور ان کے معاہداتی رشتے دار (موالی، بطن و بطانہ) کو حقوق اور ذمے داریوں میں عام اور اصلی یہودیوں کے برابر ٹھہرایا گیا۔ (۴)

۳۔ خارجی مدافعت

اسلامی ریاست پر حملے کی صورت میں بیرونی دشمنوں سے مل کر نقصان پہنچانے میں زیادہ خطرہ یہود سے تھا، چناں چہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسلمانوں کے برابر سہولیات و مراعات دینے کے علاوہ ان سے خاص جنگی حلیفی بھی کی، جس میں صراحت سے ذکر کیا گیا کہ

---

[1] ۔ ملاحظہ ہو دستور مدینہ کی شق نمبر ۴۱

[2] ۔ ایضاً شق نمبر ۱۳، ۱۴، ۲۱، ۲۲، ۵۰ وغیرہ

[3] ۔ ابوداود، کتاب الحدود: ج ۲، ص ۲۶۲۔ شق نمبر: ۲۵

[4] ۔ دستور مدینہ کی شق نمبر ۱۶، ۲۵، ۳۵

یہودی ان سب سے لڑیں گے جن سے مسلمان لڑیں اور ان سب سے صلح کریں گے جن سے مسلمان صلح کریں اور وہ مدینے کی مدافعت میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔(۱)

یہود مدینے کے ساتھ اس خصوصی جنگی حلیفی کا فائدہ یہ ہوا کہ خود یہود کے ساتھ کم از کم ایک سال تک تعلقات خراب نہیں ہوئے، اور نہ ہی انہوں نے اسلامی ریاست کے خلاف کوئی سازش کی۔ علاوہ ازیں مشرکین مکہ جو مسلمانوں کے صف اول کے دشمن تھے، ابتدائی دور میں یہود کی اعانت سے محروم رہے۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کے خلاف کارروائی کے لیے مشرکین مکہ نے یہود کی بہ جائے عبداللہ بن ابی (منافق) سے رابطہ کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا جائے یا انہیں مدینے سے نکال باہر کیا جائے۔(۲)

۴۔ دستور مدینہ اور قبائلی روایات

اس قانونی معاہدے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کی اکثر روایات اور ان کے انتظامی ڈھانچے کو بہ حال رکھا، مثلاً:

الف۔ عہد جاہلیت سے قبائل میں یہ طریقہ چلا آرہا تھا کہ ہر قبیلے کی سطح پر ایک نقیب مقرر ہوتا تھا۔(۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شہر کو محلوں کی سطح پر منقسم کر کے ہر قبیلے و محلے میں ایک نقیب مقرر کر دیا۔(۴)

ب۔ فدیے اور خون بہا کے پرانے طریقے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ حال رکھا۔(۵)

ج۔ یہودیوں کے معاشرتی و خانگی مسائل میں کوئی مداخلت نہیں کی گئی، بل کہ انہیں دین، عقیدہ، قانون اور دوسرے رسوم میں آزاد رکھا گیا۔

د۔ دیت، فدیہ، جوار، پناہ دہی اور معاہداتی رکنیت قبیلہ وغیرہ کی گزشتہ روایات و

۱۔ دستور مدینہ کی شق نمبر ۲۵، ۳۹ دیکھیں آخری سات شقیں۔

۲۔ ابوداود: ج ۲، ص ۷۲، باب فی خبر النضیر۔

۳۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو گزشتہ ص ۱۶، ۱۷

۴۔ دستور مدینہ کی شق نمبر ۳ تا ۱۱

۵۔ ایضاً

طریقوں کو بہ حال رکھا گیا۔(۱)

دستور مدینے کے مجموعہ نتائج واثرات

۱۔ نوزائیدہ اسلامی ریاست میں داخلی، خارجی اور سیاسی استحکام پیدا ہوا۔

۲۔ بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرنا آسان ہوا۔

۳۔ متضاد اور منتشر افراد وقبائل کو انفرادی محوروں سے نکال کر ایک وفاق کے تحت جمع کیا، جس سے قبائلی افراتفری کا خاتمہ ممکن ہوا۔

۴۔ انصاف رسانی کے لیے لوگوں نے قبیلے کی طاقت حاصل کرنے کے بہ جائے مرکزی ادارے سے رجوع کرنا شروع کر دیا۔(۲) جس کا اہم فائدہ یہ ہوا کہ قبائل میں حقوق کے حصول کے لیے انفرادی کوششوں اور نتیجتاً باہمی دشمنیوں کے چلتے رہنے کا سلسلہ رک گیا۔

۵۔ تمام افراد وقبائل کے حقوق کی حفاظت کی گئی اور ان کی صحیح روایات وطریقہ انتظام کو بہ حال رکھا گیا، جس کا اہم فائدہ یہ ہوا کہ قبائل نے اس قانونی معاہدے (دستور مدینہ) کو کسی ہچکچاہٹ کے بغیر قبول کرلیا۔

مدینہ کے مغرب میں تجارتی راستے پر آباد قبائل سے معاہدات

دستور مدینہ ترتیب دے کر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی ریاست کے نظم ونسق کی بنیاد رکھ چکے اور باشندگان ریاست کی شیرازہ بندی سے کسی قدر فارغ ہو چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف مدینہ کے اہم قبائل کو اپنے ساتھ جوڑنے کا قصد کیا، تاکہ دفاعی، عددی، سیاسی اور معاشی اعتبار سے اسلامی مملکت کو تقویت مل سکے، چناں چہ ہجرت کے بعد جلد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے مغرب میں تجارتی راستے پر آباد قبائل، بنوضمرہ، مدلج،

۱۔ ایضاً ۳ تا ۱۱۔ نیز یہودیوں کے مقدمات میں ان ہی کے شخصی قوانین اور کتب کے مطابق فیصلے کیے جاتے تھے۔ ابوداود، کتاب الحدود: ج ۲،ص ۲۶۲

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے فیصلہ فرمایا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ یہاں انصاف احول زیادہ سہل ہے تو غیر بھی انصاف کے حصول کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے لگے۔ مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو۔ ابوداود: ج ۲،ص ۱۵۴، ۲۶۲، ۲۹۴

غفار، اسلم، جہینہ، اشجع وغیرہ سے معاہدات کیے۔

انصار مدینہ سے ان قبائل کے پرانے تعلقات تھے۔(۱) علاوہ ازیں عمرانی نقطہ نظر سے بھی مدینہ ایک مرکز کی حیثیت سے آس پاس کے قبائل کے لیے تعلق کا باعث تھا، چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تعلقات سے فائدہ اٹھایا اور معاہدات کی صورت میں پرانے تعلقات کو مزید مضبوط بنا دیا۔

مذکورہ بالا تمام قبائل سے جو معاہدات فرمائے، تقریباً سب کا متن قریب قریب معنی رکھتا ہے۔ ان معاہدات کا خلاصہ یوں یہ ہے:

۱۔ ان کی جانیں اور مال پر امن ہیں۔

۲۔ جو ان پر ظلم کرے گا، اس (ظالم) کے خلاف ان (قبائل) کی امداد کی جائے گی۔

۳۔ ان (قبائل) کے لیے بھی (مدینہ کی دفاعی) جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کرنی لازمی ہے۔

مغربی قبائل سے معاہدات نبوی کے فوائد وثمرات

۱۔ دفاعی فوائد

اسلامی ریاست (مدینہ) میں مشرقی جانب زیادہ تر یہودیوں کی آبادیاں تھیں۔(۲) اور مدینے کے اطراف میں آباد قبائل میں زیادہ قریب مغربی راستے پر بنوضمرہ، غفار، جہینہ اور مزینہ وغیرہ تھے۔(۳)

۱۔ زمانہ جاہلیت میں قبیلہ جہینہ اور قبیلہ اشجع خزرج کے اور قبیلہ مزینہ اوس کے حلیف تھے، یہی وجہ تھی کہ جہینہ واشجع نے جنگ بعاث میں خزرج اور مزینہ نے اوس کا ساتھ دیا تھا۔ ابن الاثیر: ج۱، ص ۶۸۰۔ نیز دیکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ۲۷۹

۲۔ ملاحظہ ہو گزشتہ ص ۱۲، ۱۳ پر یہود کے مقامات

۳۔ یہ قبائل مدینے کے مغرب میں تقریباً اسی ۸۰ میل کے فاصلے پر، ینبوع کے قریب بحیرہ احمر کے کنارے آباد تھے۔ ملاحظہ ہو: حموی، معجم البلدان ینبوع: ج ۴، ص ۱۲۷۔ بواط: ج۱، ص ۵۰۳۔ ابواء: ج۱، ص ۷۹۔ زیر تحت

اسلامی ریاست کو یہودیوں کی سازشوں سے بچانے (۱) اور قریش مکہ کے مقابلے میں اپنے حلیف بنانے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا قریبی قبائل کے ساتھ حلیفی اور جنگ بندی کے معاہدے فرمائے۔ چناں چہ ۲ھ ماہ صفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوضمرہ سے جنگ بندی کا معاہدہ فرمایا۔(۲)

اسی سال میں قبیلہ مدلج، (۳) جہینہ، (۴) اسلمہ اور غفار (۵) وغیرہ سے بھی دفاعی معاہدات فرمائے۔

چوں کہ یہ قبائل اہل مکہ کے تجارتی راستے پر آباد تھے، لہٰذا ان کا اہل مکے سے اچھے تعلقات کا ہونا یقینی بات ہے۔ ان قبیلوں میں بنوضمرہ اور بنوغفار قریش کے ہم نسب اور حلیف بھی تھے۔(۶) علاوہ ازیں مشہور قبیلہ جہینہ کے ساتھ بھی ان کے مضبوط تعلقات تھے۔ یہ قبائل اہل مکہ کے تجارتی کاروانوں کو اپنے علاقوں سے بہ حفاظت گزارتے تھے(۷)

قریش کو مندرجہ بالا قبائل کی جنگی امداد سے محروم کرنا اور ان قبائل سے حلیفی قائم کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم دفاعی کامیابی تھی۔

۱۔ اسلامی ریاست کو داخلی طور پر یہودیوں سے خطرہ لاحق ہوسکتا تھا، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ بھی جنگ بندی کا معاہدہ فرمایا تھا: ملاحظہ ہو دستور مدینہ کی شق نمبر: ۱، ۳۹

۲۔ بلاذری: ۲۸۷

۳۔ بنومدلج سے کیے گئے معاہدے کا متن کتب میں نہیں ملتا البتہ قرین قیاس یہ ہے کہ جس طرح کے دفاعی معاہدات دوسرے قریبی قبائل مثلاً بنوضمرہ، جہینہ وغیرہ سے کیے اسی طرح کا معاہدہ ان (مدلج) سے بھی کیا ہوگا۔ معاہدے کا تذکرہ دیکھیں۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۱۰۔

۴۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۸۔ قبیلہ جہینہ کی بعض دوسری شاخوں، بنی شیخ اور بنی الجرمز سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں تعلقات بڑھائے اور انہیں قریب کے علاقے میں زمینیں بھی عنایت فرمائیں۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۲۷۱

۵۔ ابن حبیب: ۱۱۱۱

۶۔ جمہرہ: ۴۶۵۔ ابن حبیب: ۲۶۴۔ نیز دیکھیں جواد علی: تاریخ العرب قبل الاسلام: ج ۷، ص ۳۰۵، ۳۰۶

۷۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۹۵۔ نیز حوالہ نمبر: ۲۵۵

۲۔معاشی فوائد

ان معاہدات کی وجہ سے مغربی تجارتی شاہراہ پر مسلمانوں کا تصرف خاصا مضبوط ہو گیا۔(۱) چناں چہ معاش کے حصول میں جہاں مسلمانوں کے لیے تجارتی راستے محفوظ وسہل ہو گئے، وہاں مشرکین مکہ اوران کے قریب دیگر تاجر پیشہ قبائل اپنی تجارت میں مسلمانوں کے محتاج ہونے لگے۔اس کا ثبوت قبیلہ غطفان کی ایک شاخ اشجع کے وفد سے بھی ملتا ہے کہ جب وہ معاشی کساد بازاری کا شکار ہونے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حلیفی کے تعلقات قائم کرنے کے خواہاں ہوئے، چناں چہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پس وپیش کیے بغیر حلیفی قائم کرلی۔(۲)

جہاں تک رہا اہل مکہ کا معاملہ تو یہ بات واضح ہے کہ ان کی بودوباش کا زیادہ تر انحصار ہی تجارت پر تھا، (۳) ان معاہدات کی وجہ سے وہ (اہل مکہ) بھی معاشی میدان میں مسلمانوں کے محتاج ہونے لگے۔(۴)

۱۔اسی راستے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مزنی سردار کو زمین بھی عنایت فرمائی، جہاں مکے سے بھاگے ہوئے مسلمانوں نے رہنا شروع کر دیا اور کفار کے تجارتی کاروانوں کو ہراساں کرنا شروع کیا، چناں چہ اہل مکہ اتنے تنگ ہوئے کہ خود ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سماجت کی کہ ہم صلح حدیبیہ کی اس شق کو ختم کرنے کو تیار ہیں جس کی وجہ سے مکے سے بھاگے ہوئے مسلمان مدینے نہیں جاسکتے۔دیکھیں ابن ہشام: ج ۲،ص ۳۲۴

۲۔جمہرہ: ۸۲۔ابن سعد: ج ۱،ص ۳۰۶ (وفد اشجع)۔

۳۔سورۃ القریش، المحبر: ۱۶۲۔ازرقی: ۶۱

۴۔(الف) صلح حدیبیہ کی شکل میں مسلمانوں کی سیاسی حیثیت تسلیم کرنے میں جہاں اور کوئی وجوہات تھیں، وہاں ایک وجہ یہ (مسلمانوں کا تجارتی راستے پر اثر ورسوخ) بھی ہوسکتی ہے، کیوں کہ اسی صلح کی وجہ سے ان (قریش مکہ) کو اس تجارتی راستے پر چلنے کی کھلی اجازت مل گئی۔ابوعبید: فقرہ نمبر: ۴۴۱۔نیز بلاذری۔فتوح البلدان: ۳۵۔

(ب) اس وقت مسلمانوں کا تصرف اس تجارتی راستے پر مزید بڑھ گیا جب مکے سے بھاگے ہوئے مسلمانوں کو صلح حدیبیہ کی رو سے مدینے میں رہنے کی اجازت نہ ملے تو انہوں نے (بقیہ صفحہ گذشتہ)

بنوکلب سے حلیفی

بنوکلب قضاعہ کا ایک بڑا خاندان تھا، جو بہ جائے خود ایک قبیلے کی شکل اختیار کر چکا تھا اور دومۃ الجندل کے قریب آباد تھا۔(۱) دومۃ الجندل ایک وسیع تجارتی مرکز تھا۔(۲) علاوہ ازیں حجاز سے شام اور عراق جانے والے راستوں کا مقام اتصال (Junction) تھا، اس لیے عرب تاجروں کے لیے یہ ایک اہم مقام تھا۔(۳)

۶ھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوفؓ کے ذریعے سے بنوکلب کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم فرمائے۔(۴) اسی دوستی کی وجہ سے بنوکلب کا سردار اور دیگر کئی لوگ

(از صفحہ گذشتہ) اس تجارتی راستے پر ایک گھاٹی میں رہنا شروع کر دیا اور قریش کے تجارتی کاروانوں کو تنگ کرنے لگے۔ تفصیل ملاحظہ ہو حوالہ نمبر: ۲۵۷

(ج) معاشی میدان میں مشرکین مکہ کو کم زور کرنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اسلام اور اسلامی ریاست کے خلاف ریشہ دوانیاں ختم کردیں، البتہ یہ حقیقت ہے کہ اسلامی ریاست/مسلمانوں نے ان کی اس کم زوری سے کوئی غیر اخلاقی فائدہ نہیں اٹھایا اور نہ ہی اسلامی ریاست کا یہ مقصد تھا کہ اہل مکہ بھوک اور افلاس کا شکار ہو کر ختم ہو جائیں، یہی وجہ ہے کہ جب یمامہ کے ایک مسلمان سردار ثمامہ بن اثال نے اہل مکہ کے لیے اناج کی ترسیل روک دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھ کر اہل مکہ کے لیے اناج کی ترسیل بہ حال کروادی۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۳۹، علاوہ ازیں جب مکے میں قحط پڑا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکے کی امداد کے لیے پانچ سو اشرفیاں بھیجیں۔ سرخسی: ج ۱۰، ص ۹۲

۱۔ قلقشندی: ج ۱، ص ۳۱۶ نیز بلاذری، انساب الاشراف: ۱۹۔ ۳۷۸

۲۔ زمانہ جاہلیت میں یہاں ایک بڑا بازار بھی لگا کرتا تھا۔ ابن حبیب: ۲۶۳

۳۔ قلقشندی: ج ۱، ص ۲۹۲

۴۔ ۵ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی کہ دومۃ الجندل میں عرب کے تجارتی قافلوں کو تنگ کیا جا رہا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف رخ کیا، لیکن آپ کی یہ مہم ادھوری رہی کیوں کہ قبائل مسلمانوں کے لشکر کو دیکھ کر منتشر ہو گئے تھے۔ ملاحظہ ہو مسعودی: ۲۱۵۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۶۲۔ ۶ھ میں جب وہاں کے ایک بڑے قبیلے سے دوستی کی تو اس کے بعد پھر کوئی ایسی شکایت نہیں آئی۔

مسلمان ہوئے اور جو مسلمان نہ ہوئے، انہوں نے جزیہ دے کر اسلامی ریاست کے ماتحت رہنا قبول کر لیا۔(۱)

اس دوستی کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اہم تجارتی راستے پر اسلامی ریاست کی گرفت مزید مضبوط ہو گئی، نیز اس طرح دومۃ الجندل کے حاکم اکیدر، (جو مسلمانوں کے خلاف تھا) سے اس کے ایک قریبی رشتے دار قبیلہ کو الگ کیا گیا، (۲) نیز اس دوستی کی وجہ سے اسلامی ریاست کے اثرات عرب کی شمالی سرحد تک پھیل گئے۔(۳)

مجموعی نتائج واثرات

۱۔ ان معاہدات سے اسلامی ریاست کے حلیف وجود میں آئے، اس طرح دشمنوں کی تعداد میں کمی اور دوستوں میں اضافہ ہوا۔

۲۔ ان معاہدات کی وجہ سے مدینے کے مغرب میں آباد قبائل کا اہل مکے کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف جنگی کارروائیوں میں حصہ لینے کا اندیشہ ختم ہو گیا۔

۳۔ مغربی تجارتی راستے پر آباد قبائل سے یہ معاہدے قلعہ کی مغربی دیوار ثابت ہوئے، چناں چہ مشرکین کبھی بھی اس راستے کو جنگ میں استعمال نہ کر سکے۔(۴)

۴۔ اہل مکے کی معاشی ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی۔

۵۔ ان معاہدات کی وجہ سے مختلف قبائل کے درجنوں اہم خاندانوں میں اسلام کی روشنی پھیلی۔

---

[۱]۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۸۹

[۲]۔ بنو کلب، دومۃ الجندل کے حاکم، اکیدر کے قریبی رشتے دار تھے۔ بلاذری۔فتوح البلدان: ۶۳۔ بنو کلب سے مسلمانوں کی دوستی تھی۔ چناں چہ ۹ھ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر جب اکیدر (حاکم دومۃ الجندل) پر مسلمانوں نے لشکر کشی کی تو بنو کلب نے اس کی کوئی خاص معاونت نہیں کی اور وہ (اکیدر) آسانی سے مطیع ہو گیا۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۲۶

[۳]۔ دومۃ الجندل عرب کی شمالی سرحد کا علاقہ ہے۔ قلقشندی: ج ۱، ص ۲۹۲۔ معجم البلدان: ج ۱، ص ۴۸۷

[۴]۔ عہد نبوی کے میدان جنگ، ملاحظہ ہوں راستے

۶۔ مدینے کے اردگرد کے علاقوں میں اسلامی ریاست کے اثرات پھیلے۔

معاہدۂ حدیبیہ

ابھی چند سال بھی نہ گزرے تھے کہ مدینے میں بسنے والے چند یہودی خاندانوں نے دستور مدینہ کے تحت کیے گئے معاہدہ امن کو توڑ دیا اور اپنی فطری شیطانیوں کا آغاز شروع کر دیا اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہو گئے۔ چناں چہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ سے نکال باہر کیا۔(۱) یہ یہودی خیبر میں جا کر جمع ہو گئے، اس طرح مسلمانوں کے خلاف ایک متحدہ یہودی محاذ کھل گیا۔ دوسری طرف دیگر کئی قبائل بھی مسلمانوں کی قوت کا خاتمہ چاہتے تھے اور اس سلسلے میں وہ باقاعدہ مسلم کش کارروائیاں بھی کر چکے تھے۔(۲) تیسرا بڑا خطرہ خود مدینے کے منافقین سے تھا جو آستین کے سانپ بنے ہوئے تھے۔

سب سے اہم اور طاقت ور دشمن قریش مکہ تھے، جن سے مسلمانوں کی بدر، احد اور خندق وغیرہ کی صورت میں بار ہا لڑائیاں ہو چکی تھیں۔(۳)

مسلمانوں کے لیے اتنے دشمنوں سے بہ یک وقت نمٹنا ممکن نہ تھا۔ حدیبیہ کے موقع پر اگر مسلمان قریش سے جنگ کرتے تو شمال میں خیبر کے یہودی دیگر قبائل کے ساتھ مل کر مدینے پر حملہ کر لیتے اور اگر اہل مکہ سے صلح کیے بغیر یہود خیبر سے نمٹتے تو مکے والوں کی طرف سے خطرہ تھا کہ وہ مدینے پر چڑھ دوڑتے۔(۴) کیوں کہ مدینہ ان دونوں قوتوں (مکہ و خیبر) کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ اس ساری صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ سے صلح کا معاہدہ فرمایا۔

۱۔ ابن ہشام: ج ۱، ص ۱۹۱۔ مسعودی: ۲۰۶، ۲۰۷

۲۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۰۳۔ ابن سعد: (غزوہ مریسیع، بنی لحیان، الغابۃ خندق) ج ۲، ص ۶۳، ۷۸، ۸۰

۳۔ ابن ہشام: غزوات، بدر، احد اور خندق وغیرہ، صفحات ج ۱، ص ۶۰۶، ج ۲، ص ۶۰، ۲۱۴

۴۔ اس صورت حال پر تفصیلی تذکرے کے لیے دیکھیے۔ سرخسی، المبسوط: ج ۱۰، ص ۸۶

معاہدۂ صلح

اس معاہدے کے نکات یہ تھے:

۱۔ دس سال تک جنگ روک دی جائے۔لوگ امن سے رہیں اور ایک دوسرے سے رکے رہیں۔

۲۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں میں سے جو حج یا عمرے یا تجارت کے لیے مکہ آئے تو اس کی جان و مال کا امان ہوگا اور قریش کا جو شخص تجارت کے لیے مصر یا شام (بہ روایت ابو عبید عراق یا شام) جاتے ہوئے مدینے سے گزرے تو اسے جان و مال کا امان ہوگا۔(۱)

۳۔ قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے گا تو آپ اسے واپس کر دیں گے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں میں جو شخص قریش کے پاس آئے گا، وہ اسے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سپرد نہیں کریں گے۔

۴۔ ہم آپس میں باہم سینہ بند رہیں گے، جن میں باہر سے کوئی غداری داخل نہ ہو سکے گی اور نہ تو خفیہ کسی دوسرے کو مدد دی جائے گی اور نہ اعلانیہ خود خلاف عہد دغا کریں گے۔

۵۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاہدے اور ذمے داری میں داخل ہونا چاہتا ہے، وہ ایسا کرسکتا ہے اور جو قریش کے معاہدے اور ذمے داری میں داخل ہونا چاہتا ہے، وہ بھی ایسا کرسکتا ہے۔

۶۔ اس سال آپ واپس جائیں گے، البتہ آئندہ سال آپ تین راتیں (مکہ) میں ٹھہر سکیں گے۔تلواروں کے سوا دوسرے ہتھیاروں کی اجازت نہیں ہوگی، وہ (تلواریں) بھی میانوں میں ہوں گی۔(۲)

۱۔ ابو عبید: فقرہ نمبر: ۴۴۱۔ نیز بلاذری۔فتوح البلدان: ۳۵

۲۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۱۷، ابو عبید: ج ۱، ص ۱۵۷۔ بلاذری: ۳۵۔ ابن قیم: ج ۳، ص ۲۹۹ نیز دیکھیں الوثائق السیاسیۃ: وثیقہ نمبر ۱۱

صلح حدیبیہ کے اسباب

مسلمانوں کے دونوں اطراف (مکہ وخیبر) میں مضبوط دشمن تھے، ایک کے ساتھ نمٹنے کے لیے دوسرے کے ساتھ صلح ضروری تھی۔ یہود کے ساتھ صلح کی بہ نسبت اہل مکہ سے صلح کرنا آسان تھی، کیوں کہ یہاں صلح کے لیے میدان قدرے ہموار تھا۔ مثلاً

الف: ثمامہ بن اثال کی اہل مکہ کے لیے اناج کی بندش کو ختم کروانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار۔(۱)

ب: قحط کے دنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ کی مالی امداد کرنا،(۲)

ج: مکہ کے سردار ابوسفیان کی صاحب زادی (ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) سے نبی اللہ علیہ وسلم کا شادی کرلینا۔(۳)

د: اہل مکہ کے تجارتی راستوں پر مسلمانوں کا قبضہ:

ر: جنگ کی صورت میں اہل مکہ کو اپنی بدنامی کا ڈر۔(۴)

یہ سارے ایسے پہلو تھے جن کی وجہ سے صلح کے آثار نمایاں دکھائی دے رہے تھے، چناں چہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے صلح کرلی۔

معاہدہ حدیبیہ۔ مسلمانوں کی سیاسی اور دفاعی فتح

الف۔ اس معاہدے کا نہایت اہم سیاسی فائدہ یہ ہوا کہ پہلی مرتبہ اسلامی ریاست کو ایک سیاسی قوت کے طور پر تسلیم کرلیا گیا۔(۵) چناں چہ قبائل عرب کے لیے یہ مان لیا گیا کہ وہ

۱۔ ابن ہشام: ج۲، ص۶۳۹

۲۔ سرخسی: ج۱۰، ص۹۲

۳۔ الاستیعاب: ج۱، ص۱۹

۴۔ اگر اہل مکہ مسلمانوں کو حج سے روکنے کے لیے جنگ کرتے تو آس پاس کے قبائل اور دیگر علاقوں میں ان کی بدنامی ہوتی کہ یہ لوگوں کو حج بیت اللہ سے روکتے ہیں۔

۵۔ مودودی: ج۵، ص۴۰

ان دو سیاسی قوتوں میں جس کے ساتھ چاہیں حلیفی قائم کرلیں۔ اس کا فوری نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ قبیلہ خزاعہ (۱) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حلیفی کرلی۔ (۲)

ب۔ مسلمان بہ یک وقت قریش مکہ، یہود خیبر اور دیگر متفرق مخالفین سے نہیں نمٹ سکتے تھے۔ چناں چہ بڑے دشمن (مشرکین مکہ) سے دس سال کے لیے جنگ بندی کا معاہدہ کرلینا ایک طرف تو اسلامی ریاست کے اندرونی استحکام کے لیے انتہائی ضروری اور مفید تھا، دوسری طرف یہودیوں کی فتنہ انگیز طاقت کو کچلنے کے لیے بھی یہ ضروری تھا کہ قریش کو ان کی امداد سے محروم کر دیا جائے۔ چناں چہ جوں ہی یہ صلح ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فوراً شمال میں یہود سے نبٹنا شروع کیا اور ان کے مضبوط مراکز ختم کر ڈالے اور انہیں سرنگوں کیا۔ (۳) چناں چہ یہود خیبر اور اطراف کے یہودیوں نے اسلامی ریاست کی بالا دستی قبول کر لی۔ اہل خیبر کو وہاں سے نکالنے کی بہ جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کی درخواست پر ان سے مصالحت کر لی اور معاہدہ صلح میں یہ طے پایا:

۱۔ جب ہم تمہیں علاقہ بدر کرنا چاہیں گے تو تمہیں علاقے سے نکال دیں گے اور

۲۔ تم اپنی پیداوار کا آدھا حصہ اسلامی ریاست/مسلمانوں کو بھیجو گے۔ قریب ہی اہل

۱۔ یہ قبیلہ مکہ کے قریب ہی مرالظہر ان میں بستا تھا اور زمانہ جاہلیت سے ہی بنو عبدالمطلب کا حلیف تھا۔ ابن ہشام: ج۱، ص ۱۳، ۹۲۔ الوثائق السیاسیۃ: وثیقہ نمبر: ۱۷ا

۲۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۱۸۔ اس قبیلے کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلقات خوب مضبوط کیے، حتیٰ کہ یہ قبیلہ اپنے علاقے میں رہتے ہوئے مکمل طور پر اسلامی ریاست کا ساتھ دیتا تھا۔ ابن ہشام کی روایت کے مطابق بنو خزاعہ مسلمانوں کے خاص رازدار تھے اور خفیہ خبریں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے: ج ۲، ص ۳۱۲۔ شامی میں ہے کہ غزوۂ خندق کے محاصرے میں قریش کی تیاریوں کی اطلاع بھی انہوں نے ہی دی تھی۔ بہ حوالہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، صفحہ ۸۹ نیز فتح مکہ میں اسلامی لشکر نے آخری پڑاؤ بھی ان ہی کے ہاں کیا تھا۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۰۲۔ گویا اس حلیفی سے مکے کی شہری ریاست کے قریب تک اسلامی ریاست کا اثر و رسوخ پھیل گیا۔

۳۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۲۸، ۳۳۱، علاوہ ازیں قبیلہ غطفان، جو ان ہی یہودیوں کا طرف دار تھا، اس مہم میں مسلمانوں سے ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ ایضاً: ج ۲، ص ۳۳۰

فدک نے بھی مسلمانوں کی قوت وطاقت اور حسن سلوک (۱) کو دیکھتے ہوئے ان ہی شرائط پر مسلمانوں سے صلح کر لی۔(۲)

فتح خیبر کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی القریٰ کو فتح کیا۔انہیں بھی علاقہ بدر کرنے کے بہ جائے وہیں چھوڑا گیا اور آدھی پیداوار پر ان سے معاملہ کیا گیا۔اہل تیما نے جب وادی القریٰ کا معاملہ دیکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی درخواست کی۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی صلح کر لی اور جزیہ پر صلح کا معاہدہ طے ہوا۔اس طرح مذکورہ بالا تمام اہم علاقوں نے اسلامی ریاست کی باج گذراری تسلیم کر لی۔(۳)

۱۔ جب اہل خیبر کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا تو انہوں نے درخواست کی کہ ہمیں قتل نہ کیا جائے، ہم خود ہی علاقہ بدر ہونے اور اپنے اموال مسلمانوں کو دینے پر راضی ہیں۔ان کی نہ صرف یہ درخواست قبول کی گئی، بل کہ انہیں قتل نہ کرنے کے علاوہ ان کی زمینیں بھی دوبارہ انہیں عنایت کی گئیں اور آدھی پیداوار پر ان سے معاملہ کیا گیا۔ابن ہشام: ج ۲،ص ۳۳۷

۲۔ابن ہشام: ج ۲،ص ۳۳۷

۳۔ بلاذری: فتوح البلدان: ص ۳۴۔اہل خیبر اور دیگر ملحقہ علاقوں کے ساتھ صلح کا یہ فائدہ ہوا کہ (الف) ان زرعی علاقوں سے اسلامی ریاست کو باقاعدہ پیداوار ملنی سروع ہوئی، اس کے برعکس اگر یہ زمینیں مسلمانوں کو دے دی جاتیں تو شاید اتنی اچھی پیداوار ممکن نہ ہوتی، کیوں کہ یہاں (خیبر وغیرہ) کے مکین بہترین کاشت کار تصور کیے جاتے تھے۔ابن ہشام: ج ۲،ص ۳۳۷۔علاوہ ازیں بڑی تعداد میں مسلمانوں کو کھیتی باڑی میں لگا دینا ترقی وترویج اسلام کے لیے بہتر نہ تھا۔(ب) یہود اپنی زیادہ تر دولت کو پہلے ہی مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں کی پاداش میں علاقہ بدر ہو کر ختم کر چکے تھے، اب وہ آدھی پیداوار پر گزر اوقات تو کر سکتے تھے، لیکن دوبارہ اپنے آپ کو مسلمانوں/ اسلامی ریاست کے خلاف طاقت ور نہیں بنا سکتے تھے۔اس کے برعکس اگر ان کو وہاں (خیبری وغیرہ) سے بھی جلاوطن کر دیا جاتا تو یہ ممکن تھا کہ وہ وہاں سے جا کر دومۃ الجندل، اذرح، جرباء اور مقنا وغیرہ کے یہود کے ساتھ مل جاتے اور قیصر روم کی حمایت حاصل کر کے اسلامی مملکت کے خلاف دوبارہ متحد ہو جاتے۔مذکورہ بالا علاقے پہلے سے ہی قیصر روم کے ماتحت تھے۔ابن ہشام: ج ۲،ص ۳۷۵۔بلاذری۔فتوح البلدان: ۹۔۵ مسعودی: ۱۱۵

معاہدہ حدیبیہ اور اسلام کی ترقی وترویج

اس معاہدے کی رو سے مسلمانوں کو آئندہ سال حج کی اجازت دے کر گویا ان کی مذہبی حیثیت تسلیم کرلی گئی۔(۱)

حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان کے باوجود چودہ سو افراد جمع ہو سکے تھے۔(۲) اس معاہدے کی رو سے جب فریقین نے یہ تسلیم کرلیا کہ عرب قبائل اپنی مرضی سے مسلمانوں یا قریش مکہ کے ساتھ حلیفی کر سکتے ہیں تو قبائل بے خوف ہو کر مسلمانوں کی طرف آئے،(۳) یہی وجہ تھی کہ گزشتہ انیس سال میں اتنے آدمی مسلمان نہ ہوئے جتنے اس صلح کے بعد دو سال میں ہو گئے۔

ان کی اسلام میں کثرت سے آمد کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ فتح مکہ کے اسلامی لشکر میں مختلف قبائل کے دس ہزار جنگ جوؤں نے شرکت کی، جن میں قبیلہ اسلم کے تقریباً چار سو افراد۔(۴) قبیلہ جہینہ کے آٹھ سو۔(۵) قبیلہ اشجع کے تین سو۔(۶) قبیلہ مزینہ اور بنو سلیم کے تقریباً ایک ایک ہزار افراد اسلامی لشکر میں شامل تھے۔(۷) واقدی کے مطابق بنوکعب بن عمرو کے پانچ سو اور بنولیث کے ڈھائی سو افراد بھی اس لشکر میں شامل تھے۔(۸) اس کے علاوہ دیگر قبائل عرب کے جنگ جو بھی مسلمانوں کے لشکر میں شریک تھے۔(۹)

۱۔ مودودی: ج۵،ص ۴۱

۲۔ بخاری، غزوۂ حدیبیہ: ج ۲،ص ۵۹۸۔ نیز دیکھیں ابن ہشام: ج ۲،ص ۳۰۹

۳۔ مثلاً بنوخزاعہ اس وقت مسلمانوں کے حلیف بن گئے۔ ابن ہشام: ج ۲،ص ۳۱۸

۴۔ واقدی: ۸۰۰

۵۔ واقدی: ۸۰۰، ۸۲

۶۔ ایضاً: ۸۲۰

۷۔ ابن ہشام: ج ۲،ص ۴۰۰

۸۔ واقدی: ۸۰۱، ۸۲۰

۹۔ ابن ہشام: ج ۲،ص ۴۰۰۔ واقدی: ۸۲۰

معاہدۂ حدیبیہ کے مجموعی فوائد واثرات

۱۔اس معاہدے کی وجہ سے پہلی مرتبہ عرب میں مسلمانوں کوایک سیاسی قوت کے طور پر تسلیم کرلیا گیا۔

۲۔ مسلمانوں کی مذہبی حیثیت تسلیم کر لی گئی۔

۳۔ مختلف قبائل کے ساتھ مسلمانوں کے رابطے قریب ہوئے، چناں چہ قبائل میں نہایت سرعت سے اسلام پھیلا۔

۴۔ مسلمانوں کو اپنے دشمنوں، خصوصاً یہودیوں کو نبٹنے کا موقع میسر آیا، چناں چہ خیبر، فدک، وادی القریٰ اور تیماء وغیرہ کے علاقے اسلامی ریاست کے باج گذار بنے۔

۵۔ اسلامی ریاست داخلی وخارجی طور پر نہایت مستحکم ہوئی۔

۶۔ یہ معاہدہ مسلمانوں کے لیے فتح مبین کا سبب بنا۔

مختلف سلاطین کی طرف مکاتیب نبوی

صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف عرب میں مختلف بادشاہوں کو خطوط ارسال کیے۔ ان بادشاہوں میں قیصر روم، کسرائے ایران، حبشہ کا بادشاہ نجاشی، عزیز مصر مقوقس، رئیس یمامہ، ہوذہ اور رئیس غسان حارث شامل تھے۔(۱)

مکاتیب نبوی کی نوعیت

یہ مکاتیب دعوتی انداز رکھتے تھے۔(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام سلاطین کو دعوتِ اسلام دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مکاتیب کے ذریعے اسلام کو یوں پیش کیا کہ یہ (اسلام) ساری دنیا کے لیے ہے اور جو بھی سچے دل سے اس دعوت کو قبول کرے گا تو دنیا و آخرت میں بھلائی پائے گا اور جو اس کا انکار کرے گا تو آخرت میں اپنی اور اپنے ماتحت افراد

۱۔ابن سعد: ۲۵۸ تا ۲۶۲۔طبری: ج ۲،ص ۶۴۴۔زرقانی: ج ۳،ص ۴۱۸

۲۔مسلم: کتاب الجہاد، باب کتب النبی الی ملوک الکفار: ج ۲،ص ۹۹

کی گم راہی کا خمیازہ بھگتے گا۔([1])

مکاتیب نبوی کے اثرات

سلطنت روم اس وقت ایک مضبوط قوت کی حیثیت رکھتی تھی۔ چناں چہ بعثت نبوی تک عرب کے شمال میں دومۃ الجندل، ایلہ، مقنا اور غسان جیسے اہم علاقے بیزنطینیوں کے زیر اثر آ چکے تھے۔ علاوہ ازیں یہاں کے مختلف قبائل مثلاً بنو کلب، تغلب، جذام، قین، بلی، بہراء، قضاعہ وغیرہ بیزنطینی جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہوتے تھے۔([2])

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت جب قیصر روم کو پہنچی تو وہ اس سے خاصا متاثر ہوا، البتہ اس کے تمام مشیروں اور درباریوں نے اس دعوت کی بھرپور مخالفت کی۔([3])

۲۔ روم کے بالمقابل ایران کی سلطنت تھی۔ بعثت نبوی کے وقت عرب کے اطراف میں مختلف اہم علاقے مثلاً یمن، یمامہ، عمان اور بحرین وغیرہ ایرانیوں کے زیر اثر تھے۔([4])

کسرائے ایران کے پاس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت نامہ پہنچا تو اس نے مکتوب نبوی کو چاک کر دیا اور اپنے ماتحت یمن کے گورنر، باذان کو لکھا کہ اس مدعی نبوت کو پکڑ کر میرے پاس لایا جائے۔([5])

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس جب اسلام کی دعوت پہنچی تو وہ سچے دل سے اسلام لایا۔([6])

۴۔ عزیز مصر، مقوقس نے اسلام قبول نہیں کیا، البتہ اس نے تعلقات اچھے رکھنے کے لیے

---

[1]۔ دیکھیں اوپر حوالہ نمبر: ۲۹۵

[2]۔ ابن ہشام، غزوہ موتہ: ج ۲، ص ۳۷۵۔ نیز دیکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ص ۱۹۰

[3]۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۵۹۔ طبری: ج ۲، ص ۶۵۱

[4]۔ طبری: ج ۲، ص ۶۵۶۔ ابن حبیب: ۲۶۵۔۲۶۶۔ بلاذری۔ فتوح البلدان: ۷۸

[5]۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۶۰۔ طبری: ج ۲، ص ۶۵۵

[6]۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۵۸۔ طبری: ج ۲، ص ۶۵۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیے ارسال کیے۔(۱)

۵۔ رئیس یمامہ، ہوذہ ابن علی نے بھی اسلام قبول نہیں کیا۔(۲)

۶۔ حدود شام کا رئیس حارث غسانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب کو پڑھ کر خاصا برہم ہوا۔(۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مکاتیب اسلامی ریاست کے سربراہ اور نبی مرسل کی حیثیت سے ارسال کیے تھے۔ ان دعوتی مکاتیب کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ان کے ذریعے سے اسلام حکومتی اور ملکی سطح پر دوسرے ممالک میں یک دم متعارف ہوا۔

اطرافِ عراب میں بڑی طاقتوں کے زیر اثر ریاستوں اور دیگر علاقوں کے ساتھ اہم معاہدات نبوی

۱۔ یمامہ

نجد سے ملحقہ علاقے یمامہ میں اسلامی اثرات صلح حدیبیہ سے قبل ہی پہنچ گئے تھے۔ (۴) یہاں کا حکمران ہوزہ بن علی تھا، جو کہ ایک طاقت ور سردار تھا اور نصرانی مذہب پر قائم تھا۔(۵) اور ایرانی حکومت کا دوست تھا۔(۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام کی طرف دعوت دی تو وہ اس شرط پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کرنے پر تیار ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اقتدار میں اسے بھی

۱۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۶۰۔ طبری: ج ۲، ص ۶۵۴

۲۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۶۲

۳۔ ایضاً: ۲۶۱۔ طبری: ج ۲، ص ۶۵۲

۴۔ ملاحظہ ہو، یمامہ کے ایک سردار ثمامہ بن اثال کے اسلام کا واقعہ۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۶۳۹

۵۔ قلقشندی۔ الصبح الاعشیٰ: ج ۲، ص ۳۷۹۔ زرقانی: ج ۳، ص ۳۵۶

۶۔ کسرائے ایران نے اسے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا، جس میں ایک قیمتی لعل لگا ہوا تھا اور وہ اسے پہنا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے ہوذہ کو ذوالتاج کا لقب بھی دیا گیا تھا۔ ابن درید، الاشتقاق: ص ۳۴۸

شریک کرلیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس شرط کو قبول نہیں کیا۔(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوت کا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں کے چند قبائل مسلمان ہوکر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔(۲)

۲۔یمن

عرب کے جنوب میں یہ شہر انتہائی متمدن تصور کیا جاتا تھا۔علاوہ ازیں یہ شہر سرسبز وشاداب بھی تھا اور تجارتی مرکز بھی، یہاں صنعاء کا تجارتی میلہ بھی لگا کرتا تھا۔(۳) یمن کی سرزمین پر عاد، عمالیق، اہل معین، سبا اور حمیر کی سلطنتیں قائم ہوئیں۔ بعدازاں اہل حبشہ یمن پر قابض ہو گئے اور ستر برس تک حکومت کی پھر اہل فارس نے انہیں نکال کر یمن پر خود قبضہ کرلیا۔(۴)

ظہور اسلام کے وقت کسرائے ایران کی طرف سے یمن پر باذان گورنر مقرر تھا۔ کسرائے ایران کے حکم کی تعمیل میں باذان نے دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجے، تاکہ ان کا جائزہ لیں اور احوال وغیرہ کی خبر کریں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان آدمیوں کو معجزانہ طور پر کہا کہ باذان کو خبر دو کہ کسریٰ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جاتے وقت انہیں تالیف قلب کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیے بھی عنایت فرمائے اور یہ پیغام بھی دیا کہ تم (اہل یمن) مسلمان ہوجاؤ تو تمہاری حکومت تمہارے سپرد ہی رہے گی۔ باذان نے جب یہ احوال سنے تو وہ اور دیگر رؤسائے فارس (بنوالابنا)(۵)) اسلام لے آئے۔(۶)

یہ وہ دور تھا کہ ایران اپنی مدمقابل ایک بڑی قوت سے بری طرح شکست کھا چکا تھا،(۷)

۱۔ بلاذری۔فتوح البلدان: ۸۷۔ نیز دیکھیں ابن سعد: ج۱،ص ۲۶۲

۲۔ابن ہشام، وفد بنوحنیفہ: ج۲،ص ۵۷۶

۳۔ابن حبیب: ص ۲۶۶

۴۔ ہمدانی: ۶۵،حموی۔معجم البلدان: ج۵،ص ۴۴۷۔ نیز دیکھیں لیبان: ۲۵

۵۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے یمن فتح کیا تھا۔ابن حبیب: ۲۶۶۔ نیز دیکھیں ابن حزم،جمہرہ: ۲۱۵

۶۔ابن سعد: ج۱،ص ۲۶۰۔طبری: ج۲،ص ۶۵۶

۷۔سورۃ الروم: مودودی: تفہیم القرآن: ج۳،ص ۷۴۷

علاوہ ازیں ایران کے بادشاہ کو قتل کر دیا گیا تھا۔(۱) غالباً اسی سیاسی انارکی کی وجہ سے یمن پر ایران کا اثر کم زور پڑ گیا تھا۔ اور وہاں ایک وطنیت پسند تحریک کا آغاز بھی ہو گیا تھا کہ مداخلت کنندہ ایرانی غیر ملکیوں کو نکال باہر کیا جائے۔(۲) اس ساری صورت حال کو مدنظر رکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط بہ نام اہل یمن کا مطالعہ کیا جائے کہ مسلمان، ارکان اسلام کی بجا آوری کا اہتمام کریں، غیر مسلم یہودیوں کو زبردستی ان کے دین سے برگشتہ نہ کیا جائے، (ملک بدر ہونے کا خطرہ رکھنے والے ایرانیوں)(۳) مجوسیوں کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ ان سے فی بالغ مرد و عورت صرف ایک دینار جزیہ لیا جائے اور اگر یہ تابع رہیں تو ان کی جائیدادوں کی حفاظت کی جائے گی اور ان کے مظلوموں کی دادرسی کی جائے گی۔(۴) تو اندازہ ہوتا ہے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احکام کی وجہ سے یمن میں اسلام کو خوب ترقی ملی ہو چناں چہ یمن اور اطراف میں سے بہ کثرت وفود حاضر ہوئے۔(۵)

۳۔عمان

یہ عرب کے جنوب مشرق کا ایک ساحلی علاقہ تھا اور یہاں قبیلہ ''ازد'' کثرت سے آباد تھا۔(۶) یمن کی طرح یہاں بھی ایرانی حکومت کے اثرات تھے۔ یہاں ایران کی طرف سے مقررہ حکمران، جلندی بن المستکبر کی حکومت تھی۔(۷)

اگرچہ ماخذ میں اس کا تذکرہ نہیں، لیکن یمن کی صورت حال پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا

۱۔ابن سعد: ج۱،ص ۲۶۰

۲۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ۲۲۴

۳۔حوالہ نمبر: ۱۷۳ ملاحظہ ہو

۴۔الوثائق السیاسیۃ، وثیقۃ: ۱۰۵ تا ۱۰۹

۵۔ملاحظہ ہو ابن سعد: یمن واطراف کے وفود

۶۔بلاذری۔فتوح البلدان: ۷۶۔ نیز حموی: ج۴،ص ۱۵۰

۷۔ابن حبیب: ۲۶۵۔۲۶۶

جا سکتا ہے کہ یہاں بھی اس قسم کی کوئی تحریک (۱) اٹھی ہو، اگر نہیں تو بھی ایران میں سیاسی انارکی کی بنا پر اس کے زیر اثر مملکتوں پر گرفت کم زور پڑ جانا تو ایک طبعی امر ہے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے شہزادگان عمان عبد وجیفر کو اسلام کی طرف دعوت دی، جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ دونوں اسلام لے آئے۔ (۲)

۴۔ بحرین

یہ عرب کے مشرق میں ایک ساحلی علاقہ تھا۔ (۳) یہاں مختلف قبائل، عبد القیس، بکر بن وائل اور تمیم کے لوگ آباد تھے۔ بحرین بھی فارس کے زیر اثر تھا اور یہاں عربوں پر ایرانیوں کی طرف سے منذر بن ساوی حکم راں تھا۔ (۴) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین کو دعوت اسلام دی تو یہاں کے حکم ران اور دیگر اہل عرب بھی مسلمان ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین کو لکھا کہ تمہارا سب کچھ تمہارے پاس ہی رہے گا، بہ شرطے کہ تم اللہ و رسول کے تابع رہو۔ بحرین میں یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں کی آبادیاں بھی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (غیر مسلموں) سے جزیے پر صلح کر لی۔ (۵)

۵۔ طائف

طائف میں زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ ایرانی اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ (۶) فتح مکہ کے بعد اہل طائف نے بنو ہوازن وغیرہ کو ساتھ ملا کر مکہ پر حملے کی تیاریاں کر لیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ دیکھیں حوالہ نمبر: ۳۱۷

۲۔ بلاذری۔ فتوح البلدان: ۷۶

۳۔ ہمدانی: ۳، ۲۷۹، حموی۔ معجم البلدان: ج ۱، ص ۳۴۷

۴۔ بلاذری: فتوح البلدان: ۷۸۔ ابن حزم: جمہرہ: ۲۳۲

۵۔ بلاذری۔ فتوح البلدان: ۷۸

۶۔ کسرائے ایران نے اپنے (ایرانی) انجینئروں کو بھیج کر طائف کے گرد ایک بڑی فصیل تعمیر کروائی تھی۔ اغانی: ج ۱۲، ص ۴۸، ۴۹

بھی ان سے نمٹنے کے لیے سامنے آئے۔ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ جب ان کی مڈبھیڑ ہوئی تو وہ ٹھہر نہ سکے اور بھاگ کر طائف کے فصیل دار شہر میں (۱) پناہ لے لی۔ (۲) طائف فتح کیے بغیر ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ (۳) اہل طائف کو بھی اپنی کم زوری اور مسلمانوں کی قوت کا بہ خوبی اندازہ ہوگیا، لہٰذا جلد ہی وہ اپنا وفد لے کر مدینہ پہنچے اور اسلامی ریاست کی سیاسی بالادستی قبول کر لی۔ البتہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم اسلام قبول کرنے کو تیار تو نہیں، لیکن ہماری چند شرائط بھی تسلیم کی جائیں۔ (۴)

۱۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں نماز سے مستثنیٰ کیا جائے۔ ۲۔ زکوٰۃ، ۳۔ اور جہاد (یعنی مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمنوں کے خالف فوجی کارروائی کرنے) سے بھی مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ ۴۔ ہمارا قدیم بت خانہ بھی نہ توڑا جائے۔ ۵۔ زنا کی اجازت دی جائے اور اس سے منع نہ کیا جائے۔ ۶۔ سود کی ممانعت نہ رہے۔ ۷۔ شراب کی ممانعت بھی نہ رہے۔ ۸۔ طائف کو مکے کی طرح حرم قرار دیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیمانہ اسلوب کی وجہ سے اہل طائف اپنے اکثر غلط مطالبات منوانے سے باز رہے، چناں چہ نماز سے استثنا، زنا اور شراب کی اجازت نہ دی گئی۔ فوجی کارروائیوں میں مسلمانوں کا ساتھ دینے سے ان کو مستثنیٰ کر دیا گیا۔ (۵) سود کی حرمت کے لیے انہیں قلیل سی مہلت دی گئی۔ (۶) ان کے بت خانے توڑنے کے معاملے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسے نہ توڑو، بل کہ ہمارے آدمی اسے توڑیں گے۔

۱۔ اوپر حوالہ نمبر: ۳۲۸

۲۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۳ ۷، ۸ ۴۷۔ نیز بلاذری۔ فتوح البلدان: ۵۶

۳۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۸۷ ۔ ۸۸

۴۔ ایضاً: ج ۲، ص ۵۳۸ تا ۵۴۰، ابن الاثیر: ج ۲، ص ۲۸۴

۵۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس عددی قوت کی کمی نہ رہی تھی۔

۶۔ عکاظ کے میلے تک۔ الوثائق السیاسیۃ، وثیقۃ: ۱۸۱

اس طرح اگر کوئی نقصان پہنچے گا تو ہمارے آدمیوں کا ہوگا، تم محفوظ رہو گے۔(۱) مکے کی طرح طائف کو حرم قرار دینے کا مطالبہ بغیر کسی تبدیلی کے تسلیم کرلیا گیا۔

اہل طائف کو مکمل حقوق عنایت کیے گئے، چناں چہ طائف پر انہیں پورا اختیار دیا گیا۔ انہیں کے لوگوں میں سے ان [illegible] دیے گئے۔(۲) علاوہ ازیں انہیں مکمل تجارتی وثقافتی آزادی دی گئی اور انہیں یہ بھی کہہ دیا گیا کہ ہر ظالم کے خلاف انہیں امداد دی جائے گی۔(۳)

اہل طائف (بنو ثقیف) نے جب دیکھا کہ اسلامی ریاست ان کے حقوق میں کمی یا عدم تحفظ کا ارادہ نہیں رکھتی تو انہوں نے خوشی سے اس معاہدے کو تسلیم کر کے اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کرلی۔ اس طرح مکے کے جنوب میں قریب ترین ایک بڑی قوت اسلامی ریاست کے باج گذاروں میں شامل ہوگئی۔

جُرش

طائف کے جنوب میں جُرش ایک اہم مقام تھا۔(۴) فتح مکہ کے بعد ایک یمنی سردار صرد ابن عبداللہ ازدی نے جب اسلام قبول کیا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے آس پاس کے علاقوں پر اپنے اثرات قائم کرنے کو کہا، چوں کہ جُرش یمن کے زیر اثر تھا،(۵) اس

۱۔ ان کو یہ خیال تھا کہ بت خانہ توڑنے والے کو سخت قسم کا نقصان ہوگا، چناں چہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سفیان ابن حرب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا، انہوں نے جا کر اس عظیم بت خانے کو منہدم کردیا۔ اس طرح معاہدے کی پر حکمت شق سے ان میں بت پرستی کا خاتمہ ہوا۔ ابن ہشام: ج۲، ص ۵۴۰۔۵۴۱

۲۔ طائف کی آبادی بنی مالک اور احلاف، دو گروہوں پر مشتمل تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں یک جہتی نہ تھی، اس لیے دونوں فریقوں پر الگ الگ ان ہی میں سے سردار مقرر کیے گئے۔ اس طرح وہ ممکنہ تنازع سے بچ گئے۔ الوثائق السیاسیۃ: وثیقہ نمبر ۱۶۰۔۱۸۱

۳۔ ایضاً۔ وثیقہ: ۱۸۱

۴۔ حموی: ج۲، ص ۱۶۲

۵۔ ابن ہشام: ج۲، ص ۵۸۷۔ نیز حمودی: ج۲، ص ۱۲۶

لیے انہیں اس علاقے میں فوجی کارروائی کرنے میں کوئی دقت نہ پیش آئی۔ چناں چہ جب انہوں نے فوجی کارروائی کی تو اہل جرش نے پسپا ہوکر صلح کرنا چاہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح کا معاہدہ فرمایا۔ ان میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے، انہیں بہت سی مراعات دی گئیں۔ مختلف چراگاہوں پر انہیں خود مختار بنایا گیا۔ غیر مسلموں کو معمولی جزیے کی شرط پر امان عنایت کی گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جرش کے لیے یہ شرط بھی رکھی کہ اگر مسلمان مسافر وہاں سے گزریں تو یہ (اہل جرش) ان کی مہمانی کیا کریں گے۔(۱)

روم کے زیر اثر علاقوں کے ساتھ معاہدات نبوی

رومیوں نے اپنے مدمقابل کی بڑی قوت (ایران) کو نینوا کے مقام پر شکست فاش دی تھی۔(۲) ان کے اثرات جہاں اور بہت پھیلے ہوئے تھے، وہاں عرب کے کئی سرحدی علاقے (دومۃ الجندل، ایلہ، مقنا، اذرح وغیرہ) اور قرب و جوار میں بسنے والے کئی قبائل، مثلاً بنو تغلب، لخم، جذام، بلی اور بہراء وغیرہ ان ہی کے جھنڈے تلے اکٹھے ہوتے تھے، یہی وجہ تھی کہ ان میں سے اکثر قبائل نے رومیوں کے ساتھ مل کے غزوۂ موتہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔(۳)

۹ھ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں سے قیصر روم کو خط لکھا کہ یا تو اسلام لے آؤ یا جزیہ دو، وگرنہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ قیصر روم مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔(۴) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ بلاذری۔ فتوح البلدان: ۵۹۔ اسی طرح کی ایک شرط شام کی طرف ساحلی علاقے ایلہ کے ساتھ بھی رکھی گئی۔ بلاذری: ۵۹، چوں کہ یہ علاقے تجارتی لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتے تھے، لہٰذا یہ بات بعد از قیاس نہیں کہ مسلمانوں کے لیے تجارتی سہولیات کے حصول کے لیے یہ شرط رکھی گئی ہو۔

۲۔ مودودی: ج ۲، ص ۲۷۷

۳۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۷۵ نیز دیکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ص ۱۹۰

۴۔ ابوعبید: فقرہ: ص ۵۵۔ یعقوبی کا بیان ہے کہ قیصر روم نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا تھا۔ تاریخ الیعقوبی: ج ۲، ص ۸۴

نے اس موقع کو غنیمت جانا اور رومیوں کے زیر اثر علاقوں دومۃ الجندل، ایلہ، مقنا، جربا اور اذرح وغیرہ کے سرحدی علاقے کو مطیع کرلیا۔

۱۔ دومۃ الجندل

دومۃ الجندل، حجاز سے شام اور عراق جانے والے تجارتی راستوں کا مقام اتصال تھا۔(۱) اور اہم تجارتی مرکز بھی تھا،(۲) یہاں بنو کلب اور بنو کندہ وغیرہ آباد تھے۔(۳)

تبوک کی مہم کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو یہاں کے حکمران اکیدر کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ خالد بن ولید نے اسے گرفتار کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو اس نے اسلامی ریاست کی بالادستی کو قبول کرلیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیے اور دیگر آسان شرائط پر اس سے صلح کرلی اور اس کو وہاں کی سرداری پر بہ حال رکھا، اس طرح دومۃ الجندل کا علاقہ اسلامی ریاست کے باج گذاروں میں شامل ہو گیا۔(۴)

۲۔ ایلہ

ایلہ بحر قلزم کے ساحل پر شام کے قریب حجاز کی آخری حد تھی۔ دومۃ الجندل کی طرح یہ علاقہ بھی تجارتی مرکز تھا۔(۵) یہاں کا حاکم یحنہ بن روبہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ بھی آسان شرائط پر صلح کا معاہدہ کرلیا۔(۶)

۱۔ قلقشندی۔ الصبح الاعشیٰ: ج ۴، ص ۲۹۲ نیز مسعود: ۲۱۵

۲۔ زمانہ جاہلیت میں یہاں ایک بڑا تجارتی میلہ لگا کرتا تھا۔ ابن حبیب: ۲۶۳

۳۔ قلقشندی: ج ۱، ص ۳۱۶ نیز حموی: ۲ ج، ص ۴۸۷

۴۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۲۶۔ نیز بلاذری: فتوح البلدان: ص ۶۱۔ ۶۳

۵۔ حمودی: ج ۱، ص ۲۹۲ نیز ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۲۶۔ نیز دیکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ص ۱۹۹

۶۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۲۵، ۵۳۶۔ نیز بلاذری۔ فتوح البلدان: ص ۵۹ نیز دیکھیں نشاۃ: ص ۳۱۰

مقنا

ایلہ کے قریب واقع اس بستی میں اکثر یہودی آباد تھے۔(۱) یہاں کے اکثر یا کچھ یہودیوں کو ایلہ کے سردار نے ملک بدر کیا ہوا تھا۔ چناں چہ تبوک کے موقع پر یہ لوگ صلح کی درخواست کے ساتھ حاضر ہوئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی آسان شرائط پر نہ صرف ان سے صلح کر لی، بل کہ انہیں ان کے اصل علاقے میں بھیجنے اور آباد کرنے کا بندوبست بھی فرمایا۔(۲) اس سلسلے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلہ کے حاکم کو لکھا کہ مقنا والوں کو سامان دے کر ان کے وطن بھیجنے کا انتظام کیا جائے۔(۳)

علاوہ ازیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سرحدی علاقے کو بہت سی دیگر مراعات سے بھی نوازا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی لکھ کر بھیجا کہ جو شخص مسلمان ہوگا اسے پچاس دینار وظیفہ بھی عنایت کیا جائے گا۔(۴)

جرباء واذرح

یہ دونوں بستیاں شام کی حدود میں مقنا کے قریب واقع تھیں،(۵) تبوک کے موقع پر انہوں نے بھی صلح کرنا چاہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اسلامی ریاست کے ساتھ وفاداری اور معمولی جزیے کے عوض میں صلح کر لی۔(۶)

متفرقات

فتح مکہ کے بعد اطراف عرب سے مختلف قبائل نے وفود کی شکل میں اپنے نمائندے مدینہ

۱۔ بلاذری: ص ۶۰۔ نیز حموی: ج ۵، ص ۱۷۸

۲۔ بلاذری: ص ۶۰

۳۔ ملاحظہ ہو ایلہ کے ساتھ معاہدے کا آخری فقرہ۔ الوثائق السیاسیۃ: وثیقہ ۳۰

۴۔ مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ: وثیقہ ۳۳

۵۔ حموی: ج ۳، ص ۱۱۸۔ ج ۱، ص ۱۲۹

۶۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۲۸۹۔ ۹۰۔ بلاذری۔ فتوح البلدان: ص ۵۹

منورہ بھیجے اور اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ دوستی کے روابط مضبوط کرنے اور تالیف قلب کے لیے انہیں انعام واکرام سے نوازتے۔ انہیں امان عنایت کرتے، انہیں مشکل وقت میں امداد وتعاون کی یقین دہانی کرائی جاتی۔ عموماً ان پر ان ہی میں سے سربراہ مقرر کیے جاتے۔ ان کے حقوق کا تعین وتحفظ ایسے کیا جاتا کہ شاید انہیں گمان بھی نہ ہوتا تھا کہ اسلامی ریاست انہیں اس قدر حقوق عنایت کرے گی۔ علاوہ ازیں مزید کئی طرح کی مراعات عنایت کر کے انہیں رخصت کیا جاتا، اس طرح وہ بہ خوشی اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کر لیتے۔(۱)

معاہدات نبوت اور قبائل کے حقوق کا تحفظ

ا۔علاقائی مختاری

معاہد قبائل کو عمومی طور پر اپنے علاقے میں خود مختار بنایا جاتا۔ خود مختاری کی صورت یہ ہوتی کہ ان کے داخلی معاملات میں عمومی طور پر اسلامی ریاست داخل اندازی نہیں کرتی تھی۔ ان پر عموماً ان ہی میں سے امیر مقرر کیا جاتا۔ ان کی علاقائی زمینوں، باغات، چشموں اور چراگاہوں پر انہیں مکمل خود مختاری دی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں ان کی پرانی روایات اور ایسے طریقۂ انتظام (جس سے عمومی طور پر کسی نقصان کا اندیشہ نہ ہو) کو بہ حال رکھا جاتا۔

۲۔معاشی جدوجہد میں آزادی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہد قبائل کے ساتھ معاشی جدوجہد میں ہمیشہ تعاون فرمایا۔ انہیں اسلامی ریاست میں مکمل تجارتی آزادی کے پروانے عنایت کیے۔ قبیلہ اشجع اور عامر بن عکرمہ کے ساتھ صلح اسی معاشی آزادی کی ایک کڑی تھی۔ علاوہ ازیں بنوثقیف سے جب صلح کا معاہدہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تجارتی مقاصد کے لیے آمد ورفت کی مکمل

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھیں ابن سعد ج: ص ۲۔ وفادات العرب۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مختلف قبائل مثلاً قبیلہ لخم، بنی ثعلبہ، بنو بلی، بنی نہد، حارث، بکر بن وائل، بنوتمیم، قضاعہ وجذام، مذحج، خولان، ازد، بنو مازن، خثعم، بنو باہلہ، بنو طے، بنو اسد، بنوسلیم، مضر وغیرہ کے لیے احکامات نبوی، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ۔

آزادی عنایت فرمائی۔(۱)

۳۔مذہبی آزادی

اسلامی ریاست نے اپنے زیر اثر تمام قبائل کو مذہبی آزادی عنایت کی تھی۔غیر مسلموں کو اسلام کی طرف لانے میں کبھی سختی کا معاملہ نہیں کیا گیا، بل کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (۲) کے قرآنی اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھا گیا۔

صرف یہی نہیں، بل کہ غیر مسلموں کے ساتھ ہمیشہ ان کے مذہبی معاملات میں تعاون کیا گیا۔ان کے مقدمات میں فیصلے بھی ان ہی کی مذہبی کتابوں کے مطابق کیے جاتے تھے،ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی جاتی تھی۔اس سلسلے کی بہترین مثال کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب بہ رائے اہل نجران غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے،جس میں دیگر کئی چیزوں کے علاوہ مذہبی معاملات میں خاصی تفصیل نظر آتی ہے۔

اہل نجران کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ پادریوں اور راہبوں کو ان کے منصب سے معزول نہیں کیا جائے گا۔ان کی عبادت گاہوں میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ان کو مسجدوں میں تبدیل کیا جائے گا،ذمیوں کو مسلمانوں کی حمایت میں جنگ کے لیے مجبور نہیں کیا جائے،اور عدل وانصاف وسماجی معاملات میں ان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ہوں گے۔(۳)اس سے ملتی جلتی مذہبی مراعات کا اعلان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکتوبات بہ رائے یمن،بحرین،عمان وغیرہ میں بھی غیر مسلم یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے کیا تھا۔(۴)

متبعین کے ساتھ امداد وتعاون

جو قبائل اسلامی ریاست کے ساتھ حلیفی وصلح قائم کرتے،اسلامی ریاست ان کی جان،

۱۔ملاحظہ ہو گزشتہ صفحات پر بنو اشجع اور بنو ثقیف کے ساتھ معاہدات نبوی۔

۲۔البقرہ:۲۵۶

۳۔ابو یوسف:۷۸ تا ۷۹۔نیز بلاذری۔فتوح البلدان:۶۵

۴۔الوثائق السیاسیۃ:وثیقہ نمبر ۵۱،۱۰۵،۱۰۹

مال اور عزت کی حفاظت کی ذمے داری اٹھاتی۔ علاوہ ازیں ظالموں کے خلاف انہیں مکمل تعاون و امداد کی یقین دہانی کرائی جاتی۔ نہ صرف یہی، بل کہ ان کو درپیش مسائل حل کرنے میں بھرپور امداد دی جاتی تھی۔(۱)

بڑی طاقتوں کے زیر اثر علاقوں سے معاہدات نبوی کے مجموعی نتائج

۱۔ اسلامی ریاست کے جنوب اور جنوب مشرق کے علاقے یمن، یمامہ، حضرموت، نجد، بحرین، عمان، اور شمال میں انتہائی اہمیت کے سرحدی علاقے اسلامی ریاست کے باج گذاروں میں شامل ہو گئے۔

۲۔ اسلامی ریاست کے اثرات دور تک وسیع ہوئے۔

۳۔ بیرونی قوتوں کی شورشیں اب براہ راست اسلامی ریاست پر اثرانداز نہیں ہو سکتی تھیں، کیوں کہ اسلامی ریاست کے گرداں معاہدات کی وجہ سے حلیف قبائل کا جال بن گیا۔

۴۔ ان معاہدات کی وجہ سے باہمی آمد و رفت میں سہولت ہوئی اور قبائل کے ساتھ رابطے قائم ہوئے جس سے اسلام کی تبلیغ و ترویج میں سہولت ہوئی۔

۵۔ یمن، حضرموت، نجد، یمامہ، بحرین، عمان، طائف اور دوسری طرف دومۃ الجندل اور دیگر سرحدی علاقے تجارت کے مراکز تھے۔(۲) ان معاہدات کی وجہ سے ان علاقوں میں آمد و رفت کی خصوصی سہولت میسر آئی جس سے مسلمانوں میں تجارتی ترقی ہوئی اور ان کی معیشت مستحکم ہوئی۔

۶۔ اسلامی ریاست/مسلمانوں کے لیے دفاعی، معاشی اور تبلیغی مدیان میں ترقی کے راستے ہموار ہوئے۔

۱۔ بنو بکر نے جب مسلمانوں کے حلیف، بنوخزاعہ پر حملہ کیا تو مسلمانوں نے اپنے حلیف قبیلے کی مکمل طرف داری کی ابن ہشام: ۴:۳۸۹، ۳۹۴ نیز دیکھیں اہل مقنا کی مثال، گزشتہ صفحات پر

۲۔ ان علاقوں میں زمانۂ جاہلیت میں بڑے بڑے تجارتی میلے بھی لگا کرتے تھے۔ ابن حبیب: اسواق العرب: ص ۲۶۳

عقود نبوی اور قبائل کی شیرازہ بندی

عقود نبوی اور قبائل کی شیرازہ بندی

قبل از اسلام تمام عرب، قبائلی نظام میں بٹے ہوئے تھے۔ قبائل کے مابین لڑائی جھگڑے اور ان کی باہمی دلی رنجشیں اور رقابتیں عام تھیں۔ بنیادی طور پر عدنانی اور قحطانی قبائل میں باہم تعصب پایا جاتا تھا۔ مضر اور ربیعہ میں باہمی کش مکش موجود تھی۔ علاوہ ازیں اوس اور خزرج کی دشمنی، قریش و کنانہ کی عداوت، پھر خود قریش میں باہمی گروہ بندیاں اور رقابتیں موجود تھیں۔(۱)

عربوں میں قبائلی عصبیت حد درجے تھی۔ وہ تمام امور حتیٰ کہ سرداری اور پھر اس کی اطاعت میں بھی قبیلے کا لحاظ کرتے تھے۔(۲) عصبیتوں اور باہمی رقابتوں نے ان کی اجتماعیت ختم کردی تھی اور انفرادیت پسندی بڑھادی تھی، حتیٰ کہ بعض قبائل شادی بیاہ کے معاملات بھی صرف اپنے ہی قبیلے میں چلاتے تھے۔(۳)

قبیلہ واری نظام اور قبائلی عصبیت کی وجہ سے ان کے ساتھ تعلقات استوار کرنے اور ان کی شیرازہ بندی کے لیے رشتے داری سے موثر کوئی اور وجہ دوستی نہیں ہوسکتی تھی، چناں چہ آلوسی لکھتے ہیں کہ عربوں میں شادی اجنبیوں کو اپنی طرف مائل کرنے اور دشمنوں کے ساتھ محبت کا تعلق قائم کرنے کا سبب بنتی تھی۔ دو قبیلوں کے درمیان رنجشیں مٹانے اور تعلقات میں اضافہ کرنے کے لیے بھی شادی بڑی کارآمد شے سمجھی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں شادیاں مذہب پر بھی اثر انداز ہوتی تھیں۔(۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائلی عصبیتوں اور باہمی رشتوں کو ختم کرنے اور ان کی

۱۔ ابن اثیر۔ ایام العرب: ج ا، ص ۵۰۲

۲۔ جواد علی: ج ۴، ص ۳۹۲

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ص ۴۰۴

۴۔ آلوسی: ج ۲، ص ۷

شیرازہ بندی کے لیے عرب کے مختلف معزز قبائل میں وقتاً فوقتاً شادیاں کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں نے عرب سماج کو قدیم عصبیتوں سے نجات دلانے میں خصوصی کردار ادا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شادیاں نئی قرابتوں، اسلامی دعوت اور اسلام کے مثالی معاشرے کی بنا پر، قیام امن اور اسلام کو دشمن قبائل کے ضرر سے بچانے کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوئیں۔

مختلف خواتین کے ساتھ عقود نبوی

۱۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا

خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب۔ یہ قبیلہ قریش کے خاندان بنو اسد بن عبدالعزیٰ کی ایک معزز خاتون تھیں اور ان کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ (۱) ابتدائے اسلام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شادی کی وجہ سے مضبوط سہارا میسر آیا۔ (۲) اس شادی کی وجہ سے بنو خویلد بن اسد کے ساتھ تعلقات مضبوط ہوئے اور اسلام کی ترویج و ترقی ہوئی۔

بعثت نبوی کے بعد اسلام کے ابتدائی دور میں حضرت خدیجہ کے قبیلہ (بنو اسد) کے سرداروں کی اولاد و احفاد میں بہت سے لوگ اسلام لائے: مثلاً حضرت زبیر بن عوام، (۳) صائب بن عوام، (۴) خالد بن حزام، (۵) اسود بن نوفل بن خویل، (۶) عمر بن امیہ اسدی، (۷) اور یزید بن زمعہ اسدی، (۸) دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

۱۔ ابن حبیب: ص ۷۷

۲۔ نہایت الارب: ج ۱۸، ص ۱۷۱

۳۔ الاصابہ: ص ۲۷۸۹

۴۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۴۱

۵۔ ایضاً: ج ۴، ص ۱۱۹

۶۔ ایضاً: ج ۴، ص ۱۲۰

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً: ج ۴، ص ۱۲۱

۲۔ سودۃ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن جسل بن عامر بن لوی۔(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد اور حضرت عائشہ سے شادی سے قبل ان سے عقد فرمایا۔(۲)

ان کے خاندان میں ابتدائے اسلام سے ہی درجنوں آدمی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔(۳) قیاس یہ ہے کہ ان لوگوں کے اسلام کی طرف مائل ہونے کا ایک سبب یہ رشتے داری بھی تھی، جس کی وجہ سے خاندانی رابطے قریب ہوئے اور ان لوگوں کو جلد ہی اسلام کے سمجھنے کا موقع میسر آیا۔

۳۔ عائشہ بنت ابوبکر بن ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ ان کی والدہ کا تعلق بنو غنم بن مالک بن کنانہ سے تھا۔(۴) ان کا خاندان (بنو تیم) اگرچہ عددی اعتبار سے چھوٹا تھا، مگر پھر بھی مکی اشرافیہ کا رکن تھا اور خصوصا جاہلی ایام کے آخر میں اس خاندان کی سماجی عزت ومنزلت میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔(۵)

حضرت عائشہ سے شادی کی وجہ سے رشتے داری کے روابط میں مزید اضافہ ہوا اور اس خاندان میں اسلامی اثرات بھی پھیلتے گئے، تا آں کہ فتح مکہ سے قبل ہی اس خاندان کے اکثر افراد مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔(۶)

۱۔ ابن حبیب: ص ۷۹۔ نیز نویری: ج ۱۸، ص ۱۷۳

۲۔ ایضاً

۳۔ ابن سعد: ج ۳، ص ۴۰۳۔ زبیری: ص ۴۱۹ تا ۴۲۱۔ الاصابہ: ص ۵۱۸۔ اسد الغابہ: ص ۱۹۱۰

۴۔ ابن حبیب: ص ۸۰۔ نیز دیکھیں نویری: ج ۱۸، ص ۱۷۴

۵۔ عہد جاہلیت میں مکہ کے شہری مملکت میں ان کے پاس اشناق (خون بہا، جرمنہ اور مالی تاوان کا انتظام) کا انتظامی عہدہ تھا۔ اور عہدے دار حضرت عائشہ کے والد حضرت ابوبکر تھے۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴۔۳۱۵

۶۔ ابن سعد: ج ۳، ص ۲۱۴۔۱۶، ج ۴، ص ۱۲۸۔ مزید دیکھیں زبیری کی دی گئی فہرست میں بنو تیم کے اہم مسلمانوں کا تذکرہ

۴۔ حفصہ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ (۱) اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہوئی تھیں اور مہاجرات حبشہ میں سے تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شعبان ۳ھ میں شادی کی۔ (۲)

حضرت حفصہ کا خاندان (بنو عدی) مکی اشرافیہ کا رکن تھا۔ ان کو جو عزت وافتخار حاصل تھا، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ سفارہ، منافرہ کا اہم منصب ان ہی کے پاس تھا اور خصوصاً بعثت نبوی کے وقت یہ منصب حضرت عمر کے پاس تھا۔ (۳)

اس شادی کے بعد بنو عدی کے ساتھ خاندانی روابط بہت قریب ہوئے اور ان کے سارے خاندان کو یہ موقع میسر آیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کو سمجھ سکیں، چناں چہ صلح حدیبیہ تک ان کے خاندان کا ہر قابل ذکر فرد مسلمان ہو کر مدینے میں ہجرت کر چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کا سفیر بننے سے معذرت کر لی اور کہا کہ ان کے خاندان کا کوئی فرد مکے میں نہیں بچا، جو ان کی حمایت میں قریش سے ٹکر لے سکے۔ (۴)

اس شادی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی ہم زلف بنے، جن میں ابراہیم بن نعیم بن عبداللہ...... بن عدی بن کعب (۵)، عبداللہ بن عمر بن سراقہ بن المعتمر (۶) غزوۂ احد سے قبل ہی مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔

۵۔ زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن

۱۔ بیہقی۔ دلائل النبوۃ: ج ۷، ص ۲۸۵۔ الاستیعاب: ج ۱، ص ۱۹

۲۔ ایضاً۔ نیز ابن حبیب: ۸۳

۳۔ ابن سعد: ج ۳، ص ۷۹۔ ۳۸۰ نیز العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴

۴۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۱۵

۵۔ بلاذری: ۴۲۸

۶۔ الاصابہ: ۴۷۰۴

صعصعہ۔(۱) ان کا تعلق نجد کے ایک بہت بڑے قبیلے عامر بن صعصعہ سے تھا، جس کا شمار عرب کے مشہور اور مرکزی قبائل میں سے ہوتا تھا۔(۲) نجدی اسلام دشمنی میں بہت آگے تھے جس کا اندازہ واقعہ بئر معونہ سے ہوتا ہے کہ انہوں نے ستر مسلمانوں کو شہید کر ڈالا تھا۔(۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں حضرت زینبؓ سے عقد فرمایا۔(۴) حضرت زینبؓ کا اپنے قبیلے میں خاصا اثر و رسوخ تھا اور ان کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، کیوں کہ یہ بہت فیاض تھیں، حتیٰ کہ اُم المساکین کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔(۵)

اس شادی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات بہت سے خاندانوں کے سرکردہ لوگوں سے مضبوط ہوئے، جس ں ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کی دیگر آٹھ بہنوں کی شادیاں مختلف قبائل کے سرداروں سے ہوئی تھیں۔(۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شادی کا ایک اہم مقصد نجدیوں سے تعلقات بہتر کر کے ان کو اسلامی وفاق میں شامل کرنا بھی تھا، (۷) چناں چہ اہل نجد سے تعلقات استوار ہوئے اور ۱۰ھ تک ان کے بہت سے افراد دائرہ اسلام میں شامل ہو گئے۔(۸)

۱۔ ابن حبیب: ۸۳

۲۔ ایضاً: ۴۳۲ نیز دیکھیں جواد علی: ج ۴، ص ۴۳۳

۳۔ بخاری: ج ۲، ص ۵۸۶

۴۔ الاستیعاب: ج ۱، ص ۵۴ نیز بلاذری: ۴۲۹

۵۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۱۱۵۔ ابن حبیب: ۸۳

۶۔ الاستیعاب: ج ۲، ص ۷۵۹

۷۔ اسی قبیلے (بنو عامر بن صعصعہ) کی ایک دوسری خاتون ضباعہ بنت عامر بن قرط کی طرف بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام بھیجا، لیکن وہاں پر بات نہیں بن پائی۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۱۵۳۔ نیز ابن حبیب: ۹۷۔ علاوہ ازیں نجد کے قبیلہ بنو کلاب سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد عقد فرمائے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو آئندہ صفحات

۸۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو آئندہ صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱

ام المومنین حضرت زینب کی دیگر بہنیں اوران کے خاوند

	(خاوند)
۱۔ام الفضل (لبابۃ الکبریٰ)	عباس بن عبد المطلب
۲۔لبالبہ صغریٰ	ولید بن مغیرہ مخزومی
۳۔عصماء	ابی بن خلف جمحی
۴۔عزہ	زیاد بن عبد اللہ بن مالک ہلالی
۵۔اسماء بنت عمیس	جعفر بن ابی طالب
۶۔سلمیٰ بنت عمیس	حمزہ بن عبد المطلب
۷۔سلامہ بنت عمیس	عبد اللہ بن منبہ خثعمی
۸۔میمونہ	محمد رسول اللہ

۶۔ام سلمۃ (ہند) بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہبن مرہ بن کعب بن لوی۔(۱) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی برہ بنت عبد المطلب کی صاحب زادی تھیں۔(۲) ان کا باپ ابوامیہ ''بزاد الراکب'' سے مشہور تھا اور قریش کے سخی اور صاحب کرم لوگوں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شادی ۴ھ میں ہوئی،(۴) اس شادی کے ذریعے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنو مخزوم سے تعلقات بہتر کرنا چاہتا تھے۔(۵) شواہد سے معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت حد تک اس میں کامیاب بھی ہوئے، مثلاً اسی شادی کے بعد ام سلمہؓ کے برادر عبد اللہ بن ابو امیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی میں تمام

۱۔ابن حبیب: ۸۳۔نویری: ج ۱۸، ص ۱۷۹

۲۔بلاذری: ۴۲۹

۳۔الاستیعاب: ج ۲، ص ۷۶۳

۴۔بلاذری: ۴۲۹، نویری: ج ۱۸، ص ۱۷۹

۵۔مکے میں قریش کی گروہ بندیوں میں انہوں نے بنو ہاشم کے خلاف دوسرے قبیلوں کا ساتھ دیا تھا۔ دیکھیں گزشتہ صفحات

قریش سے بڑھ کر تھے، مسلمان ہو گئے۔(۱) علاوہ ازیں اسی خاندان کے اہم فرد خالد بن ولیدؓ کے برادر ولید بن ولیدؓ مسلمان ہوئے،(۲) نیز اسی خاندان کے اہم فرد اور مکی اشرافیہ کے رکن خالد بن ولید بھی اسی عقد کے کچھ عرصے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔(۳)

زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔(۴) ان کی والدہ امیمہ عبدالمطلب بن ہاشم کی بیٹی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے شادی کی۔(۵) ان کے قبیلے اسد بن خزیمہ، خصوصاً ان کے خاندان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ مکے میں ان کا خاندان انتہائی بااثر تھا۔(۶) اس شادی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بااثر اور اہم خاندان کے ساتھ رشتے داری قائم ہوئی۔

۷۔ ام حبیبہ بنت ابوسفیان بن حرب بن امیہ اکبر بن عبدشمس بن عبد مناف۔(۷) ان کی والدہ کا تعلق بھی بنو امیہ سے تھا اور وہ حضرت عثمان بن عفان کی چچی تھی۔(۸) بنو عبدالشمس، خصوصاً بنو امیہ کا شمار قریش کے باحیثیت اور اہم ترین خاندانوں میں ہوتا تھا۔(۹) ام حبیبہؓ کے والد ابوسفیان کا شمار قریش کے سرداروں میں ہوتا تھا۔ مکے کی شہری ریاست میں ان کے پاس عقاب کا انتظامی عہدہ تھا۔(۱۰) ام حبیبہؓ کا شمار ابتدائی مسلمانوں میں سے ہوتا ہے۔

۱۔ ابن قتیبہ: ۱۳۶

۲۔ الاصابہ: ۹۱۵۳

۳۔ ابن سعد: ج ۴، ص ۲۵۳ نیز دیکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ۳۱۲

۴۔ ابن حبیب: ص ۸۵

۵۔ نویری: ج ۱۸، ص ۱۸۰

۶۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ص ۳۱۸

۷۔ بیہقی۔ دلائل النبوہ: ج ۷، ص ۲۸۵

۸۔ نویری: ج ۱۸، ص ۱۸۴

۹۔ ابن حبیب: ۱۳۲ نیز العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴

۱۰۔ ایضاً

انہوں نے اپنے پہلے خاوند عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، وہاں جا کر ان کا خاوند نصرانی ہو گیا اور پھر وہیں فوت ہو گیا۔(۱)

قرین قیاس یہ ہے کہ ان کے والد ابوسفیان اپنا رسوخ استعمال کر کے اپنی بیٹی ام حبیبہؓ کو واپس مکے بلا لیتے، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نوبت ہی نہ آنے دی اور اپنا قاصد بھیج کر (ام حبیبہؓ) سے نکاح کر لیا۔ اس طرح ۷ھ میں یہ مدینے چلی آئیں۔(۲)

بنو ہاشم اور بنو امیہ کی باہم سیاسی چپقلش بھی تھی۔(۳) علاوہ ازیں یہ (بنو حرب) اسلام دشمنی میں بھی پیش پیش تھے۔(۴) ابوسفیان جو مسلمانوں کے خلاف اکثر جنگوں میں پیش پیش ہوتے تھے، نے اس عقد کے بعد مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا، بل کہ حدیبیہ کی صلح ٹوٹنے پر بہ نفس نفیس مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے کہ صلح کا معاہدہ بہ حال کیا جائے۔(۵)

اس عقد کی وجہ سے بنو امیہ کے ساتھ رشتے داری کے قریبی تعلقات میں خوب اضافہ ہوا اور بنو امیہ میں اسلام کی روشنی پھیلتی گئی، چناں چہ اس شادی کے کچھ ہی عرصے بعد ابوسفیان کے صاحب زادے معاویہؓ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔(۶) خود ابوسفیان بھی فتح مکہ کے دوران اسلام لے آئے۔(۷) اس طرح بنو امیہ کی اسلام دشمنی، دوستی اور محبت میں تبدیل ہو گئی۔

۸۔ جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ

۱۔ ابن حبیب: ص ۸۸

۲۔ نویری: ج ۱۸، ص ۱۸۵

۳۔ مکے میں سیاسی گروہ بندیوں کے دوران یہ بنو ہاشم کے خلاف تھے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو گزشتہ صفحات

۴۔ قبل از اسلام ابوسفیان اور ان کی بیوہ ہندے نے مسلمانوں کے خلاف کارروائیوں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ہندہ کا مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کا یہ عالم تھا کہ جنگ احد میں اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہؓ کا پیٹ پھاڑ کر کلیجہ چبا لیا تھا۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۹۱

۵۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۸

۶۔ الاصابہ: ۸۰۷۰

۷۔ اسد الغابہ: رقم ۵۹۶۱

(مصطلق) (۱) ان کا ایک دادا مزیقا، یمن کے بادشاہوں میں سے تھا۔ (۲) ان کا قبیلہ (بنو مصطلق) قریش مکہ کا حلیف تھا اور احابیش میں سے تھا اور اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق کو اسلامی وفاق کے ساتھ جوڑنے کی نہایت اہم تدبیر فرمائی کہ ان کی سیدزادی (جویریہ بنت حارث، جو غزوہ مریسیع میں قیدی بن کر آئی تھیں) کو اہتمام کے ساتھ آزاد کر کے شادی کر لی۔ (۴) اس شادی کا علم جب صحابہ کو ہوا تو انہوں نے حضرت جویریہ کے تمام رشتے دار قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ (۵)

اس شادی کے مزید اثرات یوں مرتب ہوئے کہ اس کے فوراً بعد ان کے والد، (جو بنو مصطلق کے سردار تھے) (۶) بھائی اور ان کی قوم مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔ (۷) اس طرح اسلامی مملکت کی سرحد مکے کی سمت تقریباً سو میل آگے بڑھ گئی۔ (۸)

۹۔ صفیہؓ بنت حیی ابن اخطب بن سعیہ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن خزرج بن حبیب بن نضر بن نحام۔ (۹) یہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کی سیدہ تھیں اور ان کا سلسلہ ہارون علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ (۱۰)

۱۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۱۰۱۔ نویری: ج ۱۸، ص ۱۸۲

۲۔ ابن حبیب: ۶ ۴۳، الکاسانی۔ بدائع الصنائع: ج ۷، ص ۴۴

۳۔ ابن حبیب: ۲۴۶۔ نیز دیکھیں جواد علی: ج ۴، ص ۳۱۔ نیز ملاحظہ ہو غزوۂ مریسیع کا واقعہ۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۸۹

۴۔ ابن حبیب: ص ۸۹ تا ۹۰

۵۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ ''میں کسی عورت کو نہیں جانتی جو اپنی قوم کے لیے جویریہ سے زیادہ بڑھ کر برکت والی ہو'' ایضاً: ص ۹۰

۶۔ ابن حبیب: ص ۸۹

۷۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۲۵۹

۸۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ص ۳۱۷

۹۔ ابن حبیب: ۹۰۔ نویری: ج ۱۸، ص ۱۸۶

۱۰۔ ایضاً

ان کا باپ حیی قبیلے کے معزز سرداروں میں سے شمار ہوتا تھا، (۱) ان کا نانا سموئل سارے عرب میں دلیری اور شجاعت میں مشہور تھا اور وفاداری میں ضرب المثل تھا۔ (۲) حضرت صفیہؓ کا پہلا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق قبیلے کا اہم آدمی تھا اور خیبر کے سرداروں میں سے تھا۔ (۳)

ام المومنین حضرت صفیہؓ کا قبیلہ مسلمانوں کا سخت دشمن تھا اور ہمہ وقت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں سرگرم عمل رہتا تھا۔ (۴) جنگ خیبر (مسلمانوں اور یہودیوں کی باہمی لڑائی) میں حضرت صفیہؓ قیدی کی حیثیت سے مسلمانوں کے پاس آئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے ساتھ اختلافات ختم کرنے، تعلقات بہتر کرنے اور اسلام سے قریب کرنے کے لیے (یہودیوں کی نہایت اہم اور بااثر خاتون) حضرت صفیہ سے نہایت اہتمام کے ساتھ نکاح فرمایا۔ (۵) اس عقد (۷ھ) کے بعد یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف بالواسطہ یا بلاواسطہ کبھی بھی لشکر کشی نہیں کی۔

۱۰۔ میمونہؓ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ھلال بن عامر بن صعصعہ۔ (۶) نجد کے ایک بڑے قبیلے عامر بن صعصعہ سے آپ کا تعلق تھا۔ یہ ام المومنین زینب بنت خزیمہؓ کی بہن تھیں، ان کی دیگر تمام بہنوں کی شادیاں مختلف قبائل کے

۱۔ نویری: ج ۱۸، ص ۱۸۶

۲۔ ابن حبیب، ص ۹۰۔ ۳۴۸

۳۔ ابن حبیب: ص ۹۰

۴۔ مسلمانوں اور مشرکین کے مابین جتنی بھی جنگیں ہوئیں، ان جنگوں میں یہود کا تعلق ظاہری یا مخفی طور پر معاونین مشرکین کی حیثیت سے رہا۔

۵۔ ابن حبیب: ۹۰۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کے علاوہ بنوقریظہ کی ایک خاتون ریحانہؓ بنت عمرو سے بھی شادی کی۔ ابن سعد نے ریحانہؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور اپنے سامنے بٹھا کر مجھے ہر طرح کا اختیار دیا تو میں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کرلیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آزاد کرکے اپنی زوجیت میں لے لیا۔'' ابن سعد: ج ۸، ص ۱۳۰۔ نیز دیکھیں واقدی: ص ۵۲۰، ۵۲۱

۶۔ نویری: ج ۱۸، ص ۱۸۸

سرداروں سے ہوئی تھیں۔(۱)

زینب بنت خزیمہؓ کی وفات کے بعد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل نجد سے تعلقات مزید کم زور نہیں کرنا چاہتے تھے،(۲) چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کی بہن حضرت میمونہؓ سے ۷ھ میں عقد فرمایا۔(۳)

اس عقد (۷ھ) کے بعد نجد میں اسلام تیزی سے پھیلنا شروع ہوا اور ۱۰ھ تک ان کے بہت سے افراد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔(۴)

دیگر قبائل کی خواتین سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیاں

۱۔ بنو کلاب: یہ بنو عامر بن صعصعہ کی ایک شاخ تھی، جو بہ جائے خود ایک قبیلے کی شکل اختیار کر گئی تھی۔(۵) ان سے مسلمانوں کے تعلقات صحیح طور پر استوار نہ ہوئے تھے۔ ۷ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف حضرت ابوبکرؓ کی سربراہی میں ایک سریہ بھی ارسال کیا تھا،(۶) اسی طرح ۹ھ میں بھی ان (بنو کلاب) کی طرف ضحاک بن سفیان کی سربراہی میں ایک سریہ ارسال کیا۔(۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے (بنو کلاب) کی بعض خواتین سے عقد فرمائے،

۱۔ الاستیعاب: ج ۲، ص ۷۵۹

۲۔ مسلمانوں کے ساتھ اہل نجد کے تعلقات اچھے نہ تھے، اس کا اندازہ بئر معونہ کے واقعے سے ہوتا ہے کہ ۴ھ میں اہل نجد نے دھوکے سے مسلمانوں کی کثیر تعداد کو شہید کر دیا تھا۔ بخاری: ج ۲، ص ۵۸۶۔ نیز دیکھیں اہل نجد کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مرتبہ لشکر بھیجنا۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۱۱۷، ۱۶۲

۳۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۱۳۲

۴۔ ملاحظہ ہوں وفود بنو عامر بن صعصعہ، بنو رباث بن کلاب، بنو عقیل بن کعب، بنو جعد بن کعب اور بنو البکاء۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۳۰۰ تا ۳۰۴

۵۔ المعارف: ۸۷۔ قلقشندی۔ نہایۃ الارب: ۴۰۷

۶۔ ابن سعد: ج ۲، ص ۱۱۷

۷۔ ایضاً: ج ۲، ص ۱۶۲

مثلاً:

۱۔ عالیہؓ بنت ظبیان بن عمر بن عوف بن عبد بن ابی بکر بن کلاب۔ (۱)

۲۔ سناؓ بنت سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب۔ (۲)

۳۔ عمرہؓ بنت یزید بن عبید بن روّاس بن کلاب۔ (۳)

۴۔ فاطمہؓ بنت ضحاک بن سفیان کلابی۔ (۴)

مختلف وجوہات کی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خواتین کو طلاق دے دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو کلاب میں جو شادیاں کیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان (بنو کلاب) سے تعلقات استوار کرنا چاہتے تھے اور شواہد سے پتا چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو کلاب کے ساتھ تعلقات استوار کر لیے تھے، چناں چہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل بڑی تعداد میں مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے تھے۔ (۵)

۲۔ بنو کندہ: یہ جنوبی عرب کا ایک شاہی خاندان تھا، ان کی اکثر شاخیں یمن اور حضر موت کے متعدد مقامات پر آباد تھیں۔ (۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے کی دو خواتین سے عقد فرمایا:

۱۔ اسماء بنت نعمان بن اسود

۱۔ ابن حبیب: ص ۹۳

۲۔ ایضاً

۳۔ ابن قتیبہ: ص ۱۳۹۔ نیز بلاذری: ص ۴۵۶

۴۔ بیہقی، دلائل النبوۃ: ج ۷، ص ۱۴۹۔ نویری: ج ۱۸، ص ۱۹۱

۵۔ بنو کلاب کے درج ذیل بطون وفود کی شکل میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ ملاحظہ ہو وفد بنو بکاء، بنو رئاش، بنو عقیل بن کعب، بنو جعدہ بن کعب، بنو قشیر وغیرہ۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۳۰۰، ۳۰۵

۶۔ ابن حزم: ص ۳۹۹۔ ۴۰۵۔ نیز دیکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی: ص ۳۱۷

۲۔ قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب۔ ان میں سے اسماء بنت نعمان کو قربت کے تعلقات سے قبل ہی چھوڑ دیا تھا۔(۱) دوسری خاتون قتیلہ بنت قیس سے شادی سے قبل ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تھے۔(۲)

۳۔ بنو کلب: یہ ایک اہم قبیلہ تھا اور دومۃ الجندل کے قریب آباد تھا۔(۳) اس قبیلے کی دو عورتوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمائے:

۱۔ خولہ بنت ہذیل بن ہبیرہ بن قبیصہ بن حارث بن حبیب بن حرفہ بن ثعلبہ بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب۔

۲۔ شراف بنت خلیفہ بن فردہ۔

مذکورہ بالا دونوں عورتیں دحیہ بن خلیفہ کلبی (صحابی) کی بہنیں تھیں۔ دونوں کے متعلق لکھا ہے کہ یہ قریب سے قبل ہی وفات پا گئی تھیں۔(۴)

۴۔ بنو سلیم: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلیم کی ایک خاتون سنا بنت صلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن حرام بن سماک بن عوف سلمی سے عقد فرمایا، لیکن قربت سے قبل ہی اسے چھوڑ دیا،(۵) ان کا تعلق عرب کے مشہور قبیلے بنو سلیم سے تھا، جن سے مسلمانوں کے تعلقات نہایت کشیدہ تھے، انہوں نے غزوۂ احزاب میں سات سو جنگ جوؤں پر مشتمل دستہ مسلمانوں کے خلاف بھیجا تھا۔(۶)

۱۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۱۴۳۔ بلاذری: ص ۴۵۶

۲۔ ابن سعد: ج ۳، ص ۱۴۷ نیز الاستیعاب: ج ۲، ص ۷۵۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے قبل ہی بنو کندہ کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات استوار ہو چکے تھے، چناں چہ اشعث بن قیس کندی کی سربراہی میں ان کا ایک بڑا وفد ۹ھ یا ۱۰ھ میں مدینہ حاضر ہو کر مسلمان ہوا۔ ابن حبیب: ص ۲۹۱۔ نیز دیکھیں ابن قتیبہ: ص ۳۳۳

۳۔ قلقشندی: ج ۱، ص ۳۱۶۔ بلاذری: ص ۱۹۔ ۳۷۸

۴۔ ابن حبیب: ص ۹۳۔ بلاذری: ص ۴۶۰

۵۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۱۴۹۔ ابن حبیب: ص ۹۳

۶۔ واقدی: ص ۴۴۳

بنو سلیم سے تعلقات خوش گوار کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ نہ صرف مسلمان ہوئے، بل کہ فتح مکہ کے اسلامی لشکر میں ان کے ایک ہزار جنگ جوؤں نے شرکت کی (۱) اور ۱۰ھ تک یہ قبیلہ کثرت سے مسلمان ہو گیا۔(۲)

متفرقات

۱۔ بنو کنانہ کی ایک عورت ملیکہ بنت کعب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ میں عقد فرمایا، لیکن قربت سے قبل ہی چھوڑ دیا۔(۳)

۲۔ قبیلہ غفار کی ایک خاتون سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا، مگر اس پر برص کی بیماری کو دیکھ کر اسے چھوڑ دیا۔(۴)

۳۔ بنو عامر بن لؤی کی ایک عورت غزیہ (ام شریک) بنت دودان بن عوف بن جابر بن ضباب بن حجر بن عبد بن معاویہ بن عامر بن لؤی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا، یہ خاتون نہایت بہادر تھیں اور بغیر جھجھک کے اسلام کی تبلیغ کرتی تھیں۔(۵)

۴۔ لیلیٰ بنت خطیم بن عدی بن عمرو کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا تھا، مگر بات نہ بن سکی۔(۶) یہ مشہور شاعر قیس بن خطیم کی بہن تھیں اور ان کا باپ جاہلی عہد کا مشہور سخی آدمی تھا۔(۷)

۱۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۴۰۰

۲۔ ایضاً۔ نیز دیکھیں ابن سعد: ج ۱، ص ۳۰۷

۳۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۱۴۸۔ نیز دیکھیں بلاذری: ص ۴۵۸

۴۔ نویری: ج ۱۸، ص ۱۸۹

۵۔ مشہور اور عام روایت کے مطابق انہوں نے اپنے نفس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔ ابن سعد: ج ۸، ص ۱۵۴ نیز ابن حبیب: ص ۸۱۔۸۲

۶۔ ابن حبیب: ص ۹۶

۷۔ ابن حبیب: ص ۹۶۔ نیز دیکھیں جواد علی: ج ۴، ص ۵۸۰

مکے کی سیاست پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کے اثرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے جن خاندانوں میں شادیاں کیں، وہ سب مکے کی شہری مملکت کے سیاسی ستونوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان شادیوں کی وجہ سے بہت سارے اہم سیاسی لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتے دار بن گئے، جن میں سے بڑی تعداد مسلمان ہوئی اور اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کر لی۔

قریشی خاندانوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیاں اور اہم شخصیات کی اسلامی وفاق میں شمولیت

۱۔ بنو تمیم: یہ خاندان مکی اشرافیہ کا رکن تھا۔ مکے کی ریاست میں جاہلی دور سے ان کے پاس اشناق کا انتظامی عہدہ چلا آ رہا تھا، جس کے عہدے دار ابو بکرؓ تھے، (۱) جو ابتدا ہی سے مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت عائشہؓ سے شادی کی وجہ سے رشتے داری کے قریبی تعلقات میں خوب اضافہ ہوا اور اس خاندان میں اسلامی اثرات اتنے پھیلے کہ فتح مکہ سے قبل ہی اس خاندان کے اہم افراد مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے تھے۔ (۲) مکے کی ریاست کے اس سیاسی خاندان کے اہم افرد کے اسلامی وفاق میں شامل ہونے سے یہاں کی سیاست میں اسلامی اثرات داخل ہوئے۔

۲۔ بنو اسد: یہ خاندان بھی مکی اشرافیہ کا رکن تھا۔ عہد جاہلیت میں مکے کی شہری ریاست کے انتظامی عہدوں میں سے ان کے پاس مشورہ جیسا اہم عہدہ تھا، جس کے عہدے دار یزید بن زمعہؓ تھے۔ (۳) مکے کی سیاسی گروہ بندیوں میں یہ خاندان بنو عبد المطلب کا حریف تھا۔ (۴)

۱۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴۔ ۳۱۵

۲۔ ابن سعد: ج ۳، ص ۲۱۴۔ ۲۱۶، ج ۴، ص ۱۲۸۔ نیز دیکھیں زبیری کی دی گئی فہرست صفحات ۲۷۶، ۲۸۱ تا ۲۸۸

۳۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴

۴۔ مکے میں بین القبائل سیاسی گروہ بندیوں کی تفصیل ملاحظہ ہو گزشتہ صفحات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاندان کی اہم خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد سے شادی کی تو ان سے رشتے داری کے قریبی تعلقات قائم ہوئے اور اس خاندان میں اسلامی اثرات اس طرح پھیلے کہ سرداروں کی اولاد و احفا کے اہم لوگ اسلام لائے، مثلاً حضرت زبیر بن عوام۔ (۱) صائب بن عوام۔ (۲) خالد بن خزام۔ (۳) اسود بن نوفل بن خویل۔ (۴) عمرو بن امیہ اسدی۔ (۵) یزید بن زمعہ (۶) وغیرہ۔

اس شادی کی وجہ سے بنو عبدالمطلب کے ساتھ بنو اسد کی رقابت میں کمی آئی۔ مشورت (انتظامی عہدہ) کے عہدے دار یزید بن زمعہ اور اس قبیلے کے دیگر اہم لوگوں کے اسلامی وفاق میں شامل ہونے کی وجہ سے مکے کی سیاست پر اسلامی اثرات مضبوط ہونے لگے۔

۳۔ بنو مخزوم: عہد جاہلیت میں مکے کی شہری ریاست میں ان کے پاس قبہ اور راعنۃ الخیل کے انتظامی عہدے تھے۔ (۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے کی سیدزادی ام سلمہؓ بنت ابی امیہ سے نکاح کیا تو ان سے رشتے داری کے قریبی تعلقات پیدا ہوئے۔ اس رشتے داری کے بعد بنو مخزوم کے اہم سیاسی افراد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مثلاً شادی کے کچھ ہی عرصے بعد ام سلمہؓ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی میں تمام قریش سے بڑھ کر تھے، مسلمان ہو گئے۔ (۸) علاوہ ازیں اسی خاندان کے فرد خالد بن

---

[۱] ۔الاصابہ: ۲۷۸۹

[۲] ۔ابن سعد: ج ۸، ص ۴۱

[۳] ۔ایضاً: ج ۴، ص ۱۱۹

[۴] ۔ایضاً: ج ۴، ص ۱۲۰

[۵] ۔ایضاً

[۶] ۔ان کا باپ زمعہ ام سلمہؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کی وجہ سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم زلف بن گیا۔ ابن حبیب: ص ۱۰۲

[۷] ۔العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴۔۳۱۵

[۸] ۔ابن قتیبہ: ص ۱۳۶

ولید کے بھائی ولید بن ولید بھی مسلمان ہوئے۔(۱) شادی کے کچھ ہی عرصے بعد مکے کی اہم سیاسی شخصیت اور انتظامی عہدے دار حضرت خالد بن ولیدؓ بھی مسلمان ہوکر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔(۲) اس طرح مکے کی سیاست پر اسلامی اثرات مضبوط ہوتے چلے گئے۔

۴۔ بنو عدی: بنو عدی کو مکی سماج میں جو عزت وافتخار حاصل تھا، اس کا اندازہ اس سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ سفارہ کا اہم منصب ان ہی کے پاس تھا۔ بعثت نبوی کے وقت اس منصب پر حضرت عمرؓ فائز تھے۔(۳) آپؓ ابتدا ہی میں اسلام لا چکے تھے۔ اور مدینے میں مہاجر کی حیثیت سے رہائش پذیر تھے۔ ۳ھ (شعبان) میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ سے شادی کر لی،(۴) اس طرح بنو عدی سے خاندانی روابط خاصے مضبوط ہوئے، اس شادی کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی ہم زلف بنے، جن میں ابراہیم بن نعیم بن عبداللہ...... بن عدی بن کعب اسلام لائے،(۵) علاوہ ازیں بنو عدی کے ہی عبداللہ بن عمر بن سراقہ بن المعتمر بھی غزوۂ احد سے قبل مسلمان ہوکر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔(۶)

حضرت عمرؓ کے خاندان میں اسلام اس تیزی سے پھیلا کہ صلح حدیبیہ تک ان کے تمام قابل ذکر آدمی سلمان ہو کر مدینے ہجرت کر آئے تھے۔(۷) اس خاندان کے اسلامی وفاق

۱۔ اصابہ: ۹۱۵۳

۲۔ ابن سعد: ج ۴، ص ۲۵۳۔ نیز دیکھیں اصابہ: ۲۲۰۱

۳۔ ابن سعد: ج ۳، ص ۹ ۲۷۔ ۲۸۰۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴

۴۔ الاستیعاب: ج ۱، ص ۱۹

۵۔ ابن حبیب: ص ۱۰۱۔ بلاذری: ص ۴۲۸۔ اسد الغابہ: نمبر ۱۹

۶۔ الاصابہ: ۴۰۷۴۔ غزوہ احد ۵ شوال ۳ھ سے قبل مسلمان ہوئے، ابن حبیب، کتاب المحبر: ص ۱۰۲

۷۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمرؓ نے حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کا سفیر بننے سے معذرت کر لی اور کہا کہ میرے خاندان کا کوئی فرد مکہ میں نہیں بچا، جو میری حمایت میں قریش سے ٹکر لے سکے۔ ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۱۵

میں شامل ہونے کی وجہ سے مکی سیاست میں موجود خلا زیادہ ہو گیا۔

۵۔ بنو امیہ: یہ مکی اشرافیہ کے اہم رکن تھے اور ان کے پاس عقاب (یعنی جنگی نشان کی علم برداری) کا عہدہ تھا، جس کے عہدے دار بعثت نبوی کے وقت ابوسفیان بن حرب تھے، (۱) سیاسی طور پر یہ بنو ہاشم کے رقیب بھی تھے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیانؓ کی صاحب زادی ام حبیبہؓ سے شادی کی، جس سے دونوں خاندانوں کے تعلقات میں خوش گوار اضافہ ہوا، اس شادی کے کچھ عرصے بعد ابوسفیانؓ کے صاحب زادے معاویہؓ اسلام لے آئے۔ (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف عبدالرحمن بن حارث بن امیہ (۴) اور محمد بن ابی حذیفہ جو بنو عبد شمس سے تعلق رکھتے تھے، اسلام لے آئے۔ (۵) علاوہ ازیں اس شادی کی وجہ سے بنو جمح کے ایک فرد اور مکی انتظامیہ کے عہدے دار صفوان بن امیہ بن خلف (۶) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف بنے اور مسلمان ہوئے۔ (۷) فتح مکہ میں اس خاندان کے اہم فرد ابوسفیانؓ بھی اسلام لے آئے۔ (۸) اس طرح مکے کی شہری ریاست کا یہ اہم ترین ستون بھی اسلامی وفاق میں شامل ہو گیا۔

عمومی جائزہ

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن قبائل میں شادیاں کیں یا جہاں آپ صلی اللہ علیہ

۱۔ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۱۴۔ مزید دیکھیں جواد علی: ج ۴، ص ۴۲

۲۔ ملاحظہ ہو گزشتہ ص: ۲۰۔ نیز دیکھیں جواد علی: ج ۴، ص ۷۱

۳۔ اصابہ: ص ۸۰۷۰

۴۔ ایضاً: ۵۰۹۹

۵۔ اسد الغابہ: ۴۷۱۳

۶۔ ان کا باپ بدر کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ الاصابہ: ۴۰۷۳

۷۔ مذکورہ بالا تینوں افراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف تھے، ملاحظہ ہو بلاذری: ص ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ نیز دیکھیں اصابہ میں صفوان بن امیہ بن خلف، الاصابہ: ۴۰۷۳

۸۔ اسد الغابہ: ۵۹۶۱

وسلم نے شادی کے پیغامات بھیجے، ان میں سے اکثر قبائل کا شمار عرب میں اہم، مشہور اور با اثر قبائل میں ہوتا تھا۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں اپنے اپنے قبیلے میں بہتر مقام اور اچھا اثر رسوخ رکھتی تھیں، لہٰذا ان شادیوں کی وجہ سے قبائل میں مسلمانوں کا میل ملاپ زیادہ ہوا، جس سے غیر مسلموں کو اسلام کو سمجھنے کا موقع میسر آیا۔

۳۔ ازواج مطہرت کے موالی اور دیگر رشتے دار ان عقود کے بعد کثرت سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اس ابتدائی دور میں جب کہ مسلمان نہایت قلیل تعداد میں تھے، کسی وجہ سے چند افراد کا مسلمان ہونا بھی نہایت اہم اور سودمند تھا۔

۴۔ ان عقود کی وجہ سے مسلمانوں کے دشمن قبائل کے ساتھ تعلقات استوار ہوئے اور مسلمانوں کے خلاف دشمن قبائل نے لشکر کشی کو ترک کر دیا یا ان کی دشمنی اور ضرر رسانی میں کمی آ گئی۔

۵۔ بہت سے اہم اور موثر قبائل ان عقود کی وجہ سے آپس میں قریب ہوئے، جس سے پرانی دشمنیوں اور قبائلی تعصب کا بہت حد تک خاتمہ ہوا۔

۶۔ مختلف اہم قبائل اور ان کی شاخوں سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوش گوار صہری تعلقات قائم ہوئے، جس سے باہم میل ملاپ کے خوب مواقع میسر آئے، اس طرح کم سے کم مدت میں اسلام کی زیادہ سے زیادہ ترویج ممکن ہوئی۔

۷۔ مکے کی سیاست جاہلی دور سے ہی اشرافیہ (Oligarchy) کے اصولوں پر قائم تھی، جس میں قریش کے اہم خاندانوں کو نمائندگی حاصل تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں کی وجہ سے قریش کے تمام اہم خاندانوں کے ساتھ رشتے داری کے قریبی تعلقات میں اضافہ ہوا، نیز ان خاندانوں کے خانوادے مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔ اس طرح جاہلی دور کی چلی آنے والی مکی سیاست پر اسلامی سیاست غالب ہو گئی۔

حرف آخر

جو تفصیلات گزشتہ صفحات میں بیان کی گئی ہیں، ان کے نتائج و حاصلات درج ذیل ہیں:۔

عرب کا پہلا نام ''عربہ'' تھا، جو بعد میں عرب بولا جانے لگا۔ تمام سامی زبانوں میں ''عرب'' بادیہ کے لیے بولا جاتا ہے۔ عبرانی زبان میں ''عرابہ'' بیابان کو کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم نے بھی اس جگہ کے لیے ''وادغیر ذی زرع'' کے الفاظ استعمال کیے ہیں، یعنی ''ناقابل کاشت وادی'' یہ الفاظ عرب کا موزوں مفہوم ادا کرتے ہیں اور عرب کی وجہ تسمیہ کے بارے میں بھی یہ بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ پہلے ملک کا نام عرب پڑا، بعد میں قوم کو بھی عرب کہا جانے لگا۔ ملک عرب کو جزیرہ نما ہونے کی وجہ سے مجازاً جزیرۃ العرب کہا جاتا ہے۔ قدیم جغرافیہ دان جزیرۃ العرب کو پانچ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں: ۱۔ تہامہ ۲۔ نجد ۳۔ عروض ۴۔ یمن ۵۔ حجاز

قبائل عرب

تمام عربوں کا مرکز دو آدمی ہیں: ۱۔ عدنان ۲۔ قحطان

عدنانی قبائل: ۱۔ ربیعہ ۲۔ مضر ۳۔ انمار ۴۔ ایاد

ایاد کی اولاد میں بنو زہرہ، دعمی، نمارہ، بنو ثعلبہ اور انمار کی اولاد میں بنو بجیلہ اور بنو خثعم مشہور تھے۔ ربیعہ کے قبائل میں بنو عنزہ، بنو جدیلہ، عبدالقیس، بنو ہنب، بنو وائل، بنو بکر، بنو تغلب اور مضر کے قبائل میں بنو ہوازن، باہلہ، بنو مازن، بنو غطفان، بنو سلیم، بنو عامر بن صعصعہ، بنو کلاب، بنو تمیم، مزینہ، بنو ضبہ، بنو ہذیل اور بنو خزیمہ مشہور تھے۔ خزیمہ کی اولاد میں بنو اسد اور کنانہ مشہور تھے۔ کنانہ کی اولاد میں چھ فروع تھے، جن میں عبد مناۃ سے بنو بکر، بنو مدلج، بنو الحارث، بنو لیث، بنو ضمرہ، بنو غفار اور بنو نضر بن کنانہ تھے، نضر بن کنانہ سے بنو فہر یعنی قریش بہت مشہور تھے۔

قحطان: دو قبیلوں کو قحطانی قبائل کا مرکز سمجھا جاتا تھا: ۱۔ حمیر ۲۔ کہلان

۱۔ کہلان بن سبا کی اولاد میں بنو ازد، بنو طے، بنو مذحج، بنو ہمدان، کندہ، جذام، بنو لخم، بنو اشعر، بنو عاملہ، بنو خولان، بنو لہب، بنو اوس اور بنو خزرج مشہور تھے۔

حمیر: حمیری قبائل میں قبیلہ قضاعہ مشہور تھا، جو تمام حمیری نسلوں پر چھا گیا۔

قضاعہ کے قبائل میں بنو بلی جہینہ، بنو کلب، بنو عذرہ، بہراء بنو نہد، اراشہ، بنو تنوح، بنو نمر،

سلیح، بنوالقین اور بنومہرہ وغیرہ مشہور تھے۔

یہودی قبائل

یہود پورے عرب میں جگہ جگہ آباد تھے۔ یمن، عمان، بحرین، نجد، طائف، خیبر، فدک، وادی القریٰ دومۃ الجندل، مقنا، اذرح اور جرباء وغیرہ کے علاقوں میں یہودیوں کی آبادیاں تھیں۔ مدینے کے مشہور یہودی قبائل میں بنوقریظہ، بنونضیر، بنوقینقاع اور بنوہدل وغیرہ تھے۔

قبائل عرب کی باہمی عداوتیں

قبائل عرب میں قدیم زمانے سے ہی باہمی لڑائیوں اور دشمنیوں کا سلسلہ چلتا آیا تھا۔ بنیادی طور پر عدنانی و قحطانی قبائل کی باہمی چپقلش تھی۔ بکر اور مضر، بکر و تغلب، بنوعبس و ہوازن، اوس وخزرج، قریش و کنانہ اور قیس عیلان کے درمیان عداوتوں کا ایک سلسلہ چلا آرہا تھا۔

اہل عرب کا سیاسی وانتظامی ڈھانچہ

عرب میں دو قسم کے لوگ رہتے تھے:

۱۔ اہل الوبر (بدوی) ۲۔ اہل المدر (شہری باشندے)

اہل الوبر: یہ اکثر بدوی اور خانہ بدوش تھے۔ ان میں باقاعدہ سیاسی نظام موجود نہ تھا۔ ہر قبیلہ میں ایک سردار ہوتا تھا، جو قبیلے کے اکثر امور کو سنبھالتا۔ اس کے علاوہ نقیب، عریف، شاعر، خطیب بھی قبیلہ داری نظام میں اہمیت رکھتے تھے۔

حضری عرب (اہل المدر): یہ لوگ شہروں میں رہتے تھے اور کسی نہ کسی سیاسی نظام کے تحت زندگی بسر کرتے تھے۔ بعثتِ نبوی ﷺ سے قبل مختلف شہروں میں چھوٹی چھوٹی مملکتوں، مثلاً مکہ، مدینہ، ینبوع، دومۃ الجندل، طائف وغیرہ کا تذکرہ ملتا ہے۔

مکے کی شہری مملکت

مکے کی شہری مملکت میں باقاعدہ ایک سیاسی نظام کا تذکرہ ملتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے سیاسی و انتظامی اداروں میں ندوہ، مشورہ، حکومۃ، اشناق، عقاب، قبہ، اعنہ، سفارہ، سقایہ، عمارہ،

رفادہ، سدانہ، ایسار اور احوال المحجرہ کے نام ملتے ہیں، مکے کی سیاست جاہلی دور سے ہی اشرافیہ کے اصولوں پر قائم تھی جس میں قریش کے اہم خاندانوں کو نمائندگی حاصل تھی۔

مرکزیت کا فقدان

اہل الوبر میں ہر قبیلے کا الگ الگ سردار تھا اور کوئی مرکزی شخصیت نہیں تھی اسی طرح مکے کے سیاسی نظام میں بھی قصی کے بعد کسی مرکزی شخصیت کا تذکرہ نہیں ملتا۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسلامی ریاست کا سیاسی وانتظامی ڈھانچہ

اسلامی ریاست کی مرکزی انتظامیہ میں مشیر، سفیر اور کاتب اور صوبائی نظم ونسق چلانے کے لیے گورنر، مقامی عمال/نقبا وعرفا، مالی انتظامیہ میں عمال الصدقات، خارصین اور عاملین علی الحمٰی کے عہدے تھے۔ جنگی امور کے انتظامی عہدوں میں سپہ سالار، صاحب لوا، افسران الحرث، اصحاب المغانم اور مذہبی امور کے منتظمین میں امیر حج، متولی وساقی حرم، ہدی کے نگران، مفتی وامام اور موذن وغیرہ شامل تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلی دور میں بعض انتظامی اداروں کو باقی رکھا اور ان مین مناسب اصلاح بھی فرمائی۔ اسلامی ریاست کی تمام تر انتظامیہ مرکز میں امیر ریاست کے ماتحت تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض موروثی تصور ریاست کو ختم فرمایا، البتہ اہلیت اور مناسبت کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے **خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام** کا اصول قائم فرمایا، چناں چہ اکثر پرانے سرداروں کو گورنر، عمال، نقبا وعرفا کی صورت میں بہ حال رکھا، بہ ایں صورت کہ وہ صرف اپنی قوم کے ہی نہیں، بل کہ امیر ریاست کے نمائندے بھی تھے۔ جو قبیلہ بھی مسلمان ہوتا تو اس کے مسلمان ہونے والے سربراہ یا کسی سرکردہ شخصیت کو کسی نہ کسی صورت میں سربراہی دی جاتی، جس کا ایک فائدہ تو یہ ہوتا کہ علاقائی اور قومی حالات ومعاملات سے بہ خوبی واقفیت کی بنا پر وہاں کے انتظامی معاملات چلانے میں سہولت رہتی، دوسرا یہ کہ سرداروں اور سرکردہ افرد کو یہ محسوس نہ ہوتا کہ اسلام کی وجہ سے وہ کم تر ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں کے عوام بھی یہ محسوس نہ کرتے تھے کہ ان پر کوئی غیر آدمی حکومت کر رہا ہے۔

منتظمین کی اصلاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منتظمین کی باقاعدہ اصلاح فرمایا کرتے تھے۔ کسی ایسے شخص کو جو کسی قسم کا لالچ رکھتا ہو یا عوام کی فلاح و بہبود سے غرض نہ رکھتا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتظامیہ میں نہیں رکھتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً پرانے سرداروں کے ساتھ تربیت یافتہ افراد کا تقرر بھی فرماتے تھے جو اسلامی شریعت کی روشنی میں معاملات حل کرتے اور منتظمین وعوام کی اسلامی تربیت بھی کرتے تھے۔

معاہدات نبوی

اسلامی ریاست کے قیام، داخلی وخارجی استحکام، قبائل کی شیرازہ بندی اور اسلام کی تبلیغ وترویج کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں قبائل سے معاہدات فرمائے:

۱۔ بیعت عقبہ ثالثہ: بیعت عقبہ ثالثہ کی شکل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں باقاعدہ اسلامی سیاست کا آغاز کر دیا۔ اور یہی بیعت اسلامی مملکت کی سنگ بنیاد ثابت ہوئی۔ اس معاہدے سے ایک غیر سیاسی اور منتشر معاشرے کو منظم اور متحدہ سیاسی معاشرے میں تبدیل کرنے کے عمل کی بنیاد رکھ دی گئی۔

۲۔ عقد مواخاۃ: عقد مواخاۃ سے عدنانی وقحطانی قبائل کی شیرازہ بندی ہوئی اور باہمی تعصبات کے خاتمے کے لیے راہ ہموار ہوئی۔ اس عقد کی وجہ سے امت مسلمہ کی تشکیل وتنظیم کی صورت پیدا ہوئی۔

۳۔ دستور مدینہ: ہجرت نبوی کے بعد اسلامی ریاست کا حال یہ تھا کہ اس میں مختلف رنگ ونسل اور مختلف مذاہب کے لوگ بستے تھے، جن میں اوس وخزرج کے مختلف قبائل، مسلمان مہاجرین، جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور مدینے کے مختلف یہودی قبائل شامل تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میثاق مدینہ کے ذریعے مدینے کے افراد وقبائل کے حقوق وفرائض کا تعین فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود اور دیگر مدنی قبائل کے ساتھ جنگی حلیفی بھی کر لی، جس کی وجہ سے بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرنا آسان ہوا۔ اس معاہدے کی وجہ سے نوزائیدہ اسلامی ریاست میں سیاسی استحکام کی صورت بھی سامنے آئی۔

مصر وشام کے تجارتی راستے پر آباد قبائل سے معاہدات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف مدینے کے اہم قبائل کو اپنے ساتھ جوڑنے کا قصد فرمایا، تاکہ دفاعی، عددی اور معاشی اعتبار سے اسلامی ریاست کو تقویت مل سکے۔ اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے قریب تجارتی راستے پر آباد قبائل نوضمرہ، مدلج، غفار، اسلم جہینہ، مزینہ اور اشجع سے معاہدات فرمائے۔ علاوہ ازیں اسی راستے پر آباد قبیلہ بنوکلب اور خزاعہ سے بھی معاہدے کیے۔ ان معاہدات کی وجہ سے مدینے کے اردگرد کے علاقوں میں اسلامی ریاست کے اثرات قائم ہوئے۔ تجارتی راستے پر آباد قبائل سے معاہدات کی وجہ سے اہل مکہ کی معاشی ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ علاوہ ازیں ان معاہدات کی وجہ سے درجنوں اہم خاندانوں میں اسلام کی روشنی پھیلی۔

معاہدہ حدیبیہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ سے صلح کا معاہدہ فرمایا، اس معاہدے میں اہل مکہ نے مسلمانوں کی سیاسی اور مذہبی حیثیت تسلیم کر لی، جو مسلمانوں کی بہت بڑی فتح تھی۔ یہودیوں کو اہل مکہ کی اعانت سے محروم کر کے مسلمانوں نے ان کی طاقت کو ختم کیا۔ اس معاہدے کی وجہ سے مختلف قبائل میں اسلام کی روشنی پھیل گئی۔ غرض یہ کہ یہ معاہدہ مسلمانوں کے لیے فتح مبین ثابت ہوا۔

مختلف سلاطین کی طرف دعوتی مکاتیب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ھ میں عرب کے اطراف میں مختلف بادشاہوں کی طرف مکاتیب ارسال کیے اور انہیں دعوت الی الاسلام دی۔ ان دعوتی مکاتیب کی وجہ سے اسلام، حکومتی اور ملکی سطح پر دوسرے ممالک میں یک دم متعارف ہوا۔

ایران اور روم کے زیر اثر علاقوں کے ساتھ معاہدات: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہی ایران وروم کے اثرات عرب کے مختلف سرحدی علاقوں پر مضبوط ہو چکے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فارس وروم کے زیر اثر علاقوں میں معاہدات فرمائے، ان معاہدات کی وجہ سے اسلامی ریاست کے اثرات دور دور تک پھیل گئے، بیرونی طاقتوں اور اسلامی ریاست کے درمیان حلیف قبائل کا جال بچھ گیا، جس کی وجہ سے اسلامی ریاست بہ

راہ راست بیرونی قوتوں کی شورشوں سے محفوظ ہوگئی۔ ان معاہدات کی وجہ سے باہمی آمد ورفت میں بہت سہولت میسر آئی اور قبائل کے ساتھ رابطے قریب ہوئے، جس کی وجہ سے نہ صرف مسلمانوں کی تجارتی ترقی ممکن ہوئی، بل کہ اسلام کی تبلیغ وترویج میں بھی سہولت میسر آئی۔

متفرق معاہدات: فتح مکہ کے بعد عرب واطراف سے مختلف قبائل نے وفود کی شکل میں اپنے نمائندے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے اور اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان وفود کو انعام واکرم سے نوازتے، انہیں امان عنایت کرتے، مشکل میں امداد وتعاون کی یقین دہانی کراتے تھے، علاوہ ازیں ان کے حقوق کا تعین وتحفظ ایسے کیا جاتا کہ شاید انہیں گمان بھی نہ ہوتا تھا کہ اسلامی ریاست انہیں اس قدر حقوق عنایت کرے گی۔

عقود نبوی: عربوں میں باہمی تعلقات استوار کرنے اور دشمنوں کے ساتھ محبت کا تعلق قائم کرنے کے لیے رشتے داری سے موثر کوئی اور وجہ دوستی نہیں تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مختلف معزز اور بااثر قبائل میں وقتاً فوقتاً شادیاں کیں، چناں چہ ان قبائل کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوش گوار صہری تعلقات قائم ہوئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقود عرب سماج کو قدیم عصبیتوں سے نجات دلانے، اسلامی دعوت اور اسلام کے مثالی معاشرہ کی بنا، قیام امن اور اسلام کو دشمن قبائل کے ضرر سے بچانے میں ایک اہم ذریعہ ثابت ہوئے۔

اس مقالے کے مواد، نتائج اور حاصل کو ایک خلاصے کی شکل میں حرف آخر میں جمع کر دیا ہے، یہ اس موضوع پر حرف آخر نہیں، بل کہ اس مقالے کا حرف آخر ہے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اقدامات کا ایک خاکہ پیش کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کے داخلی نظم ونسق اور قبائل عرب کی شیرازہ بندی کے سلسلے میں کیے۔ اس موضوع کے بہت سے پہلو ہیں اور ہر پہلو پر تحقیق کی بہت گنجائش موجود ہے۔

حرف آخر کے طور پر جو بات موزوں ہے وہ یہ کہ اسوہ محمدی ہی اسوہ حسنہ ہے جس کو اختیار کر کے ہر آدمی دنیوی اور اخروی لحاظ سے کام یاب ہوسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ